میدانی که پدرت میخواست که بر مسند خلافت نشیند و بر سر منبر ها خطبه بنام او خوانده
شود که الحمد لله که بمراد خود نرسید علی بن حسین گفت کای یزید بگو این منبر با پدران
ما نهاده اند یا پدران تو خلافت و امامت پدران ما بوده است که در
راه خدا جهاد کردند یا از پدران تو که شرک با خدا نمودند در روز جزا مع علیه
ما و شما فیصل شد فی بهشت و آیه کریمه وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون
خوانده ختم کلام فرمود پستر یزید حکم داد که سباپای اهلبیت را بفرود گاه اینها
برند و سر حسینؑ را بر دروازه دمشق آویزان نمایند چنانکه گویند که تا سه روز
سر مبارک بر دروازه دمشق آویزان ماند بعد از آن ذریت حسین را با سر مبارک او
روانه مدینه کرد منقول است چون یزید علیه ما یستحقه اهلبیت رسول و ذریت
بتول را روانه بمدینه نمود نعمان بن بشیر را با جماعتے از سواران مقرر کرد که
اینها را بمدینه رساند چنانچه امام علی بن حسین ع سر سید الشهدا و سرهای دیگر
شهیدان دشت کربلا فراگرفته همراه زنان و یتیمان اهلبیت روانه مدینه منوره
شد ولین روانگی هم عاری از حلیه ذلت و خواری نبوده چنانکه کلام ابن
جوزی محدث وال بر آنست جائیکه گفته که از جور و بیداد ابن زیاد که نسبت
اهلبیت نبوی عمل آورد عجب نیست که او محکوم و منقاد یزید بوده لیکن از
گمراهی یزید خبیث عجب است که چوب بر دندان حسینؑ زده و اهل بیت را بر
شتران بے پرده بذلت و خواری سوار کرده با سر مبارک بطرف
مدینه فرستاد پستر گفته که هیچ مقصود اینها نبوده مگر فضیحت کردن اگر
در دل او کینه جاهلیت و عداوت گذشته مشغول اقربای او که بروز بدر
از کفار کشته شده نمی بود هر آئینه تعظیم و تکریم سر مبارک میکرد و کفن میداد

ودفن میساخت ونیکوئی باآل رسول وذریت بتول مے نمود القصه چون قافله
اهلبیت از دمشق عازم مدینه شد نعمان بن بشیر که از طرف یزید تعین بوده بدیهه
سعادت ازلی بحسن خدمت در راه باذریت حسین پیش آمده مراتب اطاعت
وتعظیم وتکریم واعزاز واحترام چنانکه باید از جانب خود بجا آورده بمدینه رسانید
ودر زمانیکه خبر مراجعت اهلبیت رسالت بمدینه رسید اولاد مهاجر وانصار
ودیگر اهالی مدینه از صغار وکبار باستقبال دویدند همینکه ذریت رسول
وجگر گوشه هائے بتول را مبتلا بمصیبت دیدند حالتے از غم واندوه وگریه
وزاری برایشان گذشت که خارج از حیطه شرح وبیان است گویند که مصیبتی
که روز وفات حضرت سرور کائنات علیه افضل من الصلواة والتحیات
براهل مدینه گذشته بود همان مصیبت آنروز گذشت که امام زین العابدین
بازنان ویتیمان اهلبیت نبوت وسر مبارک سید الشهدا علیه التحیة والثنا
از دمشق بمدینه برگشت فریادی عجیب وشورے غریب در مدینه برپا بود
گویا از هنگامه قیامت میداد جمله ارباب دین در اندوه بودند ودر رنج همه
از کهین ومهین از غم وغصه حزین بودند حالتیکه عارض حال ام المومنین
حضرت ام سلمه گشته از آن چه توان گفت که فرادی فرادی زنان ویتیمان
اهلبیت نبوت را بکنار میگرفت ومیگریست تا آنکه همراه ذریت بتول
متوجه روضه مقدسه حضرت رسول صلے الله علیه وآله وسلم شده زار زار
مینالید وبزبان حال میگفت ابیات یا رسول الله برآ از روضه
سر تا بنگرے * اهلبیت خویشتن را زار وغمناک وحزین * ودریغ
دشمنان دین گرفتار آمدند * پس مباد در جهان یارب گرفتار دین چنین

U0667

مَن دَمَعَت عیناہ بقتلِ الحسین دَمعۃً بوّاہ اللہ الجنۃ

رسالۂ شریفہ و عجالۂ لطیفہ قاصم ظہور مخالفین و کاسر
اعناق معاندین دربارۂ عزاداری سبط ختم المرسلین صلعم
بزبان اردو سلیس و عبارت لطیف مسمیٰ بہ

الرمح المصقول لمانع البکاء علی سبط الرسول

از تصنیفات حامی دین ناصر شرع متین متورع و عالم
عامل فاضل کامل جناب مولوی سجاد حسین صاحب
مد ظلہ العالی علی رؤس المومنین

در مطبع اثنا عشری [illegible] باہتمام [illegible] عابد علی [illegible] طبع شد

بعون سبحانی مطلق و توفیق حکیم برحق

رسالہ شریفہ و عجالہ لطیفہ قاصم ظہور مخالفین و کاسر
اعناق معاندین دربارہ عزاداری سبط ختم المرسلین
بزبان اُردو سلیس و عبارت لطیف مسمی بہ



از تصنیفات حامی دین ناصر شرع متین متورع
و عالم عامل فاضل کامل جناب مولوی سجاد حسین صاحب
مدظلہ العالی علی روس المومنین

مطبع عشری دہلی
بہ اہتمام سید عابد علی تاجر کتب مطبوع گردید

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي افاض شؤبوب الايادي والصلات وما اغاض تهتان الرفد وهميان الهبات
على من قاسى في سبيله الكرائب والنكبات وذاق لطاعته ذائقة النوائب والافات بل قال
في كتابه الذي ليس فيه الافتئات لا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات فاسبل عليه غطا
العطاء واسبغ الحباء من غير خباء والذي هو المدعو لحسم اللاواء المطلوب لسيح الندى ومنح ا
والصلوة على من تخنخ بالحق الصادع وطحطح الباطل الخادع ونجانا عن السعير المحتدم والزفير وحذرنا ع
الشر والمنذر والسلام على الائمة المعصومين الهادين الذين هم دعائم الدين لاسيما على م
جز قفاه كالشاة غيلة في الحرارة والحزازة وركب نساؤه على قتب الرغامية جابت مفازة
مفازة الذي جاد بنفسه من السيف في معمعان الصيف وخضب شيبته القشيب
من حد الحراز القضيب والرمح الخضيب وبعكره القوم بعضب على الرضا في الشدة وا
فسحت بذكره الدموع وجرت المدامع بالهموع الا بكت السماء على الحسين فناحت ق
جن باثياب قد سلح الجوالق بالمراثي فعيل الاصطبار بلا ارتياب اين للمحب ا
وعبرة عينه في الانصباب اما بعد فيقول فقير كونين سجاد حسين حرسه الله عن افات الد

وثبت اقدامہ فی اتباع الثقلین بلند شہری موطنا وکربلائی مدفنًا انشاء اللہ تلمذ کے
نسبت اوس فخر جہاندو اوستاد اساتذہ سی رکہتا ہے جسکے لیاقت علمیہ این
اہل علوم مسلم ومشہور ہے فضل کا شہرہ نزدیک و دور ہے اور جسکو معقول مین اگر کمال ہے
تو منقول مین بھی دخل تام ہے جسکا فیض ہر مخالف وموافق پر عام ہے یہ علم مین فرد
فضل مین کامل ۔ عارف شرع وعالم وعامل ۔ مدرس بعدیل ۔ فقیہ نبیل ۔ ذکا مین یکتا
تقدس مین بے ہمتا ۔ سراپا اتقا ۔ ناظم فصیح اللسان ۔ ناثر خوش بیان ۔ تورع مآب
تقوی ایاب ۔ واعظ خوش تقریر یگانہ ۔ بےنظیر نور حدقہ سیادت نور حدیقہ شرافت گل گلشن
جعفری نونہال دوحۂ حیدری اعنی استادی مولوی السید عباس حسین صاحب
دہلوی مولدا وجارچوی موطنا کہ جو مومنین کے لئے خدا کیجانب سی ایک نعمت
عظمی اور موہبت کبری ہین بحق محمد وال محمد انکا سایہ سب کے سر پر قایم ہے اور فیض علم
دائم اس نعمت پر بھی ہم خدا تعالی کا دل وجان سے شکر بجالاتے ہین سچ ہے
کہ ایسی ایسے ہے مقدس فرقہ اثنا عشریہ کی حقیقت بتاتے ہین ۔ اور کیونکر
اتنا کمال حضرت کو حاصل نہ ہو کہ جناب موصوف علامہ اوحد فہامہ ملک سیرت
خوش صورت اسد معارک علم وکمال استاد یگانہ عدیم المثال عالم ترتیل وتجوید
حافظ قران مجید آیۃ اللہ فی العالمین نایب ائمہ معصومین جناب حافظ قاری
مولوی السید جعفر علی صاحب لازالت شموس افاضتہ علی رؤسنا بازغتہ
وبدور افادتہ طالعتہ کے ولبند اور تلمیذ رشید ہین جناب کی ذات مستغنی عن
التصفات ہے اگر یہہ کہین کہ فرشتہ فی لباس بشری پہنایا یا خدا نی جامہ انسان سے
خیال دینا علیحدہ کرکے روح پاک کو پہونچایا تو شاید بعید نہو تمام ہندوستان کے
ضلعون اور شہرون مین بہت کم ایسے مقام ہونگے جہان حضرت کا فیض نہ پہونچا ہو

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی افاض شؤبوب الایادی والصلات، وما اغاض تهتان الرفد وهمیان الهبات
علی من قاسی فی سبیله الکرائب والنکبات، وذاق لطاعته ذائقة النوائب والافات، بل قال
فی کتابه الذی لیس فیه الافتیات، لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات، فاسبل علیه غطاء
العطاء، واسبغ الحباء من غیر حباء، والذی هو المدعو لحسم اللأواء، والمطلوب لسیح الندی، ومنح الجدی
والصلوة علی من نخنخ بالحق الصادع، وطحطح الباطل الخادع، ونجانا عن السعیر المحتدم والزفیر، وحذرنا عن
الشر والمنذر، والسلام علی الائمة المعصومین الهادین، الذین هم دعائم الدین، لا سیما علی من
جز قفاه کالشاة غنیمة، فی الحرارة والحزازة، ورکب نساؤه علی قتب الرعیة، جابت مفازة بعد
مفازة، الذی جاد بنفسه من السیف، فی معمعان الصیف، وخضبت شیبته القشیب بدمه
من حد الجراز القضیب، والرمح الخضیب، ولعکره القوم بعقب علی الرضا، فی الشدة والرجا
فسحت بذکره الدموع، وجرت المدامع بالهموع، الا بکت السماء علی الحسین وناحت قوم
جن بالثیاب وقد صاح الجوالق بالمراثی فعیل الاصطبار بلا ارتیاب، این للمحب الکرایا
وعبرة عینه فی الانصباب، اما بعد فیقول کمترین سجاد حسین حرسه الله عن افات الدارین

وثبت اقدامہ فی اتباع الثقلین بلبند شہری موطنا و کربلائی مدفنا انشاء اللہ تلمذ کے
نسبت اوس فخر جہانبد و اور استاد اساتذہ سی رکھتا ہے جسکے لیاقت علیہ یا مین
اہل علوم مسلم و مشہور ہے فضل کا شہرہ نزدیک و دور ہے اور جسکو معقول مین اگر کمال ہے
تو منقول مین بھی دخل تام ہے جسکا فیض ہر مخالف و موافق پر عام ہے یہ علم مین فرد
فضل مین کامل ۔ عارف شرع و عالم و عامل ۔ مدرس بعدیل ۔ فقیہ نبیل ۔ و کامین یکتا
تقدس مین بے ہمتا ۔ سراپا اتقا ۔ ناظم فصیح اللسان ۔ ناثر خوش بیان ۔ و تورع ماب
تقوی ایاب ۔ واعظ خوش تقریر یگانہ و بنظیر نور حدقہ سیادت نور حدیقہ شرافت گل گلشن
جعفری نونہال دوحۂ حیدری اعنی استادی مولوی السید عباس حسین صاحب
دہلوی مولدا و جارچوی موطنا کہ جو مومنین کے لئے خدا کیجانب سی ایک نعمت
عظمی اور موہبت کبری ہین بحق محمدؐ و آل محمدؐ انکا سایہ سب کے سر پر قایم ہے اور فیض علم
دائم اس نعمت پر بھی ہم خدا تعالی کا دل و جان سے شکر بجالاتے ہین سچ ہے
کہ ایسی ایسے ہے مقدس فرقہ اثنا عشریہ کی حقیت بتاتے ہین ۔ اور کیونکر
اتنا کمال حضرت کو حاصل نہ ہو کہ جناب موصوف علامہ اوحد فہامہ ملک سیرت
خوش صورت اسد معارک علم و کمال استاد یگانہ عدیم المثال عالم ترتیل و تجوید
حافظ قران مجید آیۃ اللہ فی العالمین نائب ائمہ معصومین جناب حافظ قارے
مولوی السید جعفر علی صاحب لازالت شموس افاضتہ علی ردسنا بازغتہ
وبدور افادتہ طالعتہ کے ولبند اور تلمیذ رشید ہین جناب کی ذات مستغنی عن
الصفات ہے اگر یہہ کہین کہ فرشتہ فی لباس بشری پہنایا خدا نی جامہ انسان سے
خیال دنیا علیحدہ کر کے روح پاک کو پہونچا تو شاید بعید نہو تمام ہندوستان کے
ضلعون اور شہرون مین بہت کم ایسے مقام ہونگے جہان حضرت کا فیض نہ پہونچا ہو

ایک وفاضل مستعد بنای جاوین جسکو پڑہایا گویا فضیلت بتادی صراط مستقیم
دکہادی تلامذہ کا باکمال ہونا ابکی تبحر کی دلیل ہے الحاصل مجہہ سا ناکارہ بندہ
سراپا عیبون سے اگندہ بہی اہنہین جنابون کے توجہہ سے اہل علم کی خدمت کے
قابل ہوا اپنی لیاقت اور علمیت پر فخر نہین کرتا ہان نسبت استادی سے فخر ہے
فیض جناب سے ہے کہ مین بہی سلسلہ تلامذہ مین داخل ہوا بہر حال ع گرچہ خوردیم نسبتی
است بزرگ ذرہ آفتاب تابانیم ہو اب خدمت منصفین و محققین پر تمکین مین کچہہ
التماس کیا چاہتا ہون کیا تعجب ہے اگر بنظر انصاف نظر فرماوین تو معرض قبول مین
لاوین کیونکہ انصاف دینداری کے لئے ایک جزو اعظم ہے اور مین منصفین ہی
کے لئے یہہ چند اوراق لکہتا ہون غیرون کے توجہہ اور غور کی امید نہین رکہتا ہون
ای پڑہنی والی اس رسالہ کے جب تو اسکو پڑہے تو اول اپنے دل سے
اعتساف اور تعصب کو اوٹہا کے تہوڑی دیر کے لئے علحدہ رکہدے اور نظر حق
اور صدق سے اسکا ملاحظہ کر شاید کہ خدا تجکو کوئی بات پسند کراوے اور سچی و بیسے
تو اوسکو حق سمجہی مان جاوے مین بہی حسنات مین داخل ہون تو بہی ثواب کی
لذت پاوی پس دل دیکر سن کہ یہہ زمانہ مختلف خیالات مین گرفتار ہے ہم اسی
اقوال سے تمہید بیان کرتے ہین آج کل بعض اشخاص قائل ہین کہ حالت موجودہ
زمانہ کی نہایت ترقی پر ہے مین بہی اگر اس راے پر اتفاق کرون اور درست
جانون تو کچہہ بیجا نہین ہے مگر اس قاعدہ کو مانکر اس جانب رجوع کرونگا کہ
مطلق ترقی سے معنے یہہ ہین یا نہین ہین کہ لوگون کا صعود نیکی اور بہتر ہے مین ہو
بلکہ اس صورت مین ہر چیز کی افزائش مانونگا وہ شی نیک ہو یا بد کیونکہ یہہ بہی جا ہلے
اور بیباکی پہلے کب تہے کہ جس چیز کو جی چاہا وہ کرنی لگے جس غذا کو طبیعت نے پسند کیا

ادسکی پیٹ بھرنے لگے لیکن اب حرام وحلال سے دل شاد ہونا قید ملت سے
آزاد ہونا باوجود بے علمی کوس لمن الملک بجانا سیکڑون اختلاف قدیم وجدید مین
کرد کھانا ایک سچا اسلام اور ٹھیٹ ایمان گنا جاتا ہی ہر شخص نئی طرح سے اپنا رنگ
جماتا ہے اور اصل یہہ ہا ہے کہ زمانہ مین ترقی ہو یا تنزل اسکی بحث نہین ہان
یہہ بات تو علی العموم ہر فرقہ اور قوم بلکہ ہر متنفس مین الاماشاء اللہ پائی جاتی ہے
کہ اپنی جودت طبع سے ضرور کچہہ نہ کچہہ اختلاف علاوہ دنیا کے دین مین ظاہر کرتا ہے
جسکی صاحبان تصانیف مین نام لکہا وے یا لوگون مین عالم متوقد کہلا وے
عجیب حالت ہی باوجود دعوی اسلامیت کی کوی تو اپنی زعم باطل مین قرآن کی شرح کا
قائل ہی کوی احادیث کی جرح پر مائل ہے کسی کے نزدیک شرک پاک ہے کوئی
اور ہی طرح سے بیباک ہے کسی نے اپنی راے کو رسول کی ہدایت مانا خواہش
نفس کو مقتضاے حقیقت جانا اگر زید کے نزدیک ابطال شریعت سہل ہے تو عمرو کے
آگے علم دین جہل ہر بات کی پیروی انصاف ہے اور طلب حق تحقیق اعتساف ...
اگر کوی مزے دار غذائین لذیذ دوائین کہا کر ایمان سے برخلاف ہے تو کوئی
اپنے نزدیک اہل کتاب کی تشبیہ ہی سے پاک و صاف ہے کوی آیات کی تفسیر
اپنی راے سے کرتا ہے کوئی تقلیدا نہ تحقیقا اس خود راے پر سچی اسلام کا دم بہرتا ہے
کسینے بلا علم و عقل جہاد کیا اپنا دین وایمان برباد کیا کسینے تہوڑی سی نفع مین ...
پیروی ناحق کی کی اور عصی کو کہو یا مفت مین سر پر خرابی لی زہد و اتقا کو ڈبویا
پہر اگر کسینے تصنیف پر کمر باندہی تو عجب کہانی کہی کہ جسکو مصنف ہی نے اپنی ذہن سے
تراشا اور لوگون کو سنا کر خیالی پلاؤ کہلایا سبز باغ دکہایا اگر کوئی روایت نقل کی
تو اوسکی صفائی کو اپنی کلام پاک سے خوب خوب درست کیا موافق مطلب

جو چاہا سو لکھدیا ہر فقرہ لعن و طعن سے رشک تن مہر و داغدار بنایا اور گلہائے مضامین کے
عوض عبارت کو پرخار سچ ہے کہ جب خرابی واقع ہونیکو ہوتی ہے تو اول اختلاف پڑتا ہے
ظاہر ہے کہ ان خود بینون اور کجرائیونکا یہہ نتیجہ ہوا کہ ایک دین کی شعبی اور شاخین نکلکر
ہزار ہو گئین مگر بالبداہت یہی کہ یہہ سب فرقے حق نہ ہو سکینگے ورنہ جھوٹ اور سچ برابر ہوگا
حق و باطل مین اتحاد سراسر ہوگا بینا نابینا ایک ہونگے نیک بد اور بد نیک ہونگے یہہ کیا نکا
اور ہی رنگ ہے غلط کا نیا ہی ڈہنگ ہے اور یہہ بہی ضرور ہے کہ شریعت اسلام
بنی اخر الزمان کی حدیث اور خدا کی کتاب کے تابع ہے جو ایک راہ کی سوا کجراہی تک کے
مانع ہے اگر وہ ایک ہی ہے پس جب ایک ہی ہے تو ان دنیا جہان کے سب فرقون میں بہی
ایک فرقہ سچا ہوگا اور سب اپنی مثلون سے اچہا ہوگا اور یہی مال کار حدیث نبوی کا
صریح ہے حدیث بہی متفق علیہ ہے صحیح ہے پس وہ فرقہ جو حسب احادیث رسالتماب
ناجی اور جنتی ہے شیعیان علی کا فرقہ ہے بتصریح اسکی کتب اہلسنت وغیرہ مین بہی مسطور ہے
علاوہ اسکے کہ کتب حقہ مین بدلائل و براہین ماثورہ سمقام پر ہم دلائل حقیت بوجہ خلاف
ما نحن فیہ نہین بیان کرسکتی اور کچہہ ضرورت بہی نہین کیونکہ بفضلہ تعالے ہر ہر مسئلہ کے
تحقیق اور تنقید مین سیکڑون کتابین مبسوط تصنیف ہو گئین ہین طالب اونکے جانب رجوع
کرسکتا ہے لیکن چونکہ ہر فرقہ اپنی برائت اور حقیت کے لئے اپنا حفظ النفس صد ہا طرح سے
کرتا ہے اور غیر پر اعتراض اور شبہات کرکے نشاط خاطر سے دامن مراد بہرتا ہے اور خصوصا
حق بات تو اکثر اوقات بہت ہی کہٹکا کرتی ہے نشانہ ہزار ہا اوہام باطلہ اور انکار
غیر صائبہ کا بنتی ہے پس اس فرقہ حقہ شیعہ اثنا عشریہ پر بہی اکثر فرق نے شکوک وارد کرکے
اور کرتے ہین اور علما رشکر اللہ سعیہم نے جواب باصواب سے اونکو دفع فرمایا جسنے
الحق یعلو ولا یعلی کا مضمون ظہور مین آیا سب سے گذر کر مین بہی اسوقت سے اوس بڑے

اعتراض اور شک کی تحریر جواب و تحقیق صواب مین متوجہ ہون جو فی زمانا عام اور خاص
اہلسنت اس فرقہ حقہ پر کرتے ہین یعنے عزاداری ماہ محرم مین امام حسین کی کرنا
اور تعزیہ طریقہ متعارفہ سے بنانا۔ رونا رولانا شریعت مین کیا حکم رکہتا ہے فی الحقیقت
اسبارہ مین کوئی پوری کتاب کافی ووافی ایسے نہین جو تمام عوام اور کم علمون کے
اچھی طرح سے حاجت پوری کردی اگرچہ علمانے اسمین بھی بہت کچہ تحریر فرمایا ہے
مگر متفرق اور متنوع طور پر جیسا جسنے پوچھا ویسا بتا دیا ابھی تہوڑا عرصہ ہوا کہ میرے
اوستاد جناب مولوی السید عباس حسین صاحب اسی بارہ کے ایک استفتا
مین جو مولوی محمد ابراہیم تلمیذ مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی اہلسنت کے
طرف سے تہا رسالہ حسام عباس خوب تحریر فرما چکے ہین لیکن اسمین بھی وہی
امور قلم فیض رقم سے مترشح ہوئی جو مستفتی نے پوچھی تہی لہذا اس ہیچمدان نے چاہا
کہ اگرچہ بعد ان لوگون کے لکہنا سوء ادبی ہے لیکن اسکو معذرت کی فرد مین داخل
کرکے اور امید عفو دلمین مستحکم سمجہ کے ایک رسالہ ایسا لکہنا چاہیے کہ جو اکثر مشکوک
عزاداری کے رفع پر مبنی ہو اور ساتہہ ہی یہہ بھی خیال ہوا کہ ان اوراق کو اپنے
ملک کی عام زبان اردو مین لکہنا کہ بموداے تکلموا الناس علی قدر عقولہم
بھی ٹہیک ہووے اور حضرات عوام کو مرغوب دوسرے اس تحریر کا باعث اکثر احباب
سلمہم اللہ رب الارباب بھی ہوئی مین نے بھی اونکی راے صایب جانی اور اطاعت
فرمایش مناسب سمجھی یہہ مسائل جنکو مین لکہنا ہون کسی خاص سوال اور استفتا
پر رکہہ کر نہین لکہی گئے کیونکہ اگر ایک ہی کا جواب لکہتا تو اوسمین بعض امور تو
محض بے سود واقع ہو جاتے اور بعض جو میری مد نظر ہین رہ جاتے پہلی صورت تو یونتہی
کہ اگر کسی صاحب کی تحریر پیش نظر رکہتا تو اول تو عبارت کا سقم اور سوء تہذیب

وتحریر وغیرہ مین کوئی زیادتی یا الفاظ مہملہ و مغلقہ کی نسبت دو چار سطرین ضرور آئی ہین جن سے
میرے نزدیک نفس مسئلہ مین کوئی فائدہ نہین دوسرے خدا جانے وہ تحریر حضرات اہل سنت کے
نزدیک قابل قبول ہوتی یا نہوتی کبھی تحریر پر خواہ مخواہ محرر ضعیف شہرتا اہل سنت سے مجہول الحال
بنتا اگر بیچارہ کسی مقام پر کوئی فقرہ حق لکھتا تو جہت دائرہ اہلسنت سے خارج ہو جاتا
کیونکہ ہم یہہ تو بڑے بڑے محققین اور متقدمین مدققین کے نسبت دیکھتے ہین کہ دو چار
باتون کے کہنے ہی سے بے تحقیق اور حاطب اللیل اور ضعیف بھی سمجھے گئے ہین اور دوسری صورت
یون پیش آتی کہ صرف اوسیکی تردید لکھی جاتی جو مستفتی اور مصنف اپنی ہان تحریر کرتا
پس مناظرہ دو چار مسئلون پر ختم ہو جاتا اور پہر وہی تازی تازے اعتراض ہونے شروع
ہوتے اسوجہہ سے مین نے اکثر اعتراضات کو جمع کر کے ایک رسالہ علحدہ لکہا اور اسکا نام
الرمح المصقول لمانع البکاء علی سبط الرسول رکہا اکثر اہل سنت کے
رسالون اور تحریرون کا یہہ خلاصہ ہے اور وہی اسکی تحریر اور تہذیب کے باعث ہین
ہر خم و پیچی کہ شد از تار زلف یار شد + دام شد زنجیر شد تسبیح شد زنار شد + مین پہلے
لکہہ چکا ہون کہ اس زمانہ کی تحریر اکثر کلمات نا ملائمہ اور غیر مہذب فقرون سے پر ہوتی ہے
چنانچہ بعض اہلسنت کے رسالے اس زمانہ مین اسی عزاداری کے بارہ مین ایسے
لکہے گئے ہین کہ منتقم حقیقی ہے اوسسے اس بدتہذیبی اور طعن و تشنیع نامناسب کا
انتقام ہوگا او یہہ امر داب مناظرہ سے بھی بالفراسخ دور ہے کیونکہ تحریر مناظرہ مین تحقیق
صواب اور تنقید حق ہوتی ہے تاکہ ہر فرقہ دیکھے اور حظ اوٹھائے نہ یہہ کہ دیکھتے ہی
طبیعت برگشتہ ہو جائے سچی بات پر بھی اعتقاد نہ لائے حظ و لطف کے عوض جرائم مین
گرفتار ہو تعدد جدال و کارزار ہو اور اس امر سے نفس مسئلہ مین بھی کچھہ نفع نہین سوائے
اسکے کہ دو چار ایسے ہے باتین اپنی نسبت سنی کا ارادہ رکہے سو مینے اس رسالہ مین

اسکا سب سے زیادہ خیال رکہا ہے یہانتک کہ جس کسی صاحب کو لکہا جو میری نزدیک
کچھہ بہی رتبہ رکہتا ہو بالفاظ تعظیم یاد کیا اور ہر موقع پر اسکو انجام دیا لکن البراءة من السہو و
النسیان فلیس من شان الانسان الا من عصمتہ الرحمن اگرچہ رسائل قدیمہ و جدیدہ حضرات
اہلسنت کو دیکہکر خاطر دریا مقاطر جوش زن ہوتی ہے کہ جواب ترکی بہ ترکی لکہا جاوے
تا محرر اپنی تحریر کی کچہہ تو سزا پاوے اور پہر کوئی ایسی دریدہ دہنی نکرے لیکن کلام الہی کا
اتباع اولی سمجہا اور اس آیت پر عمل کیا واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ وقالوا لنا اعمالنا
ولکم اعمالکم سلام علیکم لا نبتغی الجاہلین ٭ تعزیہ داری جو عوام اور خواص اہلسنت او شیعہ
مین ہوتے ہے اوسمین کئے چیزین کیجاتی ہین ایک اونمین سے رولانا اور رونا خواہ
وہ کسی قسم سے ہو مرثیہ پڑہ کے یا بغیر مرثیہ کے نوحہ سے یا حدیث سے ۔ دوسرے یہہ
تعزیہ یعنی نقل روضہ مقدسہ امام حسین علیہ السلام کی بنائی جاوے اور حال مقتل کا تصور
کرکے رووین اور اوسکی تعظیم بجالاوین تیسرے یہہ کہ کپڑے سیاہ کرین اور مرثیہ سوز مین
پڑہین باجہ بجاوین اور تعزیہ کی تعظیم یہانتک کرین کہ کوئی اوسکو سجدہ کرے کوئی اوسکی
آگے دعا مانگے کوئی اور بہی مدارج تکریم بجالاوے اور مثل اسکے جو کچہہ ہو ہم انکی تحقیق
اور تنقیح کرتے ہین کہ کیا کیا صورتین جائز ہین اور کیا ناجائز ہین اور جو جو اعتراض جواز پر
ہوتے ہین اونکو لکہکر جواب باصواب لکہتے ہین اور اس رسالہ مین بہی تین قسم کے امور
مذکورہ تین بابونمین اس تفصیل سے بیان کئے جاتے ہین **باب اول** مین تین فصلین
ہین فصل اول مین رونیکو آیات اور احادیث مقبولہ طرفین اور شواہد انبیا و ائمہ اور ملائکہ
اور اجنہ اور آسمان و زمین اور وحوش و طیور اور خلفاء ثلاثہ اور علماء مقبولین اہلسنت
وغیرہ سے ثابت کیا ہے فصل دوم مین مرثیہ اور نوحہ کا بیان ہے جسکو تحقیقاً اور شواہد
انبیا اور خلفاء اور اجنہ اور علماء اہل سنت وغیرہ سے لکہا ہے فصل سوم مین امور متعلقہ

بکاہین سمین اکثر اعتراضات اہل سنت کے جو روسنے پر مثل انعقاد مجالس یا اونمین
احوال اہلبیت پڑہے جانے یا چلاّکر رونے اور صبر نکرنے کے یا مثل اسکی جو کچہ ہین
لکہے گئے ہین اور پہر جواب شیعونکی طرف سے بحوالہ کتب معتمدہ اہلسنت دیا گیا ہے
باب دوم مین دو فصلین ہین فصل اول مین تعزیہ کی اباحت اور اوسکا جواز بدلائل عقلیہ
ونقلیہ بتوضیح تمام وتصریح مالا کلام مثبوت ہے فصل دوم مین اون اعتراضات کو مع
جواب باصواب لکہا ہے جو اہل سنت نے تعزیہ پر کئے ہین مثل اسکی تجدید قبر یا مثال
ہونیکے یا خلاف احادیث اور بدعت یا شبیہ کے تحت مین پڑنیکے باب سوم مین
مسائل مختلفہ کے جواب ہین مثل باجہ سنّنی اور راگ مین مرثیہ سننے اور پڑہنے اور
تعزیہ کی غایت تعظیم حتی کہ سجدہ وغیرہ اوسکے آگے کرنے اور ہر سال مین محرم کو ماہ عزا
ٹہرانے اور چہلم کرنے اور کپڑون کو سیاہ رنگنی اور تعزیہ کے آگی دعا مانگنی اور اوسپر
عرضیان وغیرہ چڑہانے اور نعرہ یا حسین کہنے اور عورتون کو محرم کی راتون مین
تعزیون کی زیارت کے لئے باہر پہرنے کی اجازت دینے اور محرم کے دن فاقہ کرنے
اور امام بازہ وغیرہ کی غایت تعظیم کرنے اور ہوس اور خاک اوڑانے اور علم شدّہی گہوارہ
دلدل وغیرہ بنانے اور تربت کے کہڑے تعزیون کے آگی لیجانے اور تعزیہ کو بعد بنانیکے
دفن کرنے اور ایام محرم ہی مین حاضری وغیرہ ہونے اور اوسمین ظالمون پر تبرّا کرنے
اور چلاکر کہنے وغیرہ کے وہانا اشرع فی المقصود مستعینا برب الودود باب اول
رونے اور رلانے کے بیان مین ہے اور اسمین تین فصلین ہین قبل شروع کرنے
فصلون کے یہہ امر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت رونے اور گریہ کرنے کے
بیان کیجاوے اور ثابت کیا جاوے کہ رونا مقتضائے محبت خالص ہے پس جاننا
چاہئے کہ یہہ امر خدا نے ہر شخص کے خلقت مین داخل کیا ہے کہ بعض سے محبت کرنا

اور بعض سے عداوت اور جبکہ یہہ قوت جبلی ہے تو آگے دیکھنا چاہیے کہ خدا نے محبت کے
قابل بھی کسیکو بتایا ہی یا اس معاملہ مین اوسنی کچہہ ارشاد نہین کیا پس ہم جب کلام
پاک کے طرف رجوع کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ اوسمین ہے قل لا اسئلکم علیہ اجراً
الا المودة فی القربیٰ اور قربیٰ کے معنونمین کچہہ ہی اختلاف ہو مگر اسمین تو کچہہ کلام نہین
کہ امام حسین علیہ السلام قربیٰ مین سب کے نزدیک داخل ہین اور آیت سے معلوم
ہوا کہ محبت انکی واجب ہے اور محبت کیا چیز ہے
ایک حرارت ہے جو خلقی قاعدہ سے محبوب کے
لئے دل مین پیدا ہوتی ہے اور یہ امر وجدانی ایسا ہے
کہ ہر شخص جانتا ہے اور جب حالت محبت مین اپنی
قلب کی طرف رجوع کریگا اسکو ٹہیک پاویگا اسیوجہہ سے
آجتک محبت حرارت اور آگ سے محاورونمین تعبیر کیجاتی ہے الغرض جب انسان
کو خیال اپنے محبوب کا آتا ہے اور یہہ اوسکی حالت سوچکر خواہ یہہ امر اپنی غور سے
ہو یا اور شخص کے کہنے سی محبوب کا وصال وغیرہ چاہتا ہے تو ایک شعلہ اسکے قلب مین
اٹہتا ہے جو دماغ کیطرف صعود کرتا ہے جب اوسنی جانب دماغ حسب قاعدہ بخارات
صعود کیا تو وہان پوہنچکر برودت دماغیہ سے حرارت اوسکی متکاثف ہوتی ہے
اور آنسوؤن کیصورت مین متقاطر ہوجاتا ہے۔ کما لا یخفی علی من لہ ادنی مداخلة
فی العلوم الطبیة والفنون الطبیعیة پس معلوم ہوا کہ رونا حرارت محبت کا نتیجہ ہے
اسمین شک نہین کہ اگر مودت حسینی صادق ہے تو کیونکر ہوسکتا ہے کہ حضرت کے
اس مصیبت کی حالت کو غور نکرین اور ہمارے دلونمین ذراسی بھی حرارت اٹہکر متکاثف
نہ ہووے اگر محبت نہین رونا کجا۔ لان البکاء لا یعرض الا للاخلاء والاعداء منہ براء

بکا ہین ہمین اکثر اعتراضات اہل سنت کے جو رونے پر مثل انعقاد مجالس یا ذکرین
احوال اہلبیت پڑہے جانے یا چلا کر رونے اور صبر نکرنے کے یا مثل اسکی جو کچہہ ہین
لکہے گئے ہین اور پہر جواب شیعونکی طرف سے بحوالہ کتب معتمدہ اہلسنت دیا گیا ہے
باب دوم مین دو فصلین ہین فصل اول مین تعزیہ کی اباحت اور اوسکا جواز بدلائل عقلیہ
ونقلیہ بتوضیح تمام وتصریح مالا کلام مثبوت ہے فصل دوم مین اون اعتراضات کو مع
جواب باصواب لکہا ہے جو اہل سنت نے تعزیہ پر کئے ہین مثل اسکی تجدید قبر یا مثال
ہونیکے یا خلاف احادیث اور بدعت یا شبیہ کے تحت مین پڑنیکے باب سوم مین
مسائل مختلفہ کے جواب ہین مثل باجہ سنی اور راگ مین مرثیہ سننے اور پڑہنے اور
تعزیہ کی غایت تعظیم حتی کہ سجدہ وغیرہ اوسکے آگے کرنے اور ہر سال مین محرم کو ماہ عزا
ٹہرانے اور چہلم کرنے اور کپڑون کو سیاہ رنگنی اور تعزیہ کے آگی دعا مانگنی اور اوسپر
عرضیان وغیرہ چڑہانے اور نعرہ یا حسین کہنے اور عورتون کو محرم کی راتون مین
تعزیون کی زیارت کے لئے باہر پہرنے کی اجازت دینے اور محرم کے دن فاقہ کرنے
اور امام باڑہ وغیرہ کی غایت تعظیم کرنے اور ہوس اور خاک وڑانے اور علم شدہی کہوارہ
دلدل وغیرہ بنانے اور شربت کے گہڑے تعزیون کے آگی لیجانے اور تعزیہ کو بعد بنانیکے
دفن کرنے اور ایام محرم ہی مین حاضری وغیرہ ہونے اور اوسمین ظالمون پر تبرا کہنے
اور چلا کر کہنے وغیرہ کے وہا انا اشرع فی المقصود مستعینا برب الودود باب اول
رونے اور رولانے کے بیانمین ہے اور ہمین تین فصلین ہین قبل شروع کرنے
فصلون کے یہہ امر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت رونے اور گریہ کرنے کے
بیان کیجاوے اور ثابت کیا جاوے کہ رونا مقتضائے محبت خالص ہے پس جاننا
چاہیے کہ یہہ امر خدا نے ہر شخص کے خلقت مین داخل کیا ہے کہ بعض سے محبت کری

اور بعض سے عداوت اور جبکہ یہہ قوت جبلی ہے تو آگے دیکھنا چاہیے کہ خدا نے محبت کے قابل بھی کسیکو بتایا ہے یا اس معاملہ مین اوسنے کچھہ ارشاد نہین کیا پس ہم جب کلام پاک کے طرف رجوع کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ اوسمین ہے قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی اور قربی کے معنو مین کچھہ ہے اختلاف ہو مگر اسمین تو کچھہ کلام نہین کہ امام حسین علیہ السلام قربی مین سب کے نزدیک داخل ہین اور آیت سے معلوم ہوا کہ محبت انکی واجب ہے اور محبت کیا چیز ہے ایک حرارت ہے جو خلقی قاعدہ سے محبوب کے لئے دل مین پیدا ہوتی ہے اور یہ امر وجدانی ایسا ہے کہ ہر شخص جانتا ہے اور جب حالت محبت مین اپنی قلب کی طرف رجوع کریگا اسکو ٹہیک پاویگا اسیوجہہ سے آجتک محبت حرارت اور آگ سے محاورہ مین تعبیر کیجاتی ہے الغرض جب انسان کو خیال اپنے محبوب کا آتا ہے اور یہہ اوسکی حالت سوچکر خواہ یہہ امر اپنی غور سے ہو یا اور شخص کے کہنے سے محبوب کا وصال وغیرہ چاہتا ہے تو ایک شعلہ اسکے قلب مین اوٹہتا ہے جو دماغ کیطرف صعود کرتا ہے جب اوسنے جانب دماغ حسب قاعدہ بخارات صعود کیا تو وہان پونہچکر برودت دماغیہ سے حرارت اوسکی متکاثف ہوتی ہے اور آنسوؤن کیصورت مین متقاطر ہوجاتا ہے۔ کما لا یخفی علی من لہ ادنی مداخلۃ فی العلوم الطبیۃ و الفنون الطبعیۃ پس معلوم ہوا کہ رونا حرارت محبت کا نتیجہ ہے اسمین شک نہین کہ اگر مودت حسینی صادق ہے تو کیونکر ہوسکتا ہے کہ حضرت کے اس مصیبت کی حالت کو غور نکرین اور ہمارے دلونمین ذرا سی بھی حرارت اوٹہکر متکاثف نہ ہووے اگر محبت نہین رونا کیا۔ لان البکاء لا یعرض الا للاخلاء والاعداء منہ براء

بلاریب و امتراء - اور بیان مذکور سے بعد تامل ظاہر ہے کہ رونا خاص محبت اور سچی
مودت سے ہے بلکہ اگر محبت اور گریہ کو بعض اوقات مین لازم و ملزوم کہدون تو بھی شاید
کچھہ فرق نہین ہے پس محبت کو واجب بتانا اور گریہ کو ہر صورت مین منع کرنا تکلیف مالا یطاق کا
حکم کرنا اور محال پر قدرت کرانا ہے اور ایسی مثال ہے جیسے کسی لڑکے کو دریا مین
ڈالکر کہدین کہ کپڑے تر مت کرنا وہ دریا مین پڑکر کب قادر ہے کہ لباس کو خشک
رکھہ سکے اگر چاہے تو بھی نہین ہو سکتا لامحالہ لباس تر ہو گا بلکہ یہہ بدیہی امر ہے غور کرنا
چاہیے اگر محبت تو امام حسین سے ہو بمفاد الحسین منی و انا من الحسین اتنی ہو کہ اپنی پیارے
جان سے زیادہ اور اپنی جان کی مصیبت پر رونے کو ایسے مستعد کہ ذرا کوئی
کلام بد کہے یا ٹھوکر لگے یا مان باپ مرجاوین تو رونے چلانیکو مستعد اور بے اختیاری کا
دعوی اور اوس سخت مصیبت کو اپنی دوست کی یاد کرکے آنسو بہانا اور رونا کیسا
دل بھی آزردہ نہ ہو پھر یہہ دوستی کیسی اور محبت کہانکی مین تو یہہ کہتا ہون کہ جو حضرت سے
باوجود اختیار گریہ نکریگا اوسکو محبت ہی نہین دعوی محبت اوسکا صرف لسانی ہے
نہ قلبی اور جنانی دوسرے یہہ کہ جنکو یہہ محبت ہے وہ روتے ہی ہین اور روئی ہین
دیکھیے حضرت رسالت پناہ صلعم اور علی مرتضی ع - فاطمہ زہرا علیہم التحیۃ و الثناء مادام
الغبراء و الخضراء کیسے کیسے روئے ہین ابھی دو چار ورق کے بعد معلوم ہو جاوے گا
پھر نہ معلوم کہ تحریم بکا اور حرمت گریہ امام حسین علیہ السلام پر کہان سے نکالی گئی ہے
شرع مین نہ مطلق گریہ کی تحریم نہ خاص رونیکی حرمت ہان بعض صورتین جو ناجائز ہین
وہ امام حسین روحی له الفداء کی گریہ مین مفقود اب یہان سے اسی امر کی تحقیق کیجاتی ہے
کہ گریہ کرنا حسب تصریح آیات اور احادیث و روایات مقبولہ طرفین جائز ہے یا نہین
فصل اول اسمین رونیکو آیات اور احادیث مقبولہ طرفین اور شواہد اخبار

اور ائمہ اور ملائکہ اور اجنہ اور آسمان اور زمین اور وحوش وطیور اور خلفاء ثلاثہ
اور علماء مقبولین اہل سنت سے ثابت کیا ہے صاحبان بصیرت پر مخفی و محجوب
نہیں ہے کہ رونا اور گریہ کرنا مطلقاً درست ہے خدا تعالی قران مجید و فرقان حمید
مین ارشاد فرماتا ہی فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا یعنے کم ہسنا اور بہت رونا چاہیے
انبیاء کرام علیہم السلام اکثر خوف باری تعالی سے اور اپنی مصائب پر روے
ہین گریہ آدم ع و گریہ یعقوب ع و ایوب ع و یحیی ع وغیرہم مشہور ہے اور اوسکا کوئی شخص
اہل اسلام سے انکار نہین کر سکتا کہ مطلقاً گریہ ناجائز و ناروا ہے کیونکہ بہت سے
حدیثین صریح اور روایتین صحیح وارد ہوی ہین جنسی ثابت ہوتا ہے کہ جو آنکہ خوف خدا مین
روئی ہوگی وہ روز حشر کو جنت مین جاوے گی اور مدارج النبوۃ شیخ عبد الحق
دہلوے مین جو کہ باعتراف فاضل رشید وغیرہ کے
نہایت مستند اور بغایت معتمد ہین مسطور ہے کہ بوقت
وفات ابراہیم آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
روے عبد الرحمن نے رونے پر حضرت کے طعن کیا حضرت نے
فرمایا البکاء من الرحمۃ یعنے رونا رحمت سے ہے اور یہی وقت
وفات سرور کائنات جناب فاطمہ علیہا السلام اور خود آنحضرت
اور جو گہر مین تہا بآواز روئے چنانچہ مدارج النبوۃ ب مین صفحہ ۷۵۱ پر مسطور ہے فاطمہ رضی اللہ
عنہا چون این شنید بگریست آنحضرت فرمود ای دختر من گریہ مکن کہ حملۂ عرش بر گریہ تو
گریہ میکنند و بدست مبارک اشک از چہرہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پاک کرد و دلداریہا
و بشارتہا داد و در بعض روایات حدیث خبر موت آنحضرت و گریہ فاطمہ و تسلیہ آنحضرت او را
کہ تو بیشتر لاحق میشوی بمن و تو سید نساء جنت خواہی بود درینوقت آمدہ و گفت

۴ اول مدارج النبوۃ کا یہ ہے
هو الاول والآخر والظاهر
والباطن وهو بکل شیء علیم
این کلمات اعجاز سمات
ثنائیست کہ الٰہی است
بیچون جل جلالہ در کتاب
تقدس و تعالی ستودہ
جناب کبریائی خود بدان
واقع شدہ انتہی

بار خدایا ویرا در مفارقت من صبرے کرامت فرمائی فاطمہ گفت واکرباہ فرمود آنحضرت نیست
ہیچ کرب واندوہ بر پدر تو بعد از امروز یعنے کرب واندوہ بسبب شدت الم وصعوبت
وجع بود و بوجہ علاقہ جسمانی و تعلقات بدنی کہ لازمہ بشریت ہست می باشند آنگاہ بافاطمہ
فرمود کہ پسران خود را پیش آر پس فاطمہ حسن وحسین را علیہم التحیۃ والرضوان پیش آنحضرت
صلعم آورد چون او را بدان حال دیدند گریہ آغاز نہادند وچنان گریہ وزاری کردند
کہ از گریہ ایشان ہر کہ در خانہ بود بگریست آنحضرت صلعم ایشان را ببوسید و در باب
تعظیم واحترام ومحبت ایشان صحابہ وتمامہ امت را وصیت فرمود و در روایتے
آمدہ کہ انہا کہ بر در حجرہ بودند نیز گریستند چون آواز گریہ ایشان بگوش مبارک رسید
آنحضرت علیہ السلام نیز بگریست ام سلمہ گفت یا رسول اللہ نہ گناہان گذشتہ وآیندہ تو مغفور گشتہ
موجب گریہ چیست فرمود گریہ من برائے رحم وشفقت بر امت ہست کہ آیا بعد از من
حال ایشان بہ کجا خواہد رسید انتہی اور اسی کتاب مین صفحہ ۱۰۶ پر مرقوم ہے پس فرمود
آنحضرت علیہ السلام بفرما ابابکر را کہ بگذارد نماز با مردم پس بیرون آمد بلال دست
بر سر زنان وفریاد کنان وا فریاداہ بریدہ شدن امید وشکستن پشت کاشکے
نمی زائید مرا مادر من وچون زائید کاش مے مردم پس ازین روز ندیدم از پیغمبر خدا
این حال را پس در آمد بلال رضہ در مسجد وگفت یا ابابکر رسول خدا امر مے فرماید کہ پیش
روی ونماز بگذارے با مردم پس چون دید ابوبکر خالی بودن مسجد را از رسولخدا وبود
ابوبکر رضی اللہ عنہ مردی نرم دل سخت اندوہ گین شد کہ نتوانست نگاہداشت خود را
پس بروی افتاد بیہوش وبگریہ در آمدند صحابہ وفریاد کردند پس در گوش آنحضرت
رسید فرمود یا فاطمہ این چہ آواز گریہ وفریاد ہست کہ میرسد فرمود فاطمہ این آواز گریہ
وفریاد مسلمانان ہست کہ ترا در مسجد نمی بینند پس طلبید علی وعباس را رضی اللہ عنہ

وتکیه کرد براشان و بیرون آمد بسوی مسجد و نماز گذارد انتہی اس عبارت سے
معلوم ہوتا ہے کہ رونا کچھہ ہرج نہین رکہتا ورنہ صحابہ اور جناب رسالتمآب وغیرہم
کیون روتے پس یہہ امر تو بروایات کثیرہ ثابت ہی کہ مطلق گریہ کرنا باواز وبی آواز
کسطرحسی ممنوع نہین ہان کچھہ نزاع ہے تو گریہ میت مین ہے یعنے میت یا شہید پر
بھی رونا درست ہے یا نہین پس شواہد اسکے بہت ہین جنسے ظاہر ہوتا ہے کہ میت پر
رونا جائز ہے خود رسول روئے ہین چنانچہ کچھہ بیان ہوا علاوہ اسکے حضرت امیر حمزہ
کی شہادت پر حضرت کا رونا اور اورون کو حکم کرنا اور اونکی گریہ پر دعا دینا روضۃ ا
لاحباب وغیرہ مین مثبوت ہے اور بہت سے کتب سیر مین مذکور جیسا آگے بیان ہوگا اور بھی
شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ مین صفحہ ۵۷۵ مین لکہا ہے
آنحضرت صلعم دید حمزہ را کشتہ شد و مثلہ کردہ شد صیحہ زد و گفت مصیبت زدہ نمی شدم
من ہرگز مثل تو و نہ ایستادہ ام ہیچ جای ایستادنی غضۃ ناک سازندہ تر ازینجا
و منقول است از ابن مسعود کہ گفت ندیدم ما آنحضرت را صلعم گریہ کنندہ تر ہرگز سخت
تر از گریہ وی بر حمزہ بن عبد المطلب ایستادہ بر جنازہ وی و گریہ کرد و بر داشت
آواز تا بیہوش شد و فرمود کہ یا حمزہ یا عم رسول اللہ یا اسد اللہ و اسد رسولہ
یا حمزہ یا فاعل الخیرات یا حمزہ یا کاشف الکربات یا حمزہ یا ذاب عن وجہ رسول اللہ صلعم و ازینجا
معلوم می شود کہ در ندبہ و بیطاقتی فریاد و آہ و نالہ نیز بوجود آمدہ است و اللہ اعلم انتہی
اور صفحہ ۵۱ سے ۵۳ تک جنگ امیر حمزہ کا حال کچھہ تفصیل لکہا ہے اوسمین لکہتے ہین
و مروی است کہ بعد از انکہ کافران رفتند و مسلمانان در میان میدان در آمدن تفحص
کشتگان خود میکردند فرمود آنحضرت ما فعل عمی ما فعل حمزہ علی کرم اللہ وجہہ بتفحص مشغول
شدہ بر سر حمزہ رسید و او را بدان ہیئت مشاہدہ کرد و در گریہ شد و مراجعت نمود و

آنحضرت صلعم را از صورت واقعہ واقف گردانید سید عالم با علی ہمراہ آمد بر سر حمزہ
ایستادہ و فرمود ما وقفت متوقفا اغیظ من ہذا انتہی اور بعد اسکے مثبوت ہے
و در روضۃ الاحباب میگوید کہ آخر صفیہ بر سر حمزہ آمد و وی و فاطمہ می گریستند
و بگریہ ایشان آنحضرت نیز بگریہ در آمد انتہی اور مدارج النبوۃ میں صفحہ ١٦٥ پر
لکھا ہے آوردہ اند کہ چون مصیبت زدگان باستقبال آنحضرت بیرون آمدہ بودند
فاطمہ دختر حمزہ بر سر راہ آمدہ بود لشکر رسول را دید کہ جوق جوق مے آیند ہر چند
تفحص نمود پدر خود را درمیان ندید صدیق را پرسید پدر من کجا ہست کہ او را در لشکر
نمی بینم دل صدیق سوخت و آب در دیدہ گردانید فرمود اینک آنحضرت می رسد چون
خواجہ رسید پدر خود را ندید پیش آمد و عنان مرکب خواجہ را بگرفت و گفت یا رسول اللہ
پدر من کو خواجہ فرمود کہ پدر تو من باشم گفت یا رسول اللہ ازین سخن بوئے
خون می آید و اشک از دیدہ وے ریزان گشت و یاران نیز بموافقت او در گریہ
در آمدند بعد ازان گفت فاطمہ یا رسول اللہ کیفیت شہادت پدرم تقریر فرمائے
گفت ای فرزند اگر آنرا صفت کنم دل تو طاقت نیارد خروش و نالہ آن ضعیفہ
زیادہ گشت انتہی پس ان روایات سی میت اور شہید پر رونا اور صیحہ مارنا
درست ثابت ہوتا ہے جناب فاطمہ علیہا السلام نے بعد وفات اپنے پدر
بزرگوار کے نہایت گریہ وزاری کی حتی ہمسایہ مدینہ نہایت تنگ آ گئے
اور اگر خدمت بابرکت جناب امیر ع مین عرض کی کہ یا علی ع فاطمہ سے فرمائی یا تو
دن کو رو لیا کرین اور رات کو ہم لوگونکو آرام دین اور یا رات کو مشغول زاری
ہوا کرین تاکہ ہم دن مین راحت پاوین اور علی ہذا بیسیون مثالین ہین جنسے
ثابت ہوتا ہے کہ رونا میت پر کچھ مضائقہ نہین رکھتا شیخ عبد الحق مدارج النبوۃ

بعد ذکر وفات نبی صلعم فرماتے ہین وتفصیحت رسیدہ کہ چون آنحضرت صلعم رحلت نمود فاطمہ
زہرا اندبہ کرد و زاری نمود و فرمود یا ابتاہ دعوت حق را اجابت فرمودی وا ابتاہ
بجنت الفردوس نزول نمودی الخ اور دو سطر کے فاصلہ سے لکھتے ہین کہ عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا نیز زاری میکرد انتہی اور اسی کتاب مین صفحہ ۵۱۳ پر مذکور ہے
نقل ہست کہ در آن ساعت ابوبکر در خانہ خود بود کہ در محلہ شیخ غوالی مدینہ بود چون
ازین واقعہ خبر یافت سوار شدہ و بہ تعجیل روی بہ حجرۂ عائشہ آوردہ در راہ میگریست
ومیگفت واانحداہ واانقطاع ظہراہ تا بہ مسجد شریف درآمد دید کہ مردم پریشان حال
اندبہ ہیچ کس ملتفت نہ شد وسخن نکرد وبہ حجرۂ عائشہ درآمد ردا از مبارک از روی
شریف برداشت و بر پیشانی نورانی بوسہ داد و در روایتی کہ نہاد دہن خود را
بدہن مبارک و بوئید مشک را وگفت واابتاہ و بعد ازان سر برآورد و بگریست
بار دگر بوسہ داد وگفت واصفیاہ باز سر براورد و بگریست بار دگر تقبیل کرد وگفت
واخلیلاہ انتہی اس سے ظاہر ہے کہ جناب ابوبکر بھی روی بلکہ عادت صحابہ کی تھی
کہ جب حضرت کو یاد کرتے تھے روتے تھے چنانچہ رسالہ غایۃ المرام مین صفحہ ۲۶ پر
لکھا ہوا ہے وقال القاضی ابوالفضل العیاض و فی فصل الخطاب صحابہ رضی اللہ عنہ
چون یاد پیغمبر میکردند خاشع و خاضع مے بودند و پوست بر تن ایشان سے برخاست
وگریہ میکردند الخ اور کتاب مدارج النبوۃ کے صفحہ ۵۲۵ پر مسطور ہے چون از دفن
آنحضرت فارغ شد صحابہ خاک حسرت وندامت بر سر وقت و حال خود می ریختند
واز آتش فراق آن محبوب دوجہانی می سوختند وگریہ وزاری میکردند خصوصًا
فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کہ از ہمہ مصیبت زدہ و بیکس تر وزار و نالان تر بود و در روی
حسن و حسین رضی اللہ عنہما نگاہ میکرد و بر یتیمی خود و نامرادی فرزندان میگریست

از انجانب عائشہ صدیقہ در ہمان حجرہ کہ آن سرور وصال یافتہ بود بیت الحزن و انفراق
اوشد ہمچنان مشغول شدہ روز و شب میگریست انتہی اور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی
جنکے اوصاف حاجت بیان نہین رکہتے اپنے تحفہ مین فرماتے ہین عن عبد اللّٰہ
بن الحسن و قد ذکر عندہ قتل عثمان جنکی حتی بلّ لحیتہ یعنی عبد اللّٰہ بن حسن قبل عثمان کی
خبر سنکر اسقدر روئے کہ ڈاڑہی تر ہوگئی اور امام غزالی جنکے مفصل اوصاف کچھہ آگے
بیان ہونگے احیاء العلوم مین روایت کرتے ہین عن النبی قال لی جبرئیل
لیبک الاسلام علی موت عمر یعنی رسول خدا نے فرمایا کہ مجھہ سے جبرئیل نے بیان کیا
کہ اسلام کو موت پر عمر کے رونا چاہیے اور جناب عائشہ صدیقہ ام المومنین زوجہ
ختم المرسلین صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بہائی محمد بن ابی بکر پر زار زار روئین
چنانچہ سبط ابن جوزی جنکے محامد زاہرا اور مناقب باہرہ ناظرین مراۃ الجنان یافعی
وکفایۃ المطلع تاج الدین دہان و مدینۃ العلوم و مسند خوارزمی و کشف الظنون
وغیرہا پر مخفی نہین ہے اپنی کتاب تذکرہ خواص الامۃ فی معرفۃ الائمہ مین بعد ذکر
قتل محمد بن ابی بکر اور ڈالی جانے اونکی لاش کے پیٹ مین حمار مردہ کے اور
جلائی جانے کی لکھتی ہین فلما بلغ ذلک عائشۃ بکت بکاءً شدیدا یعنی جبکہ
عائشہ کو اس معاملہ کی خبر پہنچی تو بہت شدت سے روئی اور بعد چند سطر اسکے
اوسی عبارت مین ہے و بلغ علیا قتل محمد فبکی بکاء شدیدا و تاسف علیہ و لعن
قاتلہ یعنی جب جناب علی مرتضی کو محمد کے قتل ہونیکی خبر پونہچی تو حضرت بہت روئے
اور افسوس کیا اور اوسکے قاتل پر لعنت فرمائی اور ایسی ہی بہت مثالین ہین
جنسے ظاہر ہوتا ہے کہ خود صحابہ رسول و غیرہم بھی روئے اور رونیکی اجازت
دی چنانچہ مدارج النبوۃ مین مثبوت ہے کہ حضرت عمر نے اپنی ایام خلافت مین

بوقت شب ایک پیرزن کی آواز کو سنا کہ کہتی تھی علی محمد صلوٰۃ الابرار صلی علیہ
الطیبو الاخیار کنت قوّاما بکاء بالاسحار یا لیت شعری و المنایا اطوار ہل یجمعنی و حبیبی الدار
اور آنحضرت کو یاد کرتی تھی پس عمر بیٹھ گئے اور کہا کہ پھر اسی قول کو کہہ پس اوسنے
صوت حزن سے اوسکا اعادہ کیا اور روئی انتہی ظاہر ہے کہ خود خلیفہ صاحب نے
رونے اور چلا کر گریہ کرنے اور نوحہ کی اجازت دی اب بعض روایات
اہلسنت مین جو نہین مروی پر رونے سے وارد ہوی ہے وہ جودت ذہن
وذکاے طبع ملازمان عالی جناب خلیفہ ثانی سے ہے حضرت رسالت پناہ سے
کچھ اوسکا اثر نہین ہان اگر اہلسنت بلحاظ سنت عمریہ اوسکے مانع ہین تو کچھ ضرر نہین
مگر خود عمر صاحب بھی تو بعض جا اسکے مرتکب ہوئے مشکوٰۃ مین ابی ہریرہ سے
مروی ہے قال مات میت من آل رسول اللہ فاجتمع النساء یبکین علیہ فقام
عمر ینہاہن ویطردہن فقال رسول اللہ دعہن فان العین دامعۃ والقلب
مصاب والعہد قریب یعنے ایک موت آل رسول خدا مین ہوگئی عورتین جمع
ہوکر اوسپر رونے لگین جناب عمر کہڑے ہوے اور منع کیا اور بہگانے لگے
جناب رسول خدا نے فرمایا انکو چہوڑ دے کیونکہ یہہ آنکھہ رونے والی ہے
اور دل مصیبت زدہ ہے اور زمانہ قریب ہے انتہی اور بھی اوسی کتاب مین
ابن عباس سے مروی ہے قال ماتت زینب بنت رسول اللہ فبکت النساء
فجعل عمر یضربہن بسوط فاخرہ رسول اللہ بیدہ وقال مہلا یا عمر الحدیث یعنے
ابن عباس کہتے ہین کہ زینب دختر رسول خدا نے جب انتقال کیا تو عورتین
روئین پس عمر ادسنکے کوڑی مارنے لگی رسولخدا نے اونکا ہاتھہ روکا اور فرمایا
کہ چہوڑ دے انتہی ان احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ میت پر بکا کرنا درست ہے

اور وہ روایت جو جناب خلیفہ ثانی نے عدم بکاء بر میت مین بیان کی ہے
بقول عائشہ صدیقہ سنیان غلط ہے صحیح بخاری مین جو باعتراف شاہ ولی اللہ
و عبد العزیز و جمیع اہلسنت نہایت مستند ہے اور بعد کتاب باری شمار ہوتی ہے
یہہ حدیث موجود ہے حدثنا عبدان قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا ابن جریج
قال اخبرنی عبد اللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکۃ قال توفیت بنت لعثمان
بمکۃ وجئنا لنشہدہا وحضرہا ابن عمر وابن عباس وانی لجالس بینہما او قال
جلست الی احدہما ثم جاء الآخر فجلس الی جنبی فقال عبد اللہ بن عمر لعمرو بن
عثمان الا تنہی عن البکاء فان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ان المیت
لیعذب ببکاء اہلہ علیہ فقال ابن عباس قد کان عمر یقول بعض ذلک ثم حدث
قال صدرت مع عمر من مکۃ حتی اذا کنا بالبیداء اذا ہو برکب تحت ظل سمرۃ فقال
اذہب فانظر من ہولاء الرکب قال فنظرت فاذا صہیب فاخبرتہ فقال ادعہ
لی فرجعت الی صہیب فقلت ارتحل فالحق امیر المومنین فلما اصیب عمر دخل صہیب
یبکی یقول وا اخاہ وا صاحباہ فقال لہ عمر یا صہیب اتبکی علی وقد قال رسول اللہ
ان المیت لیعذب ببعض بکاء اہلہ علیہ قال ابن عباس فلما مات عمر ذکرت ذلک
لعائشۃ فقالت یرحم اللہ عمر واللہ ما حدث رسول اللہ ان اللہ لیعذب المومن ببکاء
اہلہ علیہ ولکن رسول اللہ قال ان اللہ لیزید الکافر عذابا ببکاء اہلہ علیہ وقالت
حسبکم القران وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی قال ابن عباس عند ذلک واللہ ہو
اضحک وابکی قال ابن ابی ملیکۃ واللہ ما قال ابن عمر شیئا انتہی ترجمہ بخوف
طوالت متروک ہوا لیکن اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے تو کچھہ
اور ہی فرمایا تھا یعنے کافر اپنی اہل کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے

سلہ اول صحیح بخاری کا صفحہ ۱۷۲ باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلعم و قول اللہ عز و جل انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ حدثنا الحمیدی عن سفیان عن یحیی بن سعید الانصاری الخ

جناب خلیفہ جی نے اوسکو یون فرمایا کہ مسلمان ہو یا کافر انکے اہل کے رونے سے
عذاب دیا جاتا ہے اور یہی قول بیشک اہل سنت مان بھی لیتے لیکن اب کیا
ہو سکتا ہی جناب صدیقہ عائشہ زوجہ رسول نے صاف کہدیا کہ قسم ہے
خدا کی رسول نے کبھی یہہ حدیث بیان نہین کی بلکہ وہ اور ہی ہے خلاصہ یہہ کہ
مومن کے میت پر گریہ وزاری کرنا کچہہ حرج نہین رکھتا اور مشکوۃ کی احادیث
سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت نے خود خلیفہ ثانی کو منع کرنے سے گریہ وزاری کے
منع فرمایا اور کہا کہ دل مصیبت زدہ ہے یعنے یہہ تو روزمرہ ہی سے اور
فی الحقیقت جسکے دل پر چوٹ لگتی ہے اور مصیبت پڑتی ہے اوسسے ضبط
گریہ مشکل بلکہ اشکل ہے کیونکہ اپنے اوپر جبر کرے میت وشہید مومن پر تو
رونیکے یہہ کیفیت تھی کہ اوسپر رونا جائز ٹھہرا اور وہ عام ہے کیسا ہی مومن ہو
لیکن امام حسین علیہ السلام کو خیال کرنا چاہیے کہ وہ خاص قرۃ العین رسول
ناز پرورده بتول تسکین جان مرتضی گوشوارہ عرش ستے ہین اونکیو نکر
رونا جائز نہ ٹھہریگا جبکہ مومن تک پر رونا درست ہے دوسرے یہہ کہ محمد بن
ابی بکر پر ایک ذرا سی مصیبت تھی کہ قتل کرکے جلادئے گئے تھے مگر پہر بھی
عائشہ نہایت شدید روئین اور تمام عمر کلہ گوسفند نکہایا جیسا خواص الامتہ
سبط ابن جوزی مین ہے اور اتنا رنج اوسوقت مین تہا جب وہ دوستدار
جناب امیر کا تہا اور جناب امیر بھی اسپر نہایت روئے حالانکہ وہ ابوبکر کا
بیٹا تہا اور انسے بہت کچہہ تعلق نہ رکہتا تہا بہلا کیونکر ضبط ہو گا کہ اونہین جناب
امیر کی بیٹی۔ پوتی۔ نواسے چہوٹے چہوٹے خنجر آبدار سے گلا کٹا دین اور
بعد اسکے اوسکی بیٹیان اور پوتیان سر برہنہ شتران بے کجاوہ پر سوار

دیار بدیار بے مونس وغمگسار مع سرہای شہدا پھرائی جاوین کب تاب ہوسکتی گی
محمد بن ابی بکر کا ماجرا ایک شمہ بھی اسکے سامنے نہین تیسرے یہہ کہ جناب رسالتمآب
کی وفات پر صحابہ اور حضرت فاطمہؑ اور جناب عائشہ نہایت روئین بلکہ حضرت
عائشہ نے تو ایک حجرہ علیحدہ رونیکا کر لیا تھا اور زنرات حضرت پر رویا کرتی
تھین چنانچہ مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق دہلوی مین صفحہ ۲۵ پر مسطور ہے ازانجا نیز
عائشہ صدیقہ در ہمان حجرہ کہ آن سرور وصال یافتہ بود بیت الحزن والفراق
او شد بے خانمان شدہ روز و شب میگریست انتہی پس جبکہ حضرت پر ایسے
ایسے کرام روئے اور رونا درست تھا تو بمفاد الحسین منی وانا من الحسین جناب
امام حسینؑ پر رونا کیونکر درست ہوگا ایک کو درست اور دوسرے کو ناجائز بتانا
مکابرہ ہے چوتھے یہہ کہ باعتراف شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے رسالہ سر
الشہادتین مین شہادت حضرت امام حسینؑ کی شہادت جناب رسالتمآبؐ کی ہے
چنانچہ رسالہ مذکورہ کے صفحہ ۴ پر یہہ عبارت مسطور ہے فتوجہت عنایۃ اللہ تعالی
بعد انقضاء ایام الخلافۃ الی ہذا الالحاق فاستنابت الحسنین علیہما السلام مناب
(بعد گذرنے دنون خلافت کے اس ملانے کیطرف متوجہ ہوئی عنایت الٰہی پس نائب بنایا حسنین علیہما السلام کو)
جدہما الخ اور جبکہ یہہ شہادت فی الحقیقت شہادت رسولؐ کی ہے اور رسول پر رونا جائز
جیساکہ ثابت ہوا تو امام حسینؑ پر کیونکر گریہ وزاری اور حزن وبیقراری کرنی
جائز نہ ہوگی پانچوین خود کتب موافقین ومخالفین سے بصراحت واضح ہے کہ ندبہ
وزاری اور گریہ واشکباری خاص جگر گوشہ وفرزند رسولؐ نور دیدہ بتولؑ جناب حضرت
جناب امیر المومنین ابو عبد اللہ الحسین صلوات اللہ علیہم اجمعین پر کرنا نہایت حسنات
اور بیحساب ثواب رکھتا ہے احادیث صحاح شاہد صادق ہین کہ بکاء حسینؑ باعث
دخول جنات النعیم ہے اور موجب اجر عظیم ہے رونیوالا حضرت محسن رسالتمآب

باکی اسکا ماجرے مشابہ ہے چنانچہ وارد ہوا ہے من بکی علی الحسین اوبکی او تباکی وجبت لہ الجنۃ یعنے جو بندہ مومن کہ حسینؑ پر روے یا رولاوے یا بہ تکلف روے تو جنت اوسپر واجب ہوتا ہے اور بھی بہت سی حدیثین ہین جنسے ثابت ہوتا ہے کہ غم حسین مین جو کوئی رووے اور اگرچہ آنکھوں سے اوسکی پر مگس کے برابر آنسو نکلے وہ بخشا جائیگا اور کیونکر نہ رووین جو کشتہ راہ خدا جناب سید الشہدا فرماتی ہین انا قتیل العبرۃ ما ذکرت عند مومن الا فقد استعبر یعنی وہ کشتہ گریہ و زاری ہون نہ ذکر کیا جاؤنگا کسی مومن کے مگر یہہ کہ رووے فی الحقیقت حضرات معصومین جو کہ امام حسین علیہ السلام برگزیدہ وہ کسی فرد بشر پر از ابتدای آدم تا اینندم نگذرے چنانچہ اسکے سب مقر ہین جیسا کہ بیان ہوگا احادیث گریہ و بکا و روایات حسنات باکی سید الشہدا نہ ایسے ہین کہ صرف کتب شیعہ ہی مین پائی جاوین بلکہ بطریق حضرات اہلسنت بہت سے حدیثین اس معاملہ مین وارد ہوئی ہین اور کوئی اسکا انکار نہین کر سکتا اور اگر منکر ہوا و رخلاف قدمائیہ و علماء اپنی مسلک کو اختیار کری بی وجہ صحاح و موثق کا انکار کری اوسکا علاج نہین سب یا اکثر تو یہان بیان کرنیمین خوف طوالت کلام اور خروج مرام ہے لیکن بپاس خاطر محققین اور بنابر افحام منکرین اول یک روایت اوس شخص سے نقل کرتا ہون جو اہلسنت کے ہان متقدمین عظام اور معتمدین کرام اور مجتہدین فخام سے ہے یعنے امام احمد بن حنبل جو چار اماموں سے ایک ہین یقین ہے کہ اسکو دیکھکے حضرات اہلسنت کسی قسم کا شک گریہ و زاری مین امام حسین علیہ السلام کے نفرماوینگے خود بھی رووینگے اور ونکو بھی رلاوینگے اور جیسے بتحریر اپنی امام والا مقام ثواب عظیم اور جنت نعیم پاوینگے ان امام مذکور کے نسبت کوئی شخص شک نہین کر سکتا

کیونکہ باعتراف علماء کبار ومشایخ ذوی الاعتبار یہہ امام نہایت والاشان اور
رفیع مکان ہین چنانچہ لکہاہے کہ اگر یہہ نہوتے تو اسلام بہی دنیا سے اوٹہہ جاتا
پہر کوئی شرع متین کا راستہ نہ پاتا بلکہ بعض لوگ انکو خلیفہ اول حضرت ابو بکر سے
زیادہ جانتے ہین اپنے وقت کا یکتا ویگانہ مانتے ہین ای حضرات ناظرین پر تمکین
چونکہ ہمکو حدیث من بکی علے الحسین وجبت لہ الجنّۃ کا اہلسنّت کی ہان سے
بواسطہ معتمدہ ومعتبرہ ثابت کرنا منظور ہے لہذا امام احمد بن حنبل افقہ وافضل
کچہہ مناقب اور محامد بیان کرتے ہین کیونکہ بالاستیعاب کا لکہنا کوزہ مین دریا
بند کرنا ہے اور وجہ اس توثیق کی بہی یہہ ہے کہ ہمنے اکثر حضرات کو اس حدیث
مذکور کو معاذ اللہ واہی اور موضوع کہتے سنا ہے اور امام حسین علیہ السلام
پر رونا محض بے سود اور بے فائدہ بعض اہلسنت نے جانا ہے مولانائی
قمقام علام فہام صاحب استقصاء الافحام ادامہم اللہ الملک العلام توثیق
امام احمد بن حنبل مین جو افادہ فرماتے ہین اوسکا ہم یہان ملخص اور ترجمہ مختصرا
بیان کرتے ہین شیخ عبد الحق رجال مشکوٰۃ مین فرماتے ہین کہ وہ یعنے امام احمد بن
حنبل فقہ اور حدیث اور پرہیزگاری اور عبادت کے امام تہے اور اونکی ہی
وجہ سے صحیح سقیم سے پہچانی جاتی ہے اور مجروح معدل سے علحدہ ہوتی ہے
انتہی اور یہہ بہی کہا کہ فضائل ومناقب اونکی کثیر ہین مآثر اونکی اسلام مین مشہور
ہین اور مقامات دین مین مذکور ذکر اونکا مستغنی عن البیان حمد اونکی مابین جہان
سب کے بر زبان اور اون مجتہدون مین سے ہین جنکے قول اور رائے ومذہب
پر بہت لوگون کا عمل ہے اونکی ثنا ائمۂ اعلام اور علماء عظام نے کی ہے اور
بعد اسکے اسحق بن راہویہ سے نقل کیا ہے کہ احمد بن حنبل خدا اور بندونکے

توثیق امام احمد بن حنبل

درمیان زمین پر حجت خدا ہین خود امام شافعی سے اوسنی نقل کی ہے کہ وہ کہتی ہین
مین بغداد سے باہر آیا اور اوسمین نہایت متقی اور پرہیزگار اور فقیہ اور عالم کسیکو
سوائی احمد بن حنبل کے نچہوڑا اور احمد بن سعید دارمی کہتی ہین کہ مینی کسی شخص کو جناب
رسالتمآب صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی حدیث کا حافظ اور فقہ و معانی حدیث کا
عالم زیادہ احمد بن حنبل سے نہ پایا اور ہلال بن العلا کہتے ہین کہ حق تعالی سے
لوگون پر اس امر کا کہ احمد محنت مین ثابت رہا بڑا احسان کیا ورنہ لوگ کافر ہو جاتے
اور ابن راہویہ کہتی ہین کہ اگر احمد بن حنبل نہ ہوتے اور اپنی نفس پر تکلیف نہ اوٹہاتے
تو اسلام ہی جہان سے جاتا رہتا اور ترفہ تر سب سے یہ ہے کہ حضرت ابن المدینی
امام احمد بن حنبل کو حضرت خلیفہ اول سے ترجیح دیتی ہین اور انکی اسلام قایم کرنیکو
قائم کرنے سے حضرت ابوبکر کی روت مین زیادہ رکہتی ہین چنانچہ شیخ عبد الحق
تحصیل الکمال مین فرماتی ہین جسکا محصل یہہ ہے کہ میمونی کہتی ہین مجہہ سے
بصرہ مین ابن مدینی نی کہا کہ ای میمونی کسی نی اسلام مین وہ شی قائم نہین کی
جو احمد نی مین اسنے متعجب ہوا اور کہا کہ ابوبکر نے روت مین قایم کیا مینی کہا کہ کیون
جواب دیا کہ ابوبکر کے پاس انصار تہے اور احمد بے انصار تہا اور ابوداؤد کہتی ہین
کہ دو سو شخص کبار مشائخ حدیث سے مجکو ملی مینے کسیکو مثل احمد بن حنبل نہ پایا انتہے
کلامہ الشریف پس ای حق مین انہین امام احمد بن حنبل کے تصنیف سے ایک کتاب
مسند ہے جسکے نسبت شاہ عبد العزیز دہلوی بستان المحدثین مین فرماتی ہین
امام احمد چون از مسودہ این مسند خود فارغ شد ہمہ اولاد خود را جمع کرد و بر ایشان
خواند و گفت این کتابی ست کہ من آنرا جمع کردہ ام و چیدہ ام از ہفت لکھ و پنجاہ ہزار
حدیث یعنی طرق پس اگر مسلمانان را اختلافی واقع شود در حدیثی از احادیث

۲۷ اول مسند ابن حنبل کا یہ ہے اخبرنا الشیخ ابو القاسم ہبة اللہ بن محمد بن عبد الواحد بن احمد بن الحصین الشیبانی قراءة علیہ وانا اسمع فاقر به قال اخبرنا ابو علی الحسن بن علی بن محمد التمیمی الواعظ الخ

پیغمبر باید کہ باین کتاب رجوع آرند پس اگر درین کتاب اصل وی بیابند فبہا
والا نامعتبر شناسند انتہے اس کتاب معتبر او رمستند اور معتمد مین منقول ہے

عن النبی صلعم من دمعت عیناہ لقتل الحسین دمعۃ او قطرت قطرۃ بواہ اللہ فی الجنۃ
یعنے رسول خدا صلعم سے منقول ہے کہ جس شخص کے آنکھوں مین قتل امام حسین علیہ السلام
سے آنسو آوی یا ایک قطرہ اشک کا نکلے تو حق تعالی اوسکو بہشت مین جگہ دیتا ہے
انتہے اب صاحبان انصاف و منصفان لذاد اعتساف دیکھین اور ملاحظہ فرماوین
کہ جب شہادت امام سینیان گریہ فرزند رسول انس وجان کیا رتبہ علیا اور
درجہ قصوی رکھتا ہے کیا اب بھی انکار ہے کہ رونا نچاہئے جبکہ تصریح ہو چکی اس حدیث شریف
صاحب ذخائر العقبی نے بھی لکھا ہے اور یہہ خاص حضرت کا کلام ہے کیا مجال ہے
کسی کی جو اسمین دخل دے اور کیا طاقت جو دم مار سکے اور ملا حسین روضۃ الشہدا مین
فرماتے ہین گریہ درین ماتم موجب حصول رضای ربانی وسبب وصول ریاض
جاودانی است چنانچہ در حدیث آمدہ من بکی علی الحسین او ابکی وجبت لہ الجنۃ یعنے
ہرکہ بر حسین بگرید یا دیگری را بگریاند سزاوار باشد کہ او را در بہشت برند و جار اللہ زمخشری
فرماید کہ ہرکہ بگرید بہشت مراورا واجب می شود و ہرکہ خود را گریان فرانماید بحکم من
تشبہ بقوم فہو منہم در وعدہ وجبت لہ الجنۃ داخل است انتہے رسالتمآب نے
اتنا شرف گریہ و بکا کا فرمایا ہے آپ بھی روئے ہین اور رونیکو بھی رولایا ہے
اور ایک نبی ہی کا رونا کیا امام اور انقیا اور ملائکہ اور اجنہ اور شاہد و سامع
معرکہ کربلا و جمادات و حیوانات و طیور و وحوش اس مصیبت کبری اور داہیہ
عظمی مین روئے ہین شواہد اسکے محتاج بیان نہین تفصیل و بسط کا بیان امکان نہین
لیکن بنا بر خاطر احباب خوفاً عن الاطناب والاسہاب کچھ تھوڑے سے مرویات

له زمخشری کے بیان فرمایا ہے یہ بنائی ہوئی ہے کہ معنی یہ بھی ہین کہ مطلب یہ ہے کہ حدیث اہلسنت وثابت کیا ہے پس کلام حدیث کی سند ملی ۱۲ منہ

معتمدہ واحادیث مستندہ اس مقام پر لائی جاتی ہین اول گریہ وزاری وحزن
وبیقراری فخر عالم رسول اکرم شرف آدم جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم
بطریق اہلسنت دیکھنی چاہی شیخ الاسلام ابن حجر مکی ہیثمی جو نہایت متعصب ہین
اور شیعونکو کافر جانتی ہین یزید کو مسلمان کلمہ گو دعا کا مستحق مانتی ہین حضرات اہلسنت
کے نزدیک نہایت مستند اور معتمد وثقہ ہین انکی محامد واوصاف کتب رجال اہل
سنت سے واضح اور کلام عائد سے لائح ہین شہاب الدین خفاجی توریحانۃ الالبا
مین بی انتہاہی تعریف کرتی ہین اور علامہ دہر اور مرجع فضلاء وعلماء لکھکر کہتی ہین
کہ ولود اللیالی عن مثلہ عقیم وتریاق نفثات طبعہ السلیم شفاء کل سلیم پوری عبارت
بخوف طوالت قلم انداز ہوی اور جناب شیخ عبدالحق دہلوی رسالہ ماثبت بالسنۃ
کے ذکر روز عاشورہ مین اسی ابن حجر کو نہایت تعظیم وتکریم سے یاد کرتے ہین اور
فرماتی ہین قال الشیخ شہاب الدین بن حجر الہیثمی المصری مفتی بلد اللہ الحرام وشیخ
الفقہاء والمحدثین فی آوانہ بذلک المقام فی الصواعق یعنے شیخ شہاب الدین
بن حجر ہیثمی مصری مفتی بلد اللہ حرام وشیخ فقہاء ومحدثین بزمان خود اسمقام پر
صواعق محرقہ مین لکھتی ہین اور صاحب کشف الظنون ذکر شرح اربعین نووی
مین فرماتی ہین شرح الامام الحافظ شہاب الدین احمد بن حجر الہیثمی المکی المتوفی
سنۃ اربع وسبعین وتسعمائۃ وہو شرح ممزوج اسمہ فتح المبین اور علے ہذا
تاج الدین مکی کفایۃ المتطلع مین ذکر شروح شمائل مین تعظیم یاد کرتے ہین پس
یہی ابن حجر ہیثمی مکی جنکے نسبت اتنی علماء اہل سنت نے گواہی دی کہ مفتی بلد اللہ
الحرام اور مرجع علماء وفقہاء کرام تہی اپنے صواعق محرقہ مین جو بسبب شیعونکے
کثرت کے اونکی رد مین لکہی ہین فرماتی ہین اور یہہ روایت نسخہ حاضرہ سے نقلے

لکهنئو کے صفحہ ۴۴۵ پر موجود ہے وأخرجه الترمذي ان ام سلمة رأت النبي صلی اللہ
علیه وسلم باکیا وبراسه ولحیته التراب فسألته فقال قتل الحسین انفا وکذلک راه
ابن عباس نصف النهار اشعث اغبر بیده قارورة فیها دم یلتقطه فسأله فقال دم
الحسین واصحابه لم ازل اتتبعه منذ الیوم فنظروه فوجدوه قد قتل فی ذلک الیوم یعنی
ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت ام سلمہ نے خواب مین حضرت رسول خدا صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حال سے دیکہا کہ روتے ہین اور خاک سر وریش مبارک
حضرت پر پڑی ہوی ہے ام سلمہ کہتی ہین کہ مینے حضرت سے اس حال کا باعث
پوچہا فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام اسوقت بدرجہ شہادت فائز ہوئے اور اسیطرح ابن
عباس نے دوپہر کو مو پریشان اور گرد آلودہ دیکہا اور دیکہا کہ دست مبارک مین ایک
شیشہ خون سے بہرا ہوا ہے ابن عباس نے اسکا سبب پوچہا فرمایا کہ یہہ خون حسین
اور اوسکی اصحاب کا ہے مین آج اوسکی جمع کرنے مین مشغول تہا جب لوگون نے
خیال کیا تو معلوم ہوا کہ اوسی روز امام حسین علیہ السلام شہید ہوے۔ انتہی اور
سر الشہادتین مصنفہ شاہ عبد العزیز خاتم المحدثین مین یہہ دونو روایتین حضرت ام سلمہ
اور ابن عباس کے صفحہ ۳۲ و ۳۳ پر موجود ہین اور مدارج النبوۃ مین شیخ
عبد الحق دہلوی نے صفحہ ۵۵۹ پر لکہا ہے روایت کردہ است ترمذی از
سلمیٰ قرۃ القار گفت در آمدم بر ام سلمہ و دیدم او را میگریید گفتم چہ چیز در گریہ
آورد ترا یا ام سلمہ گفت الان رسول خدا را در منام دیدم کہ بر سر و لحیہ شریف وی
خاک است و میگریید گفتم چہ شدہ است ترا یا رسول اللہ گفت حاضر شدم قتل حسین را
کہ واقع شدہ است انتہی اور علامہ شیخ محمد صبان کتاب اسعاف الراغبین
فی سیرۃ المصطفیٰ وفضائل اہل بیتہ الطاہرین مین ابن عباس کے روایت کو

جو نسخہ مطبوعہ حاضرہ کے صفحہ ۱۹۱ پر ہے اسطرح سے بیان کرتے ہین وقال۔

ابن عباس رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام نصف النہار اشعث

اغبر بیدہ قارورۃ فیہا دم قلت یا رسول اللہ ما ہذا قال دم الحسین ارفعہ الی اللہ

عزوجل فجاء الخبر بعد ایام انہ قتل ذالک الیوم وفی تلک الساعۃ رواہ البیہقی یعنے
ابن عباس نے بیان کیا ہے کہ مینے دوپہر کو خواب مین جناب رسالتماب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا کہ حضرت کے بال پریشان ہین اور خاک پڑی ہوئی ہے
ہاتہہ مین ایک شیشہ ہے جسمین خون ہے مینے کہا اے رسول اللہ یہہ کیا ہی فرمایا حسین کا
خون ہے خدای تعالی کی جانب اسکو بلند کرتا ہون پس بعد چند دن کے خبر آئی
کہ امام حسین علیہ السلام اُسی روز اور اوسی وقت شہید ہوئے بیہقی نے اسکو روایت
کیا ہے انتہی اور رسالہ سر الشہادتین مین جو کہ تصنیف شاہ عبد العزیز صاحب محدث
دہلوی سے ہے یہہ روایت صفحہ ۲۷ پر موجود ہے جسکو ہم ترجمہ کرکے بیان کرتی ہین
حاکم اور بیہقی نے ام الفضل بنت حارث سے روایت کی ہے کہ مین ایکدن
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حسین علیہ السلام کو لیگئی اور حسین کو
حضرت کی گود مین رکہدیا بعد اسکے مینی دیکہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے انکہون سے آنسو بہتی ہین فرمایا حضرت نے کہ مجکو جبرئیل نے خبر دی ہے کہ میری
امت اس میرے بیٹے کو شہید کریگی اور اوسکے مقتل کی مجکو جبرئیل نے مٹی دی
انتہی اور پیر دستگیر پیروان خلیفہ ثانی شیخ عبد القادر جیلانی باوجود شدید التعصب
اور نہایت مخالفت حزن وبکا بہ یوم عاشورہ وغیرہ ہونے کی اور روز عاشورہ کو
روز فرحت وسرور وسرمہ کشی وعید جاننی کے اور حکم کرنے کے اپنی
اوسی کتاب غنیۃ الطالبین مین جسمین یہہ امور لکہی ہین فرماتی ہین روسیئے

۴۲ اول غنیۃ الطالبین کا یہہ [illegible] کی چہپی ہوئی [illegible] صفحہ [illegible] خطاب [illegible]

عن ام سلمۃ انہا قالت کان رسول اللہ فی منزلی اذ دخل الحسین فطالعتہا من الباب
واذا الحسین علی صدر النبی انہ یلعب فی ید رسول اللہ قطعۃ من الطین و دموعہ
تجری فلما خرج الحسین دخلت وقلت بابی وامی یا رسول اللہ طالعتک وفی یدک
طینۃ وانت تبکی قال لما فرحت بہ وھو علی صدری یلعب اتانی جبرئیل وناولنی الطینۃ
التی تقتل علیہا فلذلک بکیت ۔ یعنی ام سلمہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا
جناب رسول خدا صلعم میری گہر مین تشریف رکہتے تہے کہ ناگاہ حسین دروازہ مین سے
آئے مین اون دونو کو دیکہتی تہی ناگاہ دیکہا مینے کہ حسین سینہ مبارک پیغمبر خدا
پر بیٹہکر کہیلتے ہین اور ہاتہہ مین رسول خدا صلعم کی تہوڑی سے مٹی ہے اور اشک
جاری ہین جبکہ حسین اپنے جد امجد کے پاس سے چلے گئے تو مین انحضرت کے
پاس گئی اور کہا کہ میرے مان باپ آپ پر سے فدا ہون ای پیغمبر خدا مینے آنکہو
دیکہا کہ آپ کے ہاتہہ مین مٹی ہے اور آپ روتی ہین حضرت نے فرمایا کہ جب
مین حسین کے آنے سے اپنے پاس اور اوسکے کہیلنے سے اپنے سینے پر خوش ہوا
تو جبرئیل میرے پاس نازل ہوی اور مجکو یہہ مٹی اوس زمین کی دی کہ جہان حسین
شہید ہوگا پس اسوجہ سے مین رویا انتہی اور مدائح شیخ عبد القادر جیلانی نے
غوث ربانی کے غیر محصورہ ہین مختصر تاریخ یافعی اور جذب القلوب اور
اخبار الاخیار شیخ عبد الحق دہلوی اور مفصلا کتاب بہجۃ الاسرار و معدن
الانوار نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف شافعی اور بہجۃ الاسرار بوصیری سے
معلوم ہوتی ہین سب بیان کرنے سے تو علحدہ ایک رسالہ ہوتا ہے لیکن
ذرا سا فقرہ یافعی کا جو مرآۃ الجنان مین لکہا ہے بیان کرتا ہون شیخ جیلانی کے
شان مین کہتے ہین کہ قطب الاولیاء الکرام و شیخ المسلمین والاسلام

رکن الشریعۃ وعلم الطریقۃ وموضح الاسرار الحقیقۃ حامل لواء المعارف
والمفاخر شیخ الشیوخ وقدوۃ الاولیاء العارفین اور کتاب غنیۃ الطالبین
باعتراف شاہ ولی اللہ کے قرۃ العینین تفضیل الشیخین مین اور ملا علی قاری کی
شرح فقہ اکبر مین اور سوا انکی مصنفات شیخ جیلانی سے ہے اور تعزیہ وزیارے
جناب رسول مختار اور نیز حیدر کرار کی روایت ذیل سے بھی ظاہر ہے
جو کہ صواعق محرقہ مین ابن حجر نے لکھی ہے اور نسخہ حاضرہ کے صفحہ ۱۵۳ ۔
پر درج ہے واخرج ابن سعد عن الشعبی قال مر علی رضی اللہ عنہ بکربلا عند
مسیرہ الی صفین وحاذی نینوی قریۃ علی الشط فوقف وسال عن اسم ہذہ الارض
فقیل کربلا فبکی حتی بل الارض من دموعہ ثم قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وہو یبکی فقلت ما یبکیک قال کان عندی جبرئیل انفاء اخبرنی ان
ولدی الحسین یقتل بشاطی الفرات بموضع یقال لہ کربلا ثم قبض جبرئیل قبضۃ
من تراب اشمنی ایاہا فلم املک عینی ان فاضتا ورواہ احمد مختصرا عن علی
قال دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث یعنے ابن سعد نے شعبی سے
روایت کی ہے کہ جناب علی بن ابیطالب جب صفین کی جانب تشریف
لیجاتے تھے تو زمین کربلا مین ہوکر گذرے جب برابر اوس قریہ کے
پہنچے جو لب فرات پر واقع ہے اور اوسکو نینوی کہتی ہین ٹھہر گئے
اور پوچھا کہ اس زمین کا کیا نام ہے عرض کیا گیا کہ اسکو کربلا کہتی ہین یہ سنکر
حضرت روئے یہانتک کہ وہان کے زمین آنسوؤن سے تر ہوگئے پھر فرمایا
کہ ایک روز مین رسول خدا کی خدمت مین حاضر ہوا دیکھا کہ آپ روتے ہین
مینے عرض کیا کہ کس چیز نے آپکو رولایا ہے فرمایا کہ ابھی جبرئیل میری پاس سے

اور خبر دی کہ میرا فرزند حسین کنارہ پر فرات کے اوس زمین پر جسکو کربلا کہتے
ہین قتل کیا جاویگا پہر جبرئیل سے ایک مٹی خاک وہان کی انہای اور مجکو دی
مٹی اوسکو سونگہا پس مجہہ سے نہ ہوسکا کہ گریہ وزاری کو ضبط کرون انسو انکہ
سے بے اختیار جاری ہوے اور احمد نے اس حدیث کو مختصر اجناب ام
نقل کیا ہے کہ مین رسول خدا کے پاس گیا الی آخر الحدیث جناب خاتم المرسلین
جنکا قول وفعل تابعین دین مبین کے واسطے عین شرع متین اور قابل
اذعان ویقین ہے اور جنکی اطاعت حسب اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول لازم اور جنکے
قول پر موافق ان ہو الا وحی یوحی عمل واجب ومتحتم معصیت کبرا اور داہیہ عظمی ہین
روئی اور رونے کا حکم فرمایا بلکہ رونا درکنار بعد انتقال از عالم فانی بعالم
جاودانی جنت مین بھی ارام نفرمایا روایت حضرت ام سلمہ اور ابن عباس
شاہد صادق ہین اور بینہ واثق ہے اور فضائل ام سلمہ وابن عباس نہ ایسی
ہین کہ محتاج بیان ہون انکی سچی ہونی مین کسی کو شک نہین اور یہہ بھی متفق علیہ ہے
کہ جسنے حضرت کو خواب مین دیکہا اوسنی ٹہیک حضرت ہی کو دیکہا کوئی اس صورت پر
متمثل نہین ہوسکتے قطع نظر اسکے یہہ رویا بوجہ صدق تعبیر صادق وصحیح
ہین پہلی روایت مین رونا حضرت محمد مصطفی صلعم اور علی مرتضی کا ظاہر ہے
اب شیعہ اگر حسب اطاعت کلام ربانی اور اطاعت فعل حضرت محبوب
سبحانی سرگرم بکا ہون توکیا ہرج ہے ای حضرات تم سب پر واجب ہے
کہ جب رسول خدا صلعم گریہ وزاری ضبط نکر سکے اور علی مرتضی اتنا روئے
کہ زمین تر ہوگئے تو تم بھی غمناک اور محزون ہو گریہ وزاری اوس کشتہ تیغ
جفا بوحی لہ الفدا پر کرو قرآن جو خدائے تعالی کا کلام ہے حسین نہ شک

رعیب کا مقام ہے اوسمین موجود ہے ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ یعنے
تمہاری لیئے رسول خدا کے پیروی نیک ہے پس اسی آیت سے وجوب
گریہ وزاری ظاہر و باہر ہے دوسری وجہ حزن و بکا ہر قول حضرت رسالتمآب
ہے جو مسند احمد بن حنبل سے سابق مین بیان ہوا دیکہو اگر ہم مین سے کوئی
رسول کی اطاعت کرکے امام حسین پر جو بڑی بڑی مصیبتین اور سخت سخت
تکلیفین اوٹہاکر شہید ہوے روویگا تو کیا سنت نہوگے اور پیروی رسول
نہ کہلاویگی اور بدعت ہو جاویگی ہرگز نہ ہوگا بلکہ خاص پیروی اور متابعت ہے
بدعت کیسی خود رسول سے گریہ کا ضبط نہو سکا اور آنکہون سے آنسو جاری ہوگئے
اور کیون جاری نہوتے امام حسین علیہ السلام کو انہون نے بڑی ناز و نعمت سے
پالا تہا اور گو کہ حقیقت مین حضرت کے نواسے تہے لیکن جناب رسالتمآب اونکو
بیٹا ہے بتاتے تہے جیسا کہ صواعق مین بائیسوین حدیث ہے کہ اولاد فاطمہ کا مین باپ
ہون اور فرماتے تہے کہ حسین مجہہ سے ہے اور مین حسین سے ہون اللہ اکبر
کیا جلالت شان ہتی علامہ صبان نے اسعاف الراغبین مین یہہ روایت نقل کی ہے
جو نسخہ چاپ شدہ کے ۱۸۳ صفحہ پر ہے اخرج الحاکم وصححہ عن یحیی العامری ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حسین منی و انا من الحسین یعنے رسول خدا صلی اللہ
علیہ و الہ وسلم نے فرمایا حسین مجہہ سے ہے اور مین حسین سے ہون انتہی
جناب رسول مقبول تو لعاب دہن حسین کو چوسین اور کوفیان بیحیا اوس دہن مبارک
مطہر و مقدس پر تیر مارا نے کرین اوسے کتاب مذکور اسعاف الراغبین مین ۱۸۳
صفحہ پر مذکور ہے روی الحسن بن الضحاک عن ابی ہریرۃ قال رایت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یمص لعاب الحسین کما یمص الرجل التمرۃ یعنے

ابوہریرہ بیان کرتی ہین کہ مینی رسول مقبول صلعم کو لعاب حسین کا اسطرح چوستی دیکھا جیسی کوئی شخص خرمہ کو چوستا ہے وا آسفاہ یوم عاشورا کے خشک دہنی اور تشنہ لبی اگر رسالتماب ملاحظہ فرماتی کیا ہوسکتا تہا کہ چپ رہ جاتی صرف جبرئیل سے خبر شہادت کی سنی سے ضبط گریہ وزاری نہ ہوسکا کیونکر ممکن ہوتا کہ اسکو دیکھتی بلکہ تعجب نہ تہا کہ روتی روتی ایسی وقت مین روح مبارک جسم اطہر سے پرواز فرما جاتی چنانچہ ابن جوزی نے کہا ہے کہ انین العباس وہو ماسور ببدر

منع النبی النوم فکیف بانین الحسین ولما اسلم وحشی قاتل حمزۃ قال لہ النبی

غیب وجہک فانی لا احب ان اری من قتل الاحبتہ قال وہذا الاسلام یجب

ما قبلہ فکیف بقلبہ ان یری من ذبح الحسین وامر بقتلہ وحمل اہلہ باقتاب الجمل یعنی نالہ و فریاد عباس نے جبکہ وہ بدر مین اسیر تہے حضرت رسول اللہ کو سونی ندیا پس حسین کے فریاد سے کیا حال ہوا ہوگا اور جبکہ وحشی قاتل امیر حمزہ کا اسلام لایا تو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نی فرمایا کہ اپنی مونہہ کو مجہی پہت و کہلا کیونکہ مجہی یہہ پسند نہین ہے کہ اپنی دوستو نکے قاتل کو دیکہون اور یہہ بہی کہا کہ بسبب اسلام کے پہلے گناہ محو ہو جاتی ہین پس کیونکر خاطر مبارک جناب رسول خدا کی گوارا کریگی کہ اوس شخص کو دیکہی جسنی امام حسین علیہ السلام کو ذبح کیا اور اونکے قتل کا حکم دیا اور اوسکے اہلبیت کو اونٹونکی پشت پر سوار کرنیکا امر کیا انتہی ابن جوزی نے اس مقام پر اہل بیت کو اب اسطرح سے کہہ سکتی ہین کہ کیونکر رسول اون لوگون کے دیکہنی سے خوش ہوسکینگے جو گریہ وبکا سے اوس کے جگر گوشہ و قرۃ العین امام حسین کے منع کرتے ہین کیا آج روح پر فتوح رسول مقبول اون لوگون سے خوش نہوتے ہونگے

ںول ابرام جان رسول النس وجان جناب امام حسین علیہ السلام پر
رپیروی مین اپنی رسول کی محزون واشکبار ہوتے ہین خیال کرو
لی چچا تہے اور جناب عبد اللہ والمذر سالتمآب کے باپ مین شہید ہوئے
یا کہ کتب سیر مین منقول ہے کہ و الاشقار لعبد اللہ والد النبی صلی اللہ
ہو لا ر ثلاثۃ ابطالب و الزبیر وعبد الکعبۃ لیکن پہر بہی حضرت رسول
ب وہ شہید ہوی تو اون پرر ونیکا حکم فرمایا اور نہ رونی پر کسی رونیوالیکو
ورخود روی دیکہو ماوردی نے اپنی سیر کے بیان غزوہ احد مین
صرف رسول اللہ الی المدینۃ مر بدار من دار الانصار فسمع لبکار
ہم فذرفت عینا رسول اللہ بکی ثم قال لکن حمزۃ لا بواکی لہ وامر
سعد بن حضر لنسا رہم ان تتحزمن ثم یذہبن ویبکین علی عم رسول اللہ
شرح الیمین وہن علی باب مسجدہ فقال ارجعن یرحمکن اللہ فقد
ی اور اسکا ترجمہ قریبا قریبا وہی جو رجال المحدثین نے روضۃ الاحباب
میں لکہا ہے اور رجال محدثین بتصریح شاہ عبد العزیز کے رسالہ اصول
قاری کے مرقاۃ شرح مشکوۃ مین مشائخ کبار سے ہین
الاحباب سے ملا علی قاری مرقات شرح مشکوۃ مین اور ملا یعقوب
صحیح بخاری مین او رحسین بن محمد بن حسن الدیار بکری
یا النفیس مین اور عبد الحق دہلوی مدارج النبوۃ اور
اللہ ازالۃ الخفا مین استدلال کرتے ہین او ر یاد سکو
روضۃ الاحباب مین یہہ مرقوم ہے چون روز بمدینہ رسید
ند الا خانہ حمزہ فرمود ولکن حمزۃ لا بواکی لہ

جو اوسی راحت
روتے ہین او
امیر حمزہ حضرت
نہ کہ ماں مین جسم
علیہ وسلم من
مقبول سے جب
افسوس کیا ا
لکہا ہے لما انصرف
النوائح علی قتلاہا
سعد بن معاذ وا
فلما سمع رسول اللہ بکاءہن علی
اسین بانفسکن اتیتن
مین ترجمہ غزوہ احد میں
حدیث مین اور ملا علی
اور اونکی کتاب روضۃ ا
لاہوری خیر جاری شرح صحیح
تاریخ خمیس نے احوال النفس
رجال مشکوۃ مین اور شاہ ولی
معتبر جانتی ہین پس اسے رو
از لشکر خانہا آواز گریہ زنان شنید

ح
روضۃ الاحباب بہت
رول ...
رسول اللہ الذی ... الثقلین
رسول اللہ ...
بانہ بعث فیہم
...
علیہم ... والصواب
... الصدق والصواب
مناہج ... وجوامع
بجوامع ... وجوامع
کلمات الحکم

اینجا حمزه اینجا زنانی که بر وی گریند ندارد انصار بخانهای خود رفتند و زنان
خویش را گفتند که اول بخانه حمزه عم رسول خدا روید و بر وی بگریید و بعد از ان
بخانه آئید و بر مقتلے خویش گریه کنید زنان انصار همه بخانه حمزه آمدند بین العشائین
تا قریب به نیم شب بر وے میگریستند و سید عالم بخواب رفته بود چون بیدار شد
آواز گریه زنان از خانه حمزه شنید پرسید اینچه آواز است گفتند زنان انصار اند
که بر عم تو میگریند حضرت فرمود رضی الله عنکن وعن اولادکن و اولاد اولادکن
انتہی چونکہ عبارت زیادہ مشکل نہین ہے لہذا ترجمہ اردو قلم انداز ہوا
یہی روایت شیخ عبدالحق دہلوی نے مدارج النبوۃ مین معارج النبوۃ سے
نقل کی ہے ای حیلہ جویان بروایات بعیدہ و آمی مالغین بجا باحتمالات
غیر سدیدہ از راہ انصاف اس روایت کو ملاحظہ فرمائیں اور حد نصفت سے
باہر تشریف نہ لیجائیں جبکہ رسالتمآب حضرت حمزہ کی نہ رونیوالی کا تاسف
فرماوین اور حمزہ لا بواکی لہ کا جملہ از روی الم زبان پر لاوین اور زنان انصار کے
گریہ سے انکو دعا دین او خطاب رضی الله عنکن وعن اولادکن و اولاد اولادکن
ارشاد کرین جسکے معنے یہہ ہین کہ خدا تمسے اور تمہاری اولاد سے اور اولاد کی اولاد سے خوش
ہووے تو بہلا سوچو تو سہی یون کر آنحضرت نوحہ و بکا سے مصیبت سید الشہدا کے
راضی نہووینگی اور رونیوالون کی حق مین دعا نہ فرماوینگے جو حمزہ کے
رونے والون کے حق مین فرمایا کیونکہ بالاتفاق حضرت رسالتمآب صلعم کو جناب
حمزہ سے اتنی محبت نہ تہی جتنی کہ امام حسین علیہ السلام سے تہی اور نیز پیش
خدای جلیل حضرت امیر حمزہ کا اتنا مرتبہ نہ تہا جتنا کہ جناب سید الشہدا امام حسین علی
روحی لہ الفدا کا تہا [illegible] ہل اتی انکی شان مین نازل ہے

ہل اتی سے صاف حقیقت ظاہر ہے انکی محبت جزو ایمان ہے انکا دشمن
داخل جہنم ہے یہہ باعث نجات ابراہیم از نار نمرود و باعث عفو ترک اولی آدم
و باعث قرار کشتی نوح ہین یہہ گوشوارہ عرش ہین انکا بغض دلیل کفر نفاق ہے
چنانچہ سب امور بالتصریح صواعق محرقہ وغیرہ مین مسطور ہین علاوہ بران حمزہ بہی
تو شہید ہوے لیکن وہ آیات عجیبہ اور مشاہدات غریبہ کہان پیش آئی جو امام حسین کی
شہادت سے قیامت آئی مگر حضرت نے حمزہ پر رونی والا نہونے کا نہایت
افسوس کیا اور خود رونے لگے اور جب رونے والیونکی آواز سنی تو اونکو
دعا دی اب بہی جب حضرت دیکہتے ہونگے کہ میرے فرزند پارہ جگر حسین پر کوئی
رونیوالا نہین تو کیسی روتے ہونگے اور متاسف ہوتے ہونگے لیکن جب
دیکہتے سنتے ہونگے کہ ایک گروہ کے مرد تو آپ کے حسین پر اور اوسکے اقا
رب و اعزا پر روتے ہین اور اونکی عورتین آپکی نواسیونکی مصیبت مین جگر چاک
غمناک ہوتی ہین اونکی بچے مثل یتیمونکے مصیبت زدہ ہوکر آپکی ایتام کو یاد کرتے
اور کراتی ہین اور یہہ لوگ آپ بہی روتی ہین اور اونکو بہی رلاتی ہین ایام
شہادت مین لذات کو ترک کرتے ہین عزاخانہ مکان کو بناتی ہین تو کیا دعا حضرت کے
دل سے نکلتی ہوگی ۔ کیونکر ہوگا کہ حمزہ کی رونیوالیون کو تو حضرت دعا دین اور
نہ رونے پر تاسف فرمادین اور اپنی دل کے آرام و چین امام حسین علیہ السلام پر
رونیوالے کو نفرین کرین اور رونے پر عذاب دلاوین صاحبو امام حسین علیہ السلام کو
حضرت رسالت پناہ کے نزدیک وہ مرتبہ تہا کہ اپنی بیٹی ابراہیم کو اون پر سے
نثار کر دیا اور کچہہ پرواہ نہ کی لیکن حسین علیہ السلام کے جدائی اور مفارقت کو
گوارا نہ کیا یعنی رسول مقبول تو اپنا بیٹا تک نثار اور صدقی کر دین اور اگر

آج ہم دو چار روپیہ جو کرورہا درجے اوس سے کم ہین بلکہ کچھ نسبت ہی نہین رکھتی
تصدق کرین تو لوگ بدعت بتاوین اور اوس سید الشہدا ذبیح راہ خدا کی رسمی پر
مانع آوین اوسکی شہادت کے دنکو جسمین آثار قیامت ظاہر ہوی یوم عید شمار کرین
چنانچہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی جنکے مدائح سابق مین بیان ہوئی غنیۃ الطالبین
مین فرماتی ہین وکذالک عاشورا الا یتخذ یوم مصیبۃ ولان یوم عاشورا ان یتخذ یوم مصیبۃ
لیس باولی من ان یتخذ یوم عید وفرح وسرور لما قدمنا ذکرہ وفضلہ من انہ
نجی اللہ فیہ انبیائہ من اعدائہم واہلک فیہ اعدائہم الکفار من فرعون وقومہ وغیرہم
وانہ خلق السموات والارض والاشیاء الشریفۃ وآدم وغیر ذلک وما اعد اللہ
لمن صامہ من الثواب الجزیل والعطاء الوافر وتکفیر الذنوب وتمحیص السیات
فصار عاشورا مثل بقیۃ ایام الشریفۃ کالعیدین والجمعۃ والعرفۃ وغیرہا انتہی
ملا عبد الحکیم نے جو مشاہیر علمای اہلسنت سے ہین اس عبارت کا ترجمہ فارسی
مین اس طرح کیا ہے وہم چنین روز عاشورا گرفتہ نشود روز ماتم ازجہت
اینکہ بدرستیکہ روز عاشورا گرفتہ شود روز ماتم نیست سزاوار اینکہ گرفتہ شود
روز خوشی ازجہت چیزیکہ بالا ذکر کردیم از فضل او از اینکہ بدرستیکہ شان اینست
نجات داد خدا تعالی در آن روز عاشورا پیغمبران را از دشمنان ایشان از
فرعون وقوم او وغیر ایشان واینکہ بدرستیکہ خدای تعالی آفرید آسمانہا وزمین
وچیزہای بزرگ در آن روز وآدم علیہ السلام وجزآن وچیزی کہ آمادہ کردہ است
خدای تعالی وکسے را کہ روزہ داشتہ آنرا از ثواب بزرگ وبخشش بسیار
ودور کردن گناہان ومحو کردن بدیہا پس روز عاشورا بجای باقی روزہای
بزرگ است چنانچہ ہر دو عید وجمعہ وعرفہ وجزآن انتہی سبحان اللہ حضرت

جیلانی کی رای کو خیال کرنا چاہی کہ روز عاشورا کی نسبت کہتی ہین کہ روز عاشورا کو
مصیبت کا دن ماننا اسسے بہتر نہین ہے کہ اوسکو عید کا دن اور فرحت وسرور کا
روز سمجہا جاوی اور پہر دوسری مقام پر کہتی ہین کہ روز عاشورا مثل
باقی ایام شریفہ جیسی دونو عید اور جمعہ اور عرفہ کے ہو گیا ای شیخ جیلانی
مصرعہ بہی ہم دلی سمجہی چونہ ایسے بات کہتا ٧ رسالتمآبؐ اور جمیع اہلبیت
اطیاب صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کے لئے تو وہ دن ہو کہ خدای تعالی کسی فرد بشر کو
نصیب نکری اور باعتراف عالم متعصب جناب ابن حجر ہیثمی مکی کے جنکو مدائح
علیہ اور مناقب سیفیہ سابق مین گذری یہہ مصیبت ایسی ہو کہ کوئی مصیبت
اوس تک نہ پہنچ سکے اور یہہ بہی اونکی نزدیک ہو کہ ہر مسلمان کو سزاوار ہے
کہ اوس پر محزون ہووی اور تاسف کری اور لوگون کو اسکا حکم دی اور ترغیب
دلاوی لیکن حضرت شیخ جیلانی قطب ربانی اپنی رای صائب سے اسکو
حرام فرماوین اور یوم عید و فرح وسرور بتلاوین وہل ہذا الا تبعیۃ من کان
یخالف الرسول لما ثبت وجوب البکاء من ادلۃ العقول و النقول مرویات العلماء
الفحول وقیاسہ الیق ان یجعل علی مناط القبول علی ان القیاس فی شریعۃ الرسول
محذور وممنوع کما ورد عن الائمۃ العدول صلوات اللہ علیہم ما دام للمشارق
الذرور والافول اب حقیر بعد اسکی اس مقام پر دست بستہ خدمت مین حضرت غوث
صمدانی و قطب ربانی جناب شیخ عبد القادر جیلانی سے التماس کرتا ہی کہ ای شیخ
آپ ہی سنے یہہ کشتی ڈبوئی ہے غور بعین انصاف بہ راہ عتساف ملاحظہ
کرنا چاہئی کہ یہہ دعوی محبت اور مودت اہلبیت علیہ الصلوۃ والسلام کا ہے
کیا یہہ مقتضا محبت کا نہین ہے کہ دوست کی خوشی مین خوش ہو اور رنج مین غمگین

ہم دیکھتے ہین کہ اگر کوئی شخص کسی دوست کی شادی مین شادان اور غمی مین
گریان ہوتا ہے وہی بڑا خریدار اور غمخوار کہلاتا ہے علاوہ بران تمہین سے حلفاً
پوچھتا ہون کہ تم تو مرگ پسر یا پدر سے ایک روز رنجیدہ اور محزون ہوا اور تمہارا
کوئی دوست پوشاک بدلی عطر لگا وے زینت کرے اور آپکے پاس اگر فرح و سرور کے
باتین آغاز کر دے اور جانتا بھی ہو کہ آج اسپر صدمہ عظیم طاری ہے کیا تمکو ناگوار
نہ ہوگا اور کیا تم اوسسے بیزار اور ناخوش ہو جاؤگے وہ تمکو دوست معلوم ہوگا
یا دشمن للہ یہی فرماؤ کہ تمنے کسی کی تعزیت کو جاکر تہنیت دی ہے اور مرد سیکے
سوگ کا پرسا دیا ہے یا خوشی اور سرور ظاہر کیا ہے اور اگر ظاہر کیا ہے تو تمکو اوسنے
دوست جانا ہے اور اس تمہارے سرور سے وہ بھی خوش ہوا ہے یا ناراض کبھی
نہ ہوا ہے نہ ہوگا کہ مرجاوے وہ تمہاری خوشی سے خوش ہوئے بلکہ تم تو عین اوسکی
ناراضی کی باتین کرتے ہو دیکھو رسالتماب نے فرمایا ہے کہ لن یومن احدکم حتے
اکون احب الیہ من نفسہ یعنے کوئی تم مین سے ہرگز مومن ہوویگا جبتک کہ مجھکو
اپنی نفس سے زیادہ دوست نہ رکھے اور یہہ با تفاق ہے جیسا کہ بیہقی اور ابو الشیخ
اور دیلمی وغیرہ نے لکھا ہے کیا تم یہی محبت کرتے ہو کہ اوسکے جگر بند نور چشم
لخت جگر سید شباب اہل الجنتہ سبط رسول امام حسین علیہ السلام کی شہادت
اور مصیبت پر خوشی کرتے ہو تم اپنی نفسون سے رسول کو زیادہ دوست رکھو
نہین کوئی مومن ہوگا اب تم دیکھو کہ تمہارا کوئی عزیز قریب کنبہ والا مرجاوے
اور تم عینون اوسکو یاد کرکے روؤ بلکہ برسون اور لوگ تمہاری پاس پرسے کو آوین
اور تم اونکو اپنا غمخوار اور شادی غمی کا شریک سمجھکر دوست جانو لیکن تم رسول کو
اپنی نفسوان سے زیادہ کیا برابر بھی نہین جانتے اوسکے نواسے کی مصیبت مین

تم گریہ کو منع کرو اور بالکل اولٹی بات اوس ونکو عید بتاو یہی مقتضائے
محبت ہے بڑا تاسف ہے آسمان رووی جہان رووی جانور گریہ کرین پہر
رووین مگر تم ہنسو خوش ہو چنانچہ تصریح ہے شیخ جیلانی کے ظاہر ہوا اب
بتاو اگر شیعہ بسبب رفض و بدعت کے روتے ہین تو ان چیزون کو کسنے رولایا
سوای خدا کے کسکے یہہ امورہی کے پابند ہین رافضیون کے ساتھ فرشتے
اور جن وطیور و حوش بہی رافضی ہین ای حضرات اگر ایسے ہی امور سے
شیعہ رافضی ہین تو پس خدا و جبرئیل و ہم محمد رافضی لیکن باقی رہا یہہ امر
کہ وجہہ سرور بروز عاشورا جو عبد القادر نے بیان کی ہے وہ قابل قبول عقل
سلیم ہے یا نہین پس معلوم کرنا چاہیے کہ یہہ سب دلائل پوچ ہین اول تو یہہ
ان قیاسات کا کرنا جو قبل از بعثت رسالت پناہ واقع ہوی اور اونکی وجہ سے
آج تک قیام سرور کا رہنا خلاف عقل و نقل ہے ہان ایک صورت سے
تو البتہ سرور رہ سکتا ہے جب کہ شہادت امام حسین علیہ السلام بالکل نسیًا منسیا
اور خلاف شریعت مانی جاوے اور یزید کو خلیفہ برحق اور معاذ اللہ قاتل خارجے
شمار کیا جاوے جیسا کہ اکثر منعًا اہلسنت نے لکہا بھی ہے دیکھو لقا سعادت ایام
جب یہہ تک ہے کہ کوی نحوست بعد مین ایسی غالب نہ ہو جاوے کہ اوس سعادت
کو زائل کردی یا تو غرق فرعون وغیرہ زیادہ ہے یا شہادت حسین معرکہ عظیم ہے
علاوہ بران یہہ سب وجوہات بنا بر تصریح ابن حجر کے محض موضوع اور غلط ہین
پہر استدلال کیسا پس جیلانی صاحب کی توجیہہ تو غلط ٹہری اب ایک اور سنی
میان اسمعیل دہلوی جنکو اہلسنت شہید کہتے ہین ایک اور ہی مضمون تحریم
بکا مین پیش کرتے ہین اور صراط المستقیم مین فرماتے ہین کہ جب حسنین علیہما السلام

رتبۂ شہادت پر فائز ہوئے تو داخل جنت ہوئے پس یہہ محل سرور کا ہی کہ غم کا
انتہی خلاصہ کلامہ من موضع الحاجتہ نہایت تعجب اور غایت حیرت کا امر ہے کہ اسمعیل
باوجود اہلسنت کے نزدیک باعلم اور صاحب تصانیف و دقیق النظر ہونے کے ایسا پوچ
اور لچر کلام جس سے خاص عداوت خاندان رسالت اور صاف محبت دودمان یزید
بن معاویہ منکشف ہے کہتا ہے چونکہ یہہ قول بالبداہت باطل ہے اور حلیہ صحت سے
عاطل بلکہ محض خلاف آیات و احادیث لہذا تطویل جواب و اثبات سخن سارے
اسمعیل کا متصدی ہونا مناسب نہ سمجھا اور اختصار پر عمل کیا۔ ای پیروان
اسمعیل ہداناو ایاکم الرب الجلیل الی سواء السبیل اگر روز شہادت حسنین
علیہما السلام باعث سرور ہے تو حزن و بیقراری رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم
کے کمافی روایتہ ام سلمۃ و ابن عباس و قیام ملیکہ برای گریہ بر قبر حسین علیہ السلام
کمافی غنیتہ الطالبین للشیخ عبد القادر جیلانی بالکل بیجا اور مخالف دلائل
اسمعیلیہ ہے اور آج تک جن علماء اہل سنت نے محزون و مغموم ہونی کی اجازت دے
کتابین تصنیف کین ہے خود مجالس عزا قائم کرین وہ کس مدین شمار ہونگے
ایک اسمعیل صاحب کا قول احادیث متواترہ اور اقوال علماء اہل سنت کو رد کرسکتا ہے
دوسری اگر یہہ قیاس جناب اسمعیل صاحب کا درست ہو کہ شہادت حسین باعث
حصول مراتب ہے اور یوم عاشورا حسین علی علیہ السلام شہادت پا کر فائز بدرجات
علیہ ہوئے اسلئے خوشی کرنی چاہیئے تو جناب رسالتماب کی شہادت حمزہ پر
بیقراری و ندبہ و زاری یعنے چہ اور ثالث بالخیر میان عثمان کی شہادت پر
گریہ کرنا ثقات کا کیا معنے روز عاشورا اہل سنت کے نزدیک بنا سے
فرقہ یزیدیہ اگر محل سرور ہے تو اس تقریب کو پورا کرین اور ہم کہتے ہین کہ شہادت

عمر بن خطاب و شہادت عثمان بن عفان باعث حصول مراتب ہوی یا نہو
جب شہادت سے ہاہے تو ضرور باعث حسنات ہی پس اوس روز بھی عید مقرر کرنی
چاہیے خلاصہ یہہ کہ اگر روز عاشورا عید ہے تو روز قتل عمرؓ و عثمان کو عید کرنا
اہلسنت پر واجب اور لازم ہے اور اگر عید ان دونون مین واجب و لازم نہین
تو شہادت عثمان و عمر محض غلط ہے بلکہ نہ اونکو کوئی مرتبہ ملا نہ کوی عزت بلکہ
قتل ہونا اونکا محض بیجا قاعدہ سے ہوا۔ اور بعض صاحب اسطرح اوڑاتے ہین
کہ اگر روز شہادت حسین علیہ السلام باعث حزن و ملال ہے تو رسالت پناہ کے
وفات کا دن اسسے زیادہ حزن ہونا چاہیے ہم کہتے ہین کہ فرقہ حقہ مین تو روز وفات
رسالت پناہ یوم حزن و ملال ہے مگر اہل سنت مین ایک بڑی عید اور جشن کا دن ہے
اگر معترض غور کرے تو یہہ عقدہ حل ہو جاوے کہ اس کا کیا مطلب ہے اور جنہی بکار
بر حسین علیہ السلام کے علت یہہ ٹھہرائی ہے کہ یوم وفات رسول اللہ حزن کے لیے
اولی ہے وہ نافہمی اور کم علمی سے ہے بلکہ عاقل اور منصف پر پوشیدہ نہ ہے
کہ میت و شہید وغیرہ پر جو حزن و زاری ہوتی ہے وہ بنظر اوسکے تحصیل ثواب
و اکتساب حسنات نہین ہوتے اور نہ دوسری جہان کے بابت کوی امر سوچا جاتا ہے
وہ گریہ و زاری محض اس جہان کے تکلیفون اور اس جہان کے حالات کے باعث
ہوتی ہے اوسکے زندگی کے برتاؤ۔ حالات یاد کرتے ہین یا مرتے دم کی تکلیفین
واقع ہونے یا رنج سہنے دیہان نہین ہوا کرتے ہین اور اسی قیاس سی رسالت مآب صلعم
غم ہم روئے ہین پس اسے منکرین بکا جان لو اور اگر پسند آوی تو مان لو کہ یہہ جو
شیعہ فرزند رسول الثقلین امام حسین علیہ السلام کے مصیبت مین نوحہ و زاری
و گریہ و بیقراری کرتے ہین اور عورات انکی ترک زینت کرتے ہین مرد اور بچے

اسکے مثل یتیمون اور غریبون کے اندوہناک اور محزون ہوتے ہین بالکل اطاعت
اور محبت اہلبیت علیہم السلام کی ہے اور جو لوگ حزن و اندوہ کو بدعت جانتے ہین عید
کو فرح و سرور کو لازم اور واجب مانتے ہین سراسر چشم پوشی ہے برای خدا دیکھو
ابن حجر باوجودیکہ شیعون سے نہایت متعصب ہونیکے انصاف کرتا ہے اور عید کرنیکو بدعت
اور عمل جہال بتاتا ہے صواعق محرقہ حاضرہ کے صفحہ ۲۳۴ پر یہہ عبارت ہے اور گو کہ کچھ
طویل ہے لیکن بنابر توضیح حال و ابطال مقال شیخ عبد القادر اسمقام پر نقل
کرتے ہین وایاہ ثم ایاہ ان یشتغل ببدع الرفضة ونحوہم من الندب والنیاحة
والحزن اذ لیس من اخلاق المومنین والا لکان یوم وفاته صلی اللہ علیہ وسلم اولی
بذالک واحری او ببدع الناصبیة المتعصبین علی اہل البیت او الجہال المقابلین
للفاسد بالفاسد والبدعة بالبدعة والشر بالشر من اظہار غایة الفرح والسرور
واتخاذہ عیدا و اظہار الزینة فیہ کالخضاب والاکتحال ولبس جدید الثیاب وتوسیع
النفقات وطبخ الاطعمة والحبوب الخارجة عن العادات واعتقادہم ان ذلک
من السنة والمعتاد والسنة ترک ذلک کلہ فانہ لم یرد فی ذلک شی یعتمد علیہ
ولا اثر صحیح یرجع الیہ وقد سئل بعض اہل الائمة والفقہة عن الکحل والغسل
والحناء وطبخ الحبوب ولبس الجدید واظہار السرور یوم عاشورا فقال لم یرد
فیہ حدیث صحیح عنہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا عن احد من الصحابة ولا استحبہ
احد من ائمة المسلمین لا من الاربعة ولا من غیرہم ولم یرد فی الکتب المعتمدة
فی ذالک صحیح ولا ضعیف وما قیل ان من اکتحل یومہ لم یرمد ذالک العام
ومن اغتسل لم یمرض کذالک ومن وسع علی عیالہ فیہ وسع اللہ علیہ سائر
سنتہ وامسال ذالک مثل فضل صلوة فیہ وانہ کان فیہ توبة ادم واستواء السفینة

علی الجودی و انحدار ابراہیم عم من النار و افداء الذبیح عم بالکبش ورد یوسف
عم سے علی یعقوب عم فکل ذلک موضوع الاحادیث التوسعة علی العیال لکن
فی سنده من تکلم فیه فصار ہو لاء بجہلہم یتخذونه موسما و اولئک لرفضہم یتخذونه ماتما
وکلاہما مخطی مخالف للسنة کذا ذکر جماعة لبعض الحفاظ وشرح الحاکم بان الاکتحال
یومه بدعة مع روایة خبر من اکتحل بالاثمد یوم عاشورا لم ترمد عینه ابدا لکنه
قال انه منکر ومن ثم اورده ابن الجوزی فی الموضوعات من طریق الحاکم
قال بعض الحفاظ ومن غیر تلک الطریق ونقل المجد اللغوی عن الحاکم ان سائر
الاحادیث فی فضل غیر الصوم کفضل الصلوة فیه والانفاق والخضاب والادہان
والاکتحال وطبخ الحبوب وغیر ذالک کله موضوع ومفتری الخ محصل اسکا یہہ ہے
کہ بدعتہای روافض سے مثل حزن ونوحہ وندبہ وغیرہ کرنے کے روز عاشورا
کو پرہیز کرنا چاہئی کیونکہ یہہ اخلاق مومنین سے نہین ہے ورنہ روز وفات
رسول صلعم اسکے اولی تہا اور بدعتوں سے فرقہ ناصبیہ متعصبین کے بہی پرہیز کرنا
چاہیے مثل اظہار نہایت فرح وسرور کے اوسدن اور اوسکو عید مقرر کرنے
اور اوس روز زینت کرنے مثل خضاب اور سرمہ لگانے اور نئے کپڑے
پہننے اور اطعمہ وحبوب پکانے اور امثال اسکے کہ لوگونکا اعتقاد یہہ ہے
کہ یہہ سنت ہین حالانکہ ان سب کا ترک کرنا سنت ہے کیونکہ اسمین کوئی ایسی شئے
جس پر اعتماد کیا جاوے اور کوئی ایسا اثر صحیح کہ جسکے جانب رجوع کیا جاوے
وارد نہین ہوا بعض علماے حدیث وفقہ سے سرمہ لگانے اور غسل کرنے
اور حنا لگانے اور کہانے لذیذ پکانے اور نئے کپڑے پہننے اور خوشی کے
ظاہر کرنیکا روز عاشورا کو سوال کیا گیا پس کہا کہ کوئی حدیث اسمین نبی

آنحضرت سے وارد ہوی نہ کسی سے صحابہ مین سے اور اوسکو نہ کسی نے ائمہ اربعہ سے
نہ سوا اسکے سے مستحب جانا اور کتب معتمدہ مین اسبارہ مین کوئی روایت نہ صحیح
نہ ضعیف وارد ہوئی اور یہہ جو حدیثین نقل کرتے ہین کہ جو شخص اوس روز سرمہ لگاوے
اوسکے آنکھہ اس برس درد نکری سگے اور جو غسل کری وہ مریض نہ ہوگا یہ سب
موضوع ہین اور ایسی ہے یہ امر کہ اوس روز مین اگر اپنی عیال پر وسعت کرے تو ساری سال اللہ اوس پر وسعت کریگا
اور یہہ کہ نماز اسکی افضل ہے اور اسیدن توبہ حضرت آدم ع قبول ہوئی تہی اور اسیدن سفینہ
نوح نے جودے پر قرار پکڑا اور حضرت ابراہیم ع نے نار نمرود سے اسیدن نجات پائی اور
اور خدائی ذبیح بکبش ہوا اور یوسف یعقوب ع کے پاس پہر کر آئے پس یہ سب جہاں
موضوع ہین مگر توسع عیال لیکن اسکی بہی سند مین بعض علمانے کلام کیا ہے
پس ان ناصبیون نے بسبب جہالت کے عید مقرر کے اور رافضیون نے روز ماتم
اور دونو خطا پر ہین اور مخالف سنت کے اسطرح سے اس سب کو بعض حفاظ نے
بیان کیا ہے اور حاکم نے تصریح کی ہے کہ اسدن سرمہ لگانا بدعت ہے باوجودیکہ
اوسنے اس روایت کو لکہا ہے لیکن کہا ہے کہ یہہ منکر ہے اور اسی وجہ سے
ابن جوزی نے بطریق حاکم اسکو موضوعات مین داخل کیا ہے بعض حفاظ نے
اسکو غیر سے اسطریق کے نقل کیا ہے اور مجد الدین لغوی نے حاکم سے نقل کیا ہے
کہ ساری حدیثین فضل روز عاشورا مین سوای روزہ کے مثل فضل نماز و انفاق
و خضاب کے اور تیل ڈالنی اور سرمہ لگانی اور کہانے پکانے وغیرہ کے
موضوع ہین اور مفتری انتہی ؎ کجااند انصاف جویان والا بیایند ببینند تحریر را
ابن حجر باوجود اسکے کہ ابتدا صواعق مین شیعون پر لعنت کرتا ہے اور جسکے
شدید التعصبی اپنی خود اس تحریر سے ظاہر ہے روایات اکتحال و سرور عید

کو موضوع و مفتری بتاتا ہے اور حضرت شیخ عبد القادر کو ناصبیت کے خانہ مین لاتا ہے
لیکن یہہ بیان ابن حجر کا کہ نوحہ و ندبہ و حزن کرنا نہ چاہئے پس اسکو ہم سابق مین
مسند احمد بن حنبل وغیرہ سے ثابت کر چکے اور خود حضرت رسول مقبول کا حزن
وگریہ اور علی مرتضیٰ کی زاری بے بیقراری بیان ہو چکی پس اس تقریر کا نتیجہ
حاصل نہین ہے طرفہ یہہ کہ خود ابن حجر شرح قصیدہ ہمزیہ مین ذیل شرح اشعار
وقست قلوبہم الخ مین لکھا ہے کہ حق یہہ ہے کہ ہر شخص اس مصیبت مین امام حسین پر
محزون ہووے اور تاسف کرے اور غیر کو حکم کرے انتہے جیسا کہ آگے مفصلاً
بیان ہوگا ان مختلف روایات کے بیان کرنے سے دو نتیجے نکلتی ہین ایک تو
یہہ کہ امام حسین علیہ السلام پر محزون ہونا اور رونا باعث دخول جنت اور
موجب ثواب و حسنات ہے اور دوسرے یہہ کہ یوم عاشورا بیشک یوم
حزن و ملال ہے اور روز پریشانی رسول اللہ المتعال ہے اور جو اسکو عید
اور فرح کا دن بتاتا ہے وہ خلاف فعل رسول و اقوال علمار معتمدین و اثنا
ائمہ دین کہتا ہے سارے اقوال اکتحال و اغتسال و تبدیل لباس کے موضوع
و مفتری ہین اب جبکہ بکار رسول مختار و حیدر کرار صاف ثابت ہو چکی تو کچھہ حاجت
بیان نہین ہے کہ اور لکھا جاوے لیکن یہہ مصیبت نہ ایسی ہے کہ صرف پدر و مادر
و اقارب و عشائر ہی کو اسکا افسوس ہو بلکہ اسپر بہت سے رونیوالے ہین یہہ مصیبت
جسکے سامنے بیان ہو گی ممکن نہین ہے کہ اشکبار نہ ہو الا من کان اشد قسا وہ دیکھو انس
اور زید بن ارقم سے ابن زیاد کے سامنے ضبط نہ ہو سکا اور زاوسکا خوف کچھہ نہ کیا
چنانچہ صواعق محرقہ مین صفحہ ۱۴۳ پر ہے ولما حملت راسہ لابن زیاد جعلہ فی طشت
وجعل یضرب ثنایاہ بقضیب و یحول بہ فی الفنہ و یقول ما رایت مثل ہذا حسنا انکان

یحسن الشعر وکان عندہ انس فبکی وقال کان اشبھھم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رواہ الترمذی حاصل اسکا یہ ہی کہ جب سر مبارک امام حسین علیہ السلام آگے ابن زیاد
زنازادہ کے گیا اور اوسنی اوسکو ایک طشت مین رکہا اور ایک لکڑی حضرت کے
دانتون پر مارتا تہا اور بینی مبارک مین پہراتا تہا اور کہتا تہا کہ کسی شخص کو اسسے
زیادہ حسین نہین دیکہا کیونکہ حضرت نہایت خوش دندان تہے اسوقت مین انس
ابن زیاد کے پاس موجود تہا اس حالت کو دیکہکر رو پڑا اور کہنی لگا کہ یہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہایت مشابہ تہے اوسکو ترمذی نے روایت کیا ہے
انتہی اور بعد اسکے اوسی صواعق مین یہہ بہی لکہا ہے وروی ابن ابی الدنیا انہ
کان عندہ زید بن ارقم فقال لہ ارفع قضیبک فواللہ لطال ما رایت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقبل ما بین ہاتین الشفتین ثم جعل زید یبکی فقال لہ ابن زیاد
ابکی اللہ عینک لولا انک شیخ قد خرفت لضربت عنقک الخ اسکا بہی حاصل یہہ ہے
کہ اسوقت مین زید بن ارقم ابن زیاد کے پاس موجود تہے کہنی لگے کہ ای شخص
اپنی لکڑی کو اوٹہا لے قسم خدا کے اکثر مینی ان دونو لبون کو رسول خدا کو چومتے دیکہا ہے
اور یہہ کہکر زید رونے لگا الخ بہلا یہہ تو کاکمہ گو تہے کفار نے افسوس کیا چنانچہ صواعق
مین ہے کہ یزید جب ایک چہڑی سے سر مبارک کے ساتہہ بے ادبی کرنے لگا
کان عندہ رسول قیصر فقال متعجبا ان عندنا فی بعض الجزائر فی دیر حافر حمار عیسے
فنحن نحج الیہ فی کل عام من الاقطار وننذر النذور ونعظمہ کما تعظمون کعبتکم فا
شہد انکم علی باطل یعنی اسوقت مین قیصر کا ایک رسول یہان پر موجود تہا اوسنے
متعجب ہو کر کہا کہ ایک جزیرہ مین دیر کے حضرت عیسی کے گدہی کا سم ہے
ہم ہر برس دور دور سے اکر اوسکا حج کرتے ہین اور نذرین مانتے ہین

اور ایسی ہے تعظیم کرتے ہین جیسا کہ تم کعبہ کی کرتے ہو پس مین گواہی دیتا ہون
کہ تم باطل پر ہو انتہی واہ ری کلمہ گو یو خوب اسلام کا نام بدنام کیا بعد اسکی لکھتا ہے

وقال وسفر اخر بینی وبین داود سبعون ابا وان الیہود لتعظمنی وتحرمنی وانتم قتلتم ابن نبیکم وابن سیدکم وابن رسولکم یعنی اور دوسری کافر نے کہا کہ میری اور داود کے درمیان ستر پشت کا فاصلہ ہے پھر بھی یہود میری تعظیم اور تحریم کرتے ہین اور تم نے اپنے نبی کے بیٹی اوسردار اور رسول کے بیٹی کو قتل کیا اور انہین روایات کو اسعاف الراغبین مین صواعق سے نقل کیا ہے ان روایات سے ظاہر ہے کہ کفار تک کو الم و تاسف اسکا پہنچا اور پہلا خیال تو کیجی کہ ہم لوگ تو درکنار جو ہر وقت محزون او سرور ہو سکتے ہین لیکن وہ جنپر حزن اور سرور اثر ہی نہین کر سکتا کیسی اس مصیبت مین اشکبار ہین اور برابر قیامت تک روئی جاینگی اللہ اکبر ہم اونکی نسبت کچھ بھی نہین روتے کیسی مصیبت گذری کہ جسنی قیامت تک رولایا اور وہ ملائکہ ہین جو قیامت تک روتے ہین دیکھو ملائکہ کو خداتعالی نے شہوت نفسانی اور غلبہ شیطانی سے مبرا کیا ہے اور وہ صرف واسطی عبادت پروردگار کے پیدا ہوی ہین چنانچہ کوئی رکوع مین ہے کوی سجود مین ہے تسبیح کرتا ہے کوی تہلیل غرض ہر ایک اپنی اپنی عبادت مین مشغول ہے ہے تو ملائکہ کو خداتعالی نے بعد شہادت امام حسین علیہ السلام یہہ حکم دیا کہ تم قبر سید پر جاؤ اور قیامت تک اوسکی مصیبت یاد کرکے رویا کرو اگر رونا حسین علیہ السلام معاذاللہ ممنوع ہوتا تو کیون ستر ہزار فرشتے قیامت تک رویا کرتے اور کیون خود خدای تعالی کو منظور ہوتا اور پھر کیون آپ حکم کرتا بلکہ رونا عبادت ہے اور صاف ظاہر ہے کہ خداتعالی کو اوس غریب الوطن مقتول بدرد و محن کے اوپر

رونا پسند ہے بہائیو اگر تمکو میری کہنے پر یقین نہ ہو تو تم غنیۃ الطالبین کو جو اہلسنت کی
بڑی مستند اور معتمد کتاب ہے اوٹہاؤ اور دیکہو کہ ابی نصر سے باسنادہ کیا روایت
مرقوم ہے اوسمین تم یہہ لکہا پاؤگے قال ہبط علی قبر حسین بن علی علیہما السلام
یوم اصیب سبعون الف ملک یبکون علیہ الی یوم القیمۃ یعنے قبر حسین بن علی
علیہما السلام پر روز شہادت حضرت کے ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے جو کہ حضرت
روتے ہین اور روز قیامت تک روویں گے انتہی بہلا کیا ملائکہ بہی رافضی ہین
کہان تک حزن وغم منع کیا جاویگا اور لطف یہہ ہے کہ آپ ہی صاحبون کے زبان
یہہ ہے ثابت ہوتا جاتا ہے کہ فرشتے روئے رسول روئے امام روئے رونیکا حکم
حیران ہین اور سرگردان کہ کیون رونا امام حسین علیہ السلام پر منع ہے ملائکہ کیا ایک
مین تہلکہ پڑگیا آسمان رویا تمام دنیا مین خون ہی خون ہوگیا زمین نے خون کا جوش
پہاڑون سے پتہرون سے ایسا سانحہ پیش آیا چنانچہ صحیح مسلم مین جو اخت
صحیح بخاری ہے اور جسپر عمل کرنیکے واسطے رسول خدا نے حکم دیا ہے جیسا کہ
درثمین فی مبشرات النبی الامین شاہ ولی اللہ دہلوی مین ہے اور بعض کے نزد
صحیح بخاری سے بہی بڑہ کر ہے جیسا کہ تدریب سیوطی مین ہے زیر تفسیر آیہ فمابکت
علیہ السماء والارض مین لکہا ہے قال لما قتل الحسین بن علی بکت السماء وبکاءہا
یعنے جب حسین بن علی شہید ہوی تو آسمان اون پر رویا اور رونا اوسکا سرخی ا
اور سنئے صواعق محرقہ ابن حجر مکی ہیثمی مین جسکے توثیق گذر چکے یہہ مرقوم ہے ذکر
الحافظ فی کتاب دلائل النبوۃ عن نضرۃ الازدیہ انہا قالت لما قتل الحسین
بن علی امطرت السماء دما فاصبحنا فجبابنا وجرارنا مملوۃ دما وکذا روی
احادیث غیر ہذا ومما ظہر یوم قتلہ من الآیات ان السماء اسودت اسود

[illegible]

غطیتمات حتے رایت النجوم نہارا ولم یرفع حجر الا وجد تحتہ دم عبیط ملخص اس
عبارت کا یہہ ہے کہ حافظ ابونعیم نے کتاب دلائل نبوۃ مین بصرہ ازدیہ سے
نقل کیا ہے کہ جب حسین بن علی علیہ السلام شہید ہوئے تو آسمان سے
خون برسا پس صبح کو ہم نے دیکھا کہ برتن ہمارے خون سے بھری ہوئی ہین
اور ایسا ہی اور احادیث مین وارد ہوا ہے اور اون عجیب امرون سے
جو روز شہادت ظاہر ہوئے ایک یہہ ہے کہ آسمان نہایت تیرہ و تاریک
ہو گیا یہانتک کہ دن مین تاری نظر آنی لگی اوس روز جس پتھر کو اٹھاتی تھے
خون تازہ اوسکے نیچے پاتے تھے اور اوسی صواعق محرقہ مین یہ مرقوم ہے

واخرج الثعلبی ان السماء بکت وبکاؤہا حمرتہا وقال غیرہ احمرت افاق السماء
ستہ اشہر بعد قتلہ ثم لازالت الحمرۃ تری بعد ذلک وان ابن سیرین قال
اخبرنا ان الحمرۃ التی مع الشفق لم یکن حتے قتل الحسین وذکر ابن سعد ان
ہذہ الحمرۃ لم تر فے السماء قبل قتلہ یعنی ثعلبی نے روایت کی ہے کہ آسمان نے
گریہ کیا اور گریہ اوسکا سرخی اوسکی ہے۔ اور یہہ بھی روایت کی گئی ہے
کہ آفاق آسمان بعد شہادت حسین علی چھہ مہینے تک سرخ رہا پھر ہمیشہ سرخی
بعد اسکی دیکھی گئی اور ابن سیرین نے کہا ہے کہ سرخی شفق کی قبل شہادت
آنحضرت نہ تھی اور سعد نے بھی کہا ہے کہ یہ سرخی آسمان مین قبل شہادت
حضرت نہین دیکھی گئی انتہی۔ اور صواعق مین یہہ بھی ہے اخرج عثمان بن
ابی شیبہ ان السماء مکثت بعد قتلہ سبعۃ ایام یری علی الحیطان کانہا
ملاحف معصفرۃ من شدۃ حمرتہا وضربت الکواکب بعضہا بعضا خلاصہ اسکا
یہہ ہے کہ بعد شہادت آنحضرت سات روز تک دیواریں شدت سرخی سے

سرخ چادرین معلوم ہوتے تھین اور ستارے باہمدیگر ٹکراتی تھے الغرض
غرضکہ عجیب عجیب آیات اور مشاہدات شہادت امام حسین علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے ظاہر ہوئے دو ایک روایتین اور اوسے صواعق وغیرہ
اسمقام پر نقل کرتا ہون جسسے بوضوح ثابت ہوگا کہ کتنی عبرت اور کتنا غم
ساری جہان مین پڑگیا صواعق مین ہے نقل ابن جوزی عن ابن سیرین
ان الدنیا اظلمت ثلثۃ ایام ثم ظہرت الحمرۃ فی السماء قال ابوسعید ما رفع
حجر من الدنیا الا وتحتہ دم عبیط ولقد مطرت السماء وما بقی اثرہ فی البدن
مدۃ حتے انقطعت یعنی ابن جوزی نے ابن سیرین سے نقل کیا ہے
کہ دنیا تین روز تک تاریک رہے اور پہر آسمان مین سرخی ظاہر ہوئی
ابوسعید نے بیان کیا ہے کہ دنیان مین کوئی پتھر نہ اوٹھایا جسکے نیچے سے
خون تازہ نہ نکلا اور آسمان سے خون برسا اور مدت تک اوسکا اثر
لباس مین باقی رہا اور یہی اوسی مین ہے ۔ واخرج الثعلبی و ابونعیم
مامر من انہم مطروا دما زاد ابونعیم فاصبحنا وحبابنا وجرارنا مملوۃ دما وفی روایۃ
انہ مطر کالدم علی البیوت والجدر بخراسان والشام والکوفۃ وانہ لما جیٔ
براس الحسین الی دار زیاد سالت حیطانہا دما یعنے اور ثعلبی اور ابونعیم نے
بھی روایت کی ہے کہ خون برسا اور ابونعیم نے یہہ بھی زیادہ کیا ہے کہ
صبح کو دیکھا تو پایا کہ ہمارے ظرف خون سے مملو ہیں اور ایک روایت مین ہے
کہ گہرون اور دیوارون پر خراسان و شام و کوفہ کے خون برسا اور جب
سر مبارک کو زیاد کی گہر مین لیگئے تو اوسکے دیوارون سے خون جاری
ہوا تہا اور ایک یہہ بھی روایت ہے جو صواعق سے بیان کی جاتی ہے

ظہور امر عجیبہ پر دلالت کرتے ہیں و اخرج ابو الشیخ ان الورس الذی کان فی
عسکرہم تحول رماداً وکان فی کافلۃ من الیمن یرید العراق فوافقہم حین قتلہ
وحکی عن ابن عیینہ عن جدتہ ان جمالا ممن انقلب ورسہ رماداً اخبرہا بذلک
ونحروا ناقۃ فی عسکرہم وکان یرون فی لحمہا مثل النیران فطبخوہا فصارت
مثل العلقمہ وان السماء احمرت لقتلہ وانکسفت الشمس حتی بدت
الکواکب نصف النہار وظن الناس ان القیمتہ قد قامت ولم یرفع حجر
فی الشام الا رئی تحتہ دم عبیط خلاصہ اس روایت کا یہ ہے کہ ورس
جو ایک قسم کی سرخ گھاس ہے جتنی اونکی لشکر مین تھی خاک ہو گئی اور ابن
عیینہ نے بھی یہی روایت کی ہے اور یہی منقول ہے کہ لوگون نے
لشکر مین ایک ناقہ کو نحر کیا تو اوسکے گوشت مین چنگاریان اور شراری آگ کے
معلوم ہونے لگے اور جب اوسکو پکایا تو وہ کڑوا مثل اندرائن کے ہو گیا
اور آسمان حضرت کی شہادت سے سرخ ہوا اور آفتاب کو گہن لگا یہانتک
کہ دوپہر کو ستارے نظر آنے لگے اور گمان کیا گیا کہ قیامت قایم ہو گئے
اور کوئی پتھر شام مین ایسا نہ پایا کہ اٹھایا ہو اور اوسکی نیچے سے خون تازہ
نہ نکلا ہوا تھا ہے اور شاہ عبد العزیز صاحب نے سر الشہادتین مین اسے
مضمون کی روایتین نقل کی ہین اور یہہ لکھا ہے کہ اخرج البیہقی عن
علی بن مسہر قال حدثتنی جدتی قالت کنت ایام قتل الحسین جاریۃ شابۃ
فکانت السماء ایاما تبکی لہ یعنے بیہقی نے علی بن مسہر سے روایت کی ہے
کہ وہ کہتا ہے مینے اپنی دادی سے سنا کہ اوسنے بیان کیا مین جب کہ
امام حسین قتل ہوئے نوجوان لڑکی تھی سو چند روز آسمان امام علیہ السلام

خون رویا کیا انتہے علامہ صبان بھی اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفے
وفضائل اہل بیتہ الطاہرین مین یہہ روایت لکھتے ہین وکسفت الشمس
وقت قتلہ کسفتہ ابدت الکواکب نصف النہار واحمرت افاق السماء
ستتہ اشہر یری فیہا کالدم وقد قیل ان الحمرۃ التی فے الشفق من آثار
ذلک وانہا لم تکن قبل قتل الحسین قیل وحکمتہ ذلک ان الغضبت لا
حمرۃ الوجہ والحق منزہ عن الجسمیتہ فاظہر تاثیر غضبہ علی من قتل الحسین
بحمرۃ الافق ومکثت الشمس سبعتہ ایام تری سے علے الحیطان کالملاحف المعصفرۃ
والکواکب یضرب بعضہا بعضا وقیل انہ لم یقلب حجر ببیت المقدس یومئذ
الا وجد تحتہ دم عبیط وکان سے عسکرہم ورس فصار رمادا ونحروا ناقتہ من
عسکرہم فصار وایرون فی لحمہا مثل النیران وطبخوہا فصارت کالعلقم ملخصا
یہہ ہے کہ وقت شہادت امام حسین علیہ السلام آفتاب کو اتنا گہن لگا کہ ستارے
دوپہر کو نظر آنی لگے اور آفاق آسمان چہہ ماہ تک سرخ رہا کہ اوسمین خون سا
خون معلوم ہوتا تہا اور کہا گیا ہے کہ سرخی شفق کی قبل شہادت امام حسین
علیہ السلام سے نہ تہی یہہ بھی کہا گیا ہے کہ حکمت اس سرخی کی یہہ ہے
کہ غصہ سے منہ پر سرخی آجاتی ہے اور خدائے تعالے جسمیت سے
منزہ اور مبرا ہے اسلئے اپنا غصہ اوس شخص پر جسنے حسین علیہ السلام کو
شہید کیا سرخی افق سے ظاہر کیا اور سات روز تک دیوارین مثل
سرخ چادرون کے معلوم ہوتی تہین اور ستارے اپس مین ٹکراتی تہے
اور کہا گیا ہے کہ بیت المقدس مین اوس روز کوئی پتہر نہ اوٹہایا گیا
مگر یہہ کہ اوسکے نیچے سے خون تازہ نکلا اور اونکی لشکر مین ورس تہے

وہ خاکستر ہوگئی اور ایک ناقہ جو لشکر مین نحر کیا تو اوسکے گوشت مین شرارے
آگ کی دیکھے گئے اور جب پکایا تو مثل اندرائن کے ہوگیا انتہے لیکن نوحہ کرنا
جنات کا پس وہ بھی بتصریح شیخ عبدالحق دہلوی سے رسالہ ماثبت بالسنة مین
ظاہر و باہر ہے اور علامہ صبان نے بھی اسعاف الراغبین مین لکھا ہے
وسمعت الجن تنوح علیه کما اخرجه ابونعیم وغیرہ یعنے جن کا نوحہ امام حسین ع پر
سنا گیا جیسا کہ ابونعیم وغیرہ نے روایت کی ہے انتہی اور تفصیل اسکے
دوسری فصل مین ہدیہ ناظرین ہوگے فانتظرہ لیکن اور آیات اور عجائبات
پس صواعق محرقہ مین ابن حجر مکی نے لکھا ہے اور عبدالعزیز نے بھی سر الشہادتین
مین باختلاف لفظ ذکر کیا ہے ۔ ولما قتلوہ بعثوا براسه الی یزید فنزلوا اول
مرحلة فجعلوا یشربون بالراس فبیناہم کذلک اذ خرجت علیہم من الحائط
ید معہا قلم من حدید فکتبت سطرا بدم شعر اترجو امة قتلت حسینا شفاعة
جدہ یوم الحساب ۔ فہربوا وترکوا الراس اخرجه منصور بن عمار وذکر غیرہ
ان ہذا البیت وجد بحجر قبل مبعثه صلی اللہ علیه وسلم بثلثمائة سنة وانه مکتوب
فی کنیسة من ارض الروم لایدری من کتبه یعنے جب ملاعنہ نے حضرت کو
شہید کیا تو سر مبارک یزید کے جانب لیچلے اور پہلی منزل پہ جا کر اوترے
اور سر مبارک کی لانیکی خوشی مین شرابین پینے لگے کہ اتنی ہی مین دیوار مین سے
ایک ہاتھ نکلا کہ جسمین ایک لوہی کا قلم تہا اور ایک سطر خون سے لکھی جسکا
مضمون یہہ ہے ؎ اری لوگو تو اسا قتل کر کے شفاعت کی رکھو نانا سے
خواہش پس اسکو دیکھہ کر بہاگ گئے اور سر مبارک کو چہوڑ دیا اسکو
منصور ابن عمار نے روایت کیا ہے لیکن ایک اور شخص نے یہہ بیان کیا ہے

خون رویا کیا انتہے علامہ صبان بھی اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفےٰ
وفضائل اہل بیتہ الطاہرین مین یہہ روایت لکھتے ہین وکسفت الشمس
وقت قتلہ کسفتہ ابدت الکواکب نصف النہار واحمرت افاق السماء
ستۃ اشہر یری فیہا کالدم وقد قیل ان الحمرۃ التی فی الشفق من آثار
ذلک وانہا لم تک تبل قتل الحسین قیل وحکمتہ ذلک ان الغضبت لوثر
حمرۃ الوجہ والحق منزہ عن الجسمیتہ فاظہر تاثیر غضبہ علی من قتل الحسین
بحمرۃ الافق ومکثت الشمس سبعۃ ایام تری علی الحیطان کالملاحف المعصفرۃ
والکواکب یضرب بعضہا بعضا وقیل انہ لم یقلب حجر ببیت المقدس یومئذ
الا وجد تحتہ دم عبیط وکان فی عسکرہم ورس فصار رمادًا ونحروا ناقتہ فی
عسکرہم فصاروا یرون فی لحمہا مثل النیران وطبخوہا فصارت کالعلقم ملخص
یہہ ہے کہ وقت شہادت امام حسین علیہ السلام آفتاب کو اتنا گہن لگا کہ ستارے
دوپہر کو نظر آنے لگے اور آفاق آسمان چھہ ماہ تک سرخ رہا کہ اوسمین خون ہے
خون معلوم ہوتا تہا اور کہا گیا ہے کہ سرخی شفق کی قبل شہادت امام حسین
علیہ السلام کے نہتی یہہ بھی کہا گیا ہے کہ حکمت اس سرخی کی یہہ ہے
کہ غصہ سے منہ پر سرخی آجاتی ہے اور خدائے تعالے جسمیت سے
منزہ اور مبرا ہے اسلئے اپنا غصہ اوس شخص پر جسنے حسین علیہ السلام کو
شہید کیا سرخی افق سے ظاہر کیا اور سات روز تک دیوارین مثل
سرخ چادرون کے معلوم ہوتی تہین اور ستارے آپس مین ٹکراتے تہے
اور کہا گیا ہے کہ بیت المقدس مین اوس روز کوئی پتہر نہ اوٹہایا گیا
مگر یہہ کہ اوسکے نیچے سے خون تازہ نکلا اور اونکے لشکر مین ورس تہے

وہ خاکستر ہو گئی اور ایک ناقہ جو لشکر میں نحر کیا تو اوسکے گوشت میں شرازی
آگ کو دیکھے گا اور جب پکایا تو مثل اندرائن کے ہو گیا انتہے لیکن نوحہ کرنا
جنات کا پس وہ بھی تصریح شیخ عبد الحق دہلوی سے رسالہ ما ثبت با لسنہ سے
ظاہر و باہر ہے اور علامہ صبان نے بھی اسعاف الراغبین میں لکھا ہے
وسمعت الجن تنوح علیہ کما اخرجہ ابو نعیم وغیرہ یعنے جن کا نوحہ امام حسین ع پر
سنا گیا جیسا کہ ابو نعیم وغیرہ نے روایت کی ہے انتہی اور تفصیل اسکے
دوسری فصل میں ہدیہ ناظرین ہوگے فانتظرہ لیکن اور آیات اور عجائبات
پس صواعق محرقہ میں ابن حجر مکی نے لکھا ہے اور عبد العزیز نے بھی السر الشہادتین
میں باختلاف لفظ ذکر کیا ہے ۔ ولما قتلوہ بعثوا برأسہ الی یزید فنزلوا اول
مرحلۃ فجعلوا یشربون بالرأس فبینما ہم کذلک اذ خرجت علیہم من الحائط
ید معہا قلم من حدید فکتبت سطرا بدم شعر اترجوا امۃ قتلت حسینا شفاعۃ
جدہ یوم الحساب ۵ فہربوا وترکوا الرأس اخرجہ منصور بن عمار وذکر غیرہ
ان ہذا البیت وجد بحجر قبل مبعثہ صلی اللہ علیہ وسلم بثلثمائۃ سنۃ وانہ مکتوب
فی کنیسۃ من ارض الروم لا یدری من کتبہ یعنے جب ملاعنہ نے حضرت کو
شہید کیا تو سر مبارک یزید کے جانب لیچلے اور پہلی منزل پر جا کر اوترے
اور سر مبارک کی لانیکی خوشی میں شراب پینے لگے کہ اتنے ہی میں دیوار میں سے
ایک ہاتھ نکلا کہ جسمیں ایک لوہے کا قلم تہا اور ایک سطر خون سے لکھی جسکا
مضمون یہہ ہے ۔ اری لوگو تم اسا قتل کر کے شفاعت کی رکھو تمنا ہے
خواہش پس اسکو دیکھکر بہاگ گئے اور سر مبارک کو چہوڑ دیا اسکو
منصور ابن عمار نے روایت کیا ہے لیکن ایک اور شخص نے یہہ بیان کیا ہے

کہ یہہ بیت ایک پتھر پر تین سو برس پیشتر بعثت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے
پائی گئی اور روم کے ایک کنیسہ مین یہہ لکہی ہوی ہے نہ معلوم کہ کسنی اسکو لکہا ہے
انتہےٰ اور اسعاف الراغبین مین بھی یہہ ہی روایت مختلف اللفظ و متفق المعنی
مثبوت ہے بعد اسکے اسی کتاب مین اور سر الشہادتین مین لکہا ہے وروے

ابن خالویہ عن الاعمش عن منہال بن عمرو الاسدی قال واللہ رایت راس
الحسین حین حمل وانا بدمشق وبین یدیہ رجل یقرء سورۃ الکہف حتے بلغ ام حسبت
ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا فنطق الراس الشریف بلسان عربی

فصیح فقال عجبا اعجب من اصحاب الکہف قتلی وحملی یعنے منہال بن عمرو اسدی سے
کہتے ہین کہ قسم ہے خدا کی مینے سر مبارک حسین کو دیکہا جب اوٹھایا گیا اور سامنے
اوسکے ایک شخص سورہ کہف پڑہتا تہا جب وہ اس آیت پر پہنچا جسکا مضمون یہہ ہے
کہ آیا تو نے اصحاب کہف اور رقیم کو ہماری نشانیون سے عجیب جانا تو سر اقدس
بزبان فصیح عربی گویا ہوا اور آواز سے فرمایا کہ اعجب من اصحاب الکہف قتلی
وحملی میرا قتل اور میرا اوٹہایا جانا اصحاب کہف سے زیادہ تعجب انگیز ہے انتہی
کیا یہہ ہی فقرہ سننے والونکی لئے جان کہونے والا نہین ہے رونا ضبط ہے
کیونکر ہوسکتا ہے شیعہ کچہہ خلاف نہین کرتے روتے ہین ترک لذت
کرتے ہین خاک پر سوتے ہین سبیلین رکہتے ہین نذر و نیاز کا کہانا فقرا کو غربا کو
مومنین کو تقسیم کرتے ہین اور یہہ سب کہانے سے ناجائز ہین تعصب کا
کچہہ ذکر نہین ہے ای حضرات بالیقین اگر تحقیق کرو اور ڈہونڈو تو رسالتمآب
اور عمائد اور کبار کا رونا اور بیقرار ہونا تو واضح ہے ہی لیکن تمہاری علماء
اور پیر بھی ایسا ہی کرتے تہے واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

حضرات منکرین خیال کرو اخبار الاخیار مین شیخ عبد الحق دہلوی کہتے ہین
وشیخ احمد محمد شیبانی بغایت محبت خاندان نبوت علیہم السلام والتحیۃ
موصوف بودہ برطریقہ پیر خود گویند کہ در عشرہ عاشورا و دوازدہ روز اول
ربیع الاول جامہ نو و جامہ شستہ نپوشیدی و در لیالی این ایام جز بخاک
نہ خفتی و در مقابر سادات معتکف شدی و ہر روز بقدر امکان بروح حضرت
رسالت و ارواح خاندان مطہر تو سیع طعام میکردی و چون روز عاشورا
شدی کوزہای نو از شربت پر کردی و بر سر خود نہادی و بدر خانہ سادات
رفتی و یتیمان و فقیران ایشان را بخورانیدی و دران ایام چندان گریستی
کہ گویا آن واقعہ در حضور او شدہ است و چون آواز نالہ و فریاد نسا و دختران
کہ در ایام عاشورا متعارف این دیار است بگوش او رسیدی خون
از چشم باریدی انتہی۔ ترجمہ بھی اردو مین بنا بر رفاہ عام لکھا جاتا ہے
شیخ احمد محمد شیبانی نہایت محبت خاندان نبوت علیہ السلام والتحیۃ کے
موصوف ہے اور کہتے ہین کہ اپنے پیر کے طریقہ پر عاشورا کے عشرہ مین
اور ربیع الاول کے پہلے بارہ دنو مین نیا کپڑا اور دہولا ہوا نہ پہنتے تھے
اور ان دنو نکی راتون مین سوائے خاک کے کسی جگہہ نہ سوتے اور مقابر
سادات مین گوشہ نشین ہوتے اور ہر روز بقدر امکان روح حضرت رسالت
و ارواح خاندان مطہر کے لئے کہانا خرچ کرتے اور جب دسوین تاریخ محرم کی
ہوتی تو نئی کوزی شربت سے بہرتے اور اپنی سر پر رکہتے اور سادات
کے دروازے پر جاتے اور یتیمون اور فقیرونکو پلاتے اور ان دنو مین اتنا روتے
تھے کہ گویا وہ واقعہ انکی سامنے ہوا ہے اور جب کہ آواز نالہ و فریاد کے

عورتون اور لڑکیون کیطرح کہ ان عاشوراکے دنون مین اسس دیار مین مشہور
ومتعارف ہے اونکی کان تک پہنچتی تو خون اونکے آنکہونسے برستا تہے
دیکہی یہہ شیخ احمد محمد شیبانی اور اونکے پیر کیسے منصف تہی اور کیا کیا باتین
بجالاتے تہی بالکل شیعہ آجکل بہی کرتے ہین اور کچہہ بہی روایت نہین
بہت سی حکایتین ایسی ہین جنسے ظاہر ہوتا ہے کہ اکثر مصنفین اہل سنت عزاداری
عاشورا کرتے تہی چنانچہ ملا عبد الجلیل رازی نے کتاب نقض الفضائح مین
کہا ہے کہ خواصہ سنی نے اس فصل مین اور اور موقعون پر بطریق تشنیع ذکر
کیا ہے کہ یہہ لوگ روز عاشورا جزع اور فزع ظاہر کرتے ہین اور عزاداری
برپا اور مصیبت شہداے کربلا کی تازہ کرتے ہین اور منبرون پر قصہ شہادت کو
پڑہتے ہین اور علما سر برہنہ ہوتے ہین اور عوام کپڑے چاک کرتی ہین
اور عورتین منہ نوچتی ہین اور بال اوکہاڑتی ہین ان امور کو اوسنی تہمت
و بدعت سے منسوب کیا ہے اور ناپسندیدہ جانا ہے اور یہہ نہایت بغض
آل رسول ع اور شدت عداوت اولاد بتول سے ہی اور جواب اسکا یہہ ہے
کہ سب کو معلوم ہے بزرگون اور معتبر اصحاب ابی حنیفہ و شافعی و علماء و فقہاء
و طوائف امم نے خلفا عن سلف اس سنت پر رعایت کی ہے اور یہہ طریقہ
مرعی سمجہا ہے اولا خود شافعی نے جسنے مذہب کی اصل ہے مصیبت امام حسین
اور شہداے کربلا مین بہت مرثیے کہے ہین اور اصحاب ابوحنیفہ و شافعی سے
مرثیے شہیدان کربلا مین بلا نہایت اور بیشمار ہین پس اگر تشنیع اور طعن بسبب
مرثیہ کہنے کے ہے تو ابوحنیفہ اور اونکے اصحاب پر بہی ہے اب جو بعد اسکے
دیکہین تو جاننا چاہیئے کہ خواجہ منصور بادشاہ اصفہان اپنی وقت مین مذہب

اہلسنت کا مقتدا ہوا ہے ہر سال روز عاشورا تعزیت سید الشہدا میں نوحہ وزاری اور فریاد رکہتا تہا جو وہان گیا ہوا وسنی دیکہا اور جاناہوگا اور بغداد مین جو کہ مدینۃ الاسلام اور مقر خلفاء عباسیہ کا تہا خواجہ علی غزنوی حنفی یہہ تعزیہ اسطرح سے رکہتا تہا کہ روز عاشورا کو لعنت مین سفیانیون کے مبالغہ کرتا ایک سائل اوٹہا اور اوسنے پوچہا کہ تو معاویہ کے معاملہ مین کیا کہتا ہے اوسنے باواز بلند کہا کہ ای مسلمانو یہہ شخص علی سے پوچہتا ہے کہ معاویہ کے نسبت تو کیا کہتا ہے پس جاننا چاہی کہ علی معاویہ کو کیا کہتا ہے اور امیر عباد سے کہ علامہ روزگار اور خواجہ معنی و سخن تہا خلیفہ عباسی المقتفی لامر اللہ کے حضور مین پوچہا کہ کل روز عاشورا ہے تو معاویہ کے حق مین کیا کہتا ہے اوسنے جواب ندیا سائل نے تین مرتبہ اسی سوال کو بتکرار بیان کیا تیسرے سوال کے جواب مین اوسنے کہا کہ ای خواجہ تو سوال ہم پوچہتا ہے مجکو معلوم نہین کہ کون سے معاویہ کو کہتا ہے کیا اوسی معاویہ کو جسنے مصطفےٰ کے دانت کو توڑا اور جسکی مان نے حمزہ کا جگر چابا اور جسنے بیس اور کچہہ زیادہ مہینہ اور لبہولے تو بہی مرتبہ تیغ جناب امیر پر کہینچی اور جسکے بیٹے نے امام حسین کا سر کاٹا ای مسلمانو تم اسی معاویہ کو کیا کہتے ہو جتنی آدمی کہ اوسوقت مجلس مین حنفی شافعی سنی شیعی موجود تہے سب نے معاویہ پر لعنت و نفرین سے اور تعزیت ماتم داری امام حسین علیہ السلام کی نوحہ و فریاد سے ساتہہ ہر موسم عاشورا مین میان بغداد تازہ ہوتی اور ہمدان مین اگرچہ فرقہ شیعہ غلبہ رکہتا ہے لیکن رایت سلطان اور لشکر ترکون کے وجہہ سے ہر سال مجد الدین مذکور ہمدانی سنی موسم عاشورا مین تعزیت

اسطرح قایم کی کہ قمیون کو تعجب آیا اور خواجہ امام نجم الدین ابو المعالی بن
ابی القاسم رازی نیشاپوری باوجودیکہ حنفی مذہب تہا لیکن تعزیہ بوجہ کمال
ونہایت رکہتا تہا اور دستار سر سے علحدہ کرتا اور نوحہ کرتا خاک اپنی
اوپر ڈالتا اور بہت فریاد حد سے زیادہ کرتا رستے ہین جو اجہات بلاد عالم
سے ہی معلوم ہی ہے کہ شیخ ابو الفتوح نصرابادی اور خواجہ محمود حدادی
حنفی وغیرہم نے کاروان سرائے کوشک اور مساجد ترکمین روز عاشورا
کو ذکر کربت و غربت اہلبیت ع اور لعنت ظالمان سے کیا کیا ہے اور اس
زمانہ مین بہی خواجہ امام شرف الائمہ ابو نصر اسنجانی ہر عاشورا کو اُمرا
اور ترک اور خواجون اور حنفیون کے سامنے بیان کرتا ہے اور سب
اوسکی موافقت کرتے ہین اور مدد سے پیش آتے ہین وہ اس قصہ کو خود
اسطرح سے بیان کرتا ہے کہ اور لوگ نہین جانتی اور نہین کہتے بلکہ
اور خواجہ ابو منصور کو جو اصحاب مین ہے اور مقدم ہے رَی مین حاضر ہوتے
وقت لوگون نے دیکہا ہے تہا کہ کس طریقہ سے روز عاشورا اس قصہ کو
بیان کیا اور معاویہ کو باغی بنایا اور خواجہ اور قاضی عمدہ سنائی حنفی نے
جو صاحب سخن معروف ہے جامع طغرل مین بیس ہزار لوگون کے
روبرو اس قصہ کو اسطرح سے کہا اور یہہ عزاداری اور ماتم داری اس
نوع سے کی اور سر برہنہ اور کپڑی یون دریدہ کئے کہ پہلے ایسا نکیا تہا
اور خواجہ تاج اشعری حنفی نیشاپوری کو روز عاشورا بعد نماز کے جامع عتیق
مین دیکہا کہ ۵۵۵ھ مین باجازت قاضی اُمرا و کبرا کے سامنے کسقدر آئین
مبالغہ کیا انتہے اور یہہ مصنف کتاب مذکور شواہد روشیوالون اور نوحہ

کرنیوالون کے لکھتا چلا جاتا ہے بعد اسکے کہتا ہے کہ اگر ان علما اور فضلا
سنّی نے یہہ امر تقیّہ شیعہ خوف سے ترکون اور سلطان کے کیا تو موافقت
رافضیون کی سے ہے اور اگر باعتقاد کرتے ہین تو خواجہ کا نقصان ہے اور اگر
سب حنفی اور شافعی اور شیعی اہلبیت کے متابعت کہتے ہین تو معلوم
ہوتا ہے کہ خواجہ ان تینون مذہبون سے بیزار ہے نہ کہ صرف مذہب شیعہ سے
اور خارجی ہے پس چاہیکہ جورستان اور لرستان مین جاوی جہان غلبہ
خارجیون کا ہے اور عزاداری حسین بن علی کی کرنا متابعت قول خدا
کی ہے چنانچہ فرمایا ہے قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربی
اور موافق قول محمد مصطفےٰ کے ہی جیسا کہا ہے کہ من بکی علی الحسین او تباکی وجبت
لہ الجنۃ تا کہ کہنے والا اور سننے والا رحمت خدا تعالی مین ہووے اور منکر
اسکا نہین ہوتا ہے مگر منافق اور مبتدع اور ضال اور گمراہ اور خارجی و
دشمن آل رسول انتہی بتغیر یسیر آی منکرین عزای امام حسین روحی فداہ
ونفسی وقاہ متقدمین کو احادیث کو روایات کو دیکھو غم امام حسین سے
سب جگر چاک ہین اکبر عالم انسان سے ہے کیا رسول امام ملائک سب
غمناک ہین تم کلمہ رسول پڑھتے ہو آپ کو مطیع خاندان عصمت
وطہارت جانتے ہو اور انکی خوشی مین خوشی اور غمی مین غم سے مانع
ہوتے ہو حیف صد حیف سے میری تربت پہ سب روئے نہ رویا پر وہ
سنگین دل یہ تعجب ہے دو آنسو بھی نہ چشم یار مین آئے

دوسری فصل مرثیہ اور نوحہ کے بیان مین

یعنے مرثیہ کہنا میت وشہید کے لئے اور نوحہ کرنا اس طریقہ سے جو متعارف ہے

کہ اشعار میت کے حال سے پڑہے جاوین اور اونکو یاد کرکے رویا جاوے
درست ہے یا نہین پس جاننا چاہیئے کہ مرثیہ اور نوحہ کرنا میت پر جائز ہے شواہد
اسکے خارج از احصا ہین اونسے خوب ثابت ہوتا ہے کہ بہت سے عظما
وکبرا میت پر اشعار پڑہ پڑہ کر اور کہہ کہہ کر روئے ہین علاوہ بران
جبکہ مطلق رونا میت پر ثابت ہوگیا تو کچہ حاجت نہین ہے کہ اثبات اسکا
کیا جاوے کیونکہ جس طور سے چاہین اوسکے حالات نثر مین خواہ نظم مین
بیان کرکے رولین ہان اوس وقت مین شاید یہہ ضرورت ہو کہ نظم اور شعر کہنا
اور پڑہنا درست ہے یا نہین سو اوسکو ہم پہلے اسکے کہ شواہد مرثیہ
پڑہنے والونکی معرض بیان مین لاوین ثابت کئے دیتے ہین اگرچہ یہہ
مرثیہ جو عمائد اور کبرا کے بیان ہونگے مثبت اسکے ہین لیکن علحدہ
بحث اسکے مختصراً لکہی جاتی ہے تاکہ اعتراض مرثیہ کہنے اور پڑہنیکا
رفع ہوجاوے ۔ مخفی نرہے کہ جو کچہ آیات کلام مجید وفرقان حمید مین
مثل الشعراء یتبعہم الغاوون الخ وغیرہ کے نازل ہوئے ہین وہ شعرا
کفار کے حق مین ہے جو حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی ہجو
کرتے تہے نہ کہ شعراء مسلمین کے شان مین کیونکہ صحیح بخاری مین
مذکور ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا ان من الشعر لحکمۃ شیخ عبد الحق
ترجمہ مین کہتے ہین بعض از شعرہا است کہ متضمن علم وحکمت است
فی الصراح حکمت دانستن حقیقت ہمہ چیزے حکیم دانا و دراست کار خداوند
حکمت حکما جمع احکام بکسر ہمزہ استوار کردن کار برا استحکام استوار
شدن وباز داشتہ سفلہ را از سفاہت وحکمۃ لغتین فاہم و منع کرد

از بدی سکے او اینحدیث دلالت کند برآنکه مراد از حدیث ان من البیان
سحرا مدح بیان است چنانکه اینجا مدح بعضی از اشعار که متضمن علم وحکمت است
وموعظہ ونصیحت باشد میکند وہر دو کلام در حدیث قرین یکدیگر مذکور شدہ
اند چنانچہ در آخر فصل ثانی بیاید وبعض گفتہ اند کہ این ہر دو فقرہ است بر کسیکہ
گمان می برد کہ بیان مطلقا محمود است وشعر ہمہ حال مذموم پس فرمود
نہ اینچنین است بعضے بیانہا مذموم مشابہ سحر وبعضی شعرہا محمود ومتضمن حکمت انتہی
اور نووی نے شرح صحیح مسلم مین بیان کیا ہے وقال العلماء کافۃ
ہو مباح مالم یکن فیہ فحش اونحوہ قالوا وہو کلام حسنہ حسن وقبیحہ قبیح وہذا
ہو الصواب وقد سمع رسول اللہ الشعر واستنشدہ وامر بہ حسان علی ہجاء
المشرکین وانشدہ اصحابہ بحضرتہ فی الاسفار وغیرہا وانشدہ الخلفاء
ائمۃ الصحابۃ وفضلاء السلف ولم ینکرہ احد منہم علی اطلاقہ وانما
انکروا المذموم منہ وہو الفحش۔ حاصل اسکا یہہ ہے کہ علما نے کہا ہے
کہ شعر مباح ہے جبتک کہ اوسمین فحش یا مثل اوسکا نہ ہو اور یہہ بہی
کہا ہے کہ اچہا ہونا اوسکا اچہا ہے اور برائی اوسکی بری ہے
اور یہی صواب ہے اور تحقیق کہ پیغمبر خدا نے شعر کو سنا اور سنا اور کہا
اور شعر کہنے کا مشرکین کے ہجو مین حسان کو حکم فرمایا اور اصحاب نے
سفر وغیرہ مین حضرت کے سامنے شعر کہے اور خلفاء وفضلاء وغیرہ نے
بہی شعر کہے ہین اور مطلق شعر کہنے کو کسی نے منع نہین کیا ہان بیشک مذموم کا
جو کہ فحش ہو انکار کیا ہے انتہی اس بیان صریح سے واضح ہے
کہ خود حضرت نے شعر کہنے کا حکم کیا اور سنی چنانچہ مشکوۃ مین بہی مسطور ہے

کہ رسول خدا نے ابن سیرین کے باپ سے کہا کہ تجہی کچہ شعر امیہ بن صلت کے
یاد ہین اوسنی کہا ہان فرمایا پڑہ پس اوہنون نے ایک شعر پڑہا حضرت نے فرمایا
کہ اور پڑہ یہانتک کہ سو شعر پڑہی شیخ عبد الحق دہلوی کہتے ہین ازینجا معلوم
می شود کہ شنیدن شعر کہ متضمن علم باشد سنت است اگرچہ قائل آن کافر
یا فاسق باشد انتہی اگرچہ تصریح اور اثبات اس امر کا کہ شعر کہنا ممنوع و مذموم
نہین ہے نہ ایسا ہے کہ محتاج بدلائل و براہین ہو کیونکہ بہت سے کتب سے
ثابت ہے کہ خود حضرت نے سنا اور خود سننے کا اشارہ فرمایا چنانچہ مشکوٰۃ مین
برابر تصریح ہے صحیح بخاری شاہد صادق ہے کعب بن زہیر کا قصیدہ
بانت سعاد مشہور ہے جسپر حضرت نے نہایت انعام و اکرام اور خلعت
عطا فرمایا تہا کما صرح بہ ارباب السیر۔ جناب ابوبکر و عمر بہی شعر کہتی تہے
چنانچہ تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی اور محاضرات راغب اصفہانی سے
ظاہر ہے جناب امام حسین علیہ السلام نے خود یوم عاشورا لشکر مین
جاکر یہہ اشعار پڑہے جیساکہ صواعق محرقہ ابن حجر مکی مین صفحہ ۱۱۶ پر
لکہا ہے۔ انا ابن علی الخیر من آل ہاشم ٭ کفانی بہذا مفخر حین افخر ٭
وجدی رسول اللہ اکرم من مشی ٭ ونحن سراج اللہ فی الناس یزہر ٭
وفاطمۃ امی سلالۃ احمد ٭ وعمی یدعی ذا الجناحین جعفر ٭ وفینا کتاب اللہ
انزل صادقا ٭ وفینا الہدی والوحی والخیر یذکر ٭ ان اشعار کو مولوی
سلامت اللہ نے بہی تحریر الشہادتین مین لکہا ہے لیکن سب سی گذر کر
ہم اسمقام پر احوال حسان بن ثابت کا بیان کرتے ہین جو خاص حضرت کے
شاعر تہے اور جناب اونکا شعر اکثر سنتی تہے اور خود شعر کہنے کا حکم فرماتی

مشکوۃ وغیرہ مین مذکور ہے کہ حضرت نے حسان شاعر سے فرمایا کہ
جبرئیل تیرے ساتھ ہے اور یہہ بھی رسول اللہ حسان سے فرمایا کرتے
تھے کہ اللہم ایدہ بروح القدس بارالہا حسان کے روح القدس سے
تائید کر اور پیغمبر خدا نے مسجد مین منبر حسان کے لئے رکھدیا تھا کیونکہ
وہ مفاخرت رسول اللہ سے وہان کرتے تھے اور اکثر حضرت نے
حکم اشعار کہنے کا فرمایا چنانچہ دیوان حسان بن ثابت جو چھاپ شدہ موجود ہے
اوسمین لکھا ہے کہ حضرت نے حسان سے ابوحارث بن سفیان کی ہجو کے
مقابل مین شعر کہنے کا حکم فرمایا پس اونہون نے یہہ شعر کہے ہجوت
محمدا فاجبت عنہ ۞ وعند اللہ فی ذاک الجزاء الخ اور جب کہ یہہ ثابت
ہو گیا کہ شعر کہنا کسیطرح قبیح نہین تو اب خیال کرنا چاہئے کہ آیا مرثیہ کہنا
برا ہے یا نہین پس اول تو یہی بینہ واثق وشاہد صادق ہے کہ نہین
حسان نے بہت سے مرثیے کہے چنانچہ خود رسالتمآب پر کہا عمر بن خطاب
وعثمان بن عفان وخبیب ابن عدی واصحاب رجیع وحارث جفنی واہل موتہ
وحمزہ وجعفر بن ابی طالب ودیگر دیگر کے مرثیے دیوان حسان مین موجود
ہین کوئی اسکا انکار نہین کرسکتا اور برابر یہہ امر عرب وعجم مین جاری
وساری ہے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے مدارج النبوۃ مین صفحہ ۶۴۴ پر
لکھا ہے اما شعرای آنحضرت صلعم از آنہا کہ دفع میکردند و بازمیداشتند
سر کافران را از اسلام واہل آن و در مدح رسول صلے اللہ علیہ وسلم
وہجو کفار لعنہم اللہ میکردند سہ کس شمردہ اند حسان بن ثابت وکعب بن
مالک وعبد الرحمن بن رواحہ صاحب روضۃ الاحباب میگوید کہ شاعر

وخادمان رسول اللہ از مردان صد و شصت تن بودند و از زنان دواز دہ
بودند انتہی دوسری یہہ کہ ہر ایک نے اہلبیت اور صحابہ مین سے مرثیہ
آن حضرت صلعم کے وفات مین کہا ہی چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی نے
مدارج النبوۃ مین صفحہ ۲۵ ۵ پر لکہا ہے وہر کدام از اہلبیت انحضرت و صحابہ
عظام مرثیہ در وفات انحضرت در سلک انتظام کشیدند الخ خود عمر بن
خطاب نے مرثیہ کہا چنانچہ اسی کتاب کے صفحہ ۵۷۶ پر مرقوم ہے
کہ عمر بن خطاب نے عروۃ بن مسعود کی شہادت مین مرثیہ کہا انتہی اور بہی
مدارج النبوۃ مین لکہا ہے کہ جب بعد از دفن انحضرت کے حضرت فاطمہ
زیارت قبر شریف کو گئین اور وہان کی خاک اُٹہا کر دیدہ ہائے پر رکہی
اور روئین اور یہہ شعر فرمائی ؎ ماذا علی من شم تربۃ احمد ٭ ان لا یشم
مدی الزمان غوالیا ٭ صبت علی مصائب لو انہا ٭ صبت علی الایام
صرن لیالیا ٭ اور بہی یہہ ہے کہ دوسری زیارت کے وقت یہہ شعر
فرمائی ؎ اذا اشتد شوقی زرت قبرک باکیا ٭ انوح و اشکو لا اراک
مجاوبی ٭ فیا ساکن الغبراء علمنی البکاء ٭ و ذکراک انسانی جمیع المصائب
فان کنت من عینی فی التراب غائبا ٭ فما کنت من قلبی الحزین بغائب
ترجمہ اسکا یہہ ہے کہ جب میرا شوق زیادہ ہوتا تہا تو روتی ہوئے
تیری قبر کی زیارت کرتی تہی مین نوحہ کرتی ہون اور شکوہ کرتی ہون
اور اپنا جواب دینی والا کسیکو نہین پاتی اے ساکن زمین مجکو رونا سکہلا
تیری ذکر نے مجکو سب مصیبتین بہلا دین ٭ اگرچہ آپ میری آنکہون سے
مٹی مین نہان ہین لیکن میرے دل غمدیدہ سے غائب نہین انتہی

اور یہہ دو شعر بھی جناب زہرا ہی کے مرثیے مین گنے جاتے ہین کہ علے زفراتہا تجود
یا لیتہا خرجت مع الزفرات ٭ لا خیر بعدک فی الحیات و انما ٭ ابکی مخافتہ
ان تطول حیاتی ٭ یہہ دونون شعر روضتہ الاحباب مین مسطور ہین خود جناب
رسالتماب نے اپنے بیٹے ابراہیم کے غم مین نوحہ کہا چنانچہ وہ نوحہ مشکوٰۃ مین
موجود ہے اور وہ یہہ ہے ان العین تدمع و القلب تحزن ٭ انا بفراقک
یا ابراہیم لمحزون ٭ جناب ابوبکر نے بہی صفیہ بنت عبد المطلب پر مرثیہ کہا
اور مرثیہ کہنے کی رسم اسوقت مین نئی نہین حضرت آدم علیہ السلام
نے اپنے فرزند ہابیل کے غم مین مرثیہ کہا چنانچہ وہ مرثیہ کہتے ہین سریانی
زبان مین تہا یعرب بن قحطان یہودی نے جو ابو العرب کہلاتے ہین اس
مرثیہ کو عربی زبان مین کیا ایک شعر اوس مرثیہ کا یہہ ہے تغیرت البلاد
و من علیہا ٭ و وجہ الارض مغبر قبیح ٭ ابوبکر کا کہا ہوا مرثیہ روضتہ الاحباب
مین بھی مثبوت ہے اور وہ یون ہے لیت القیمتہ قامت عند مہلکتہ
کیلا تری بعدہ مالا و لا ولدا ٭ و اللہ امضی علے شئ فجعت بہ ٭ من البریتہ
حتے ادخل اللحد ٭ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے بھی جناب
سیدہ علیہا السلام کے غم مین مرثیہ کہا باعث خوف طول درج تحریر
نہ کیا گیا اور تذکرہ خواص الامتہ فی معرفتہ الائمہ تصنیف شمس الدین
ابو المظفر یوسف سبط ابن جوزی کہ محدث و مورخ مشہور ہے اور تاریخ
یافعی وغیرہ مین مدح و ثنا اوسکی مسطور ہے حال جناب فاطمہ علیہا السلام کا
بیان کر کے کہتا ہے ثم اومات الی قبر النبی یعنی پہر حضرت فاطمہ علیہا السلام نے
قبر نبی کے جانب اشارہ کیا و قالت اور کہا قد کان بعدک انباء و ہنبثہ

نوحہ رسالتماب

مرثیہ ابوبکر

لو کنت شاہدہا لم یکبر النوب ٭ انا فقدناک فقد الارض وابلہا ٭ واختل اہلک

لما اغتالک الترب ٭ وقد رزئنا بما لم یرزہ احد ٭ من البریۃ لا عجم ولا عرب ٭

ثم انہا اعتزلت القوم ولم تزل تندب رسول اللہ حتے لحقت بہ یعنے

پہر سب سے علحدہ ہوگئین اور رسول خدا پر ندبہ کرتی رہین یہان تک کہ

انتقال کرگئین انتہی اور فائق زمخشری مین لغت ہنبثہ مین مرقوم ہے

فاطمۃ قالت بعد موت ابیہا یعنے فاطمہؑ نے بعد اپنی باپ کے انتقال

کے کہا قد کان بعدک انباء وہنبثۃ ٭ لو انت حاضرہا لم یکبر الخطب ٭

اور ابن اثیر جزری کہ اکابر محدثین اہلسنت سے ہے کتاب نہایہ کے

لغت لم مین لکہتے ہین انّ فاطمۃ قالت بعد موت النبیؐ یعنے فاطمہؑ نے

بعد موت نبی کے کہا قد کان بعدک انباء وہنبثۃ ٭ لو کنت شاہدہا لم

یکبر الخطب ٭ انا فقدناک فقد الارض وابلہا ٭ واختل قومک فاشہدہم

ولا تغب اب جبکہ یہہ رسم مرثئے اور نوحے کے برابر جاری تہے چنانچہ

رسالت پناہ وامیر المومنینؑ وفاطمہؑ اور ابوبکر وعمر وغیرہم کے مرثئے اور نوحے

کہے ہوئے موجود ہین تو اب کیا ضرورت کسی شئے کے اثبات کی ہے

لیکن بنابر مزید توضیح اس امر کو بہی ثابت کرتے ہین کہ قوم اجنہ اور اہل

بیت اور عظماء وکبراء اہل سنت نے خاص امام حسینؑ پر مرثئے کہے ہین

قوم جن کا مرثیہ کہنا بہت سے کتب موالفین ومخالفین سے ثابت ہے

چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی جو باعتراف فاضل رشید وغیرہ نہایت

مستند ہین اپنی کتاب ما ثبت بالسنۃ مین لکہتے ہین واخرج ثعلب نے

امالیہ عن ابی حباب الکلبی واخرج ابونعیم نے الدلائل عن ام سلمۃ قالت

۲ اول نہایہ ابن اثیر جزری کی
[illegible] علی [illegible]
[illegible] علیہ الا [illegible]
[illegible]
بادی الاعراب [illegible]

سمعت الجن تبکی علی الحسین وتنوح علیہ قال اتیت کربلا فقلت لرجل من
اشراف بہا بلغنی انکم تسمعون نوح الجن فقال ما تلقی احدا الا اخبرک انہ سمع
ذلک فقلت فاخبرنی ما سمعت انت قال سمعتہم یقولون نظم مسح الرسول
جبینہ ٭ فلہ بریق فی الخدود ٭ ابواہ فی علیا قریش ٭ وجدہ خیر الجدود ۔۔۔
یعنے ثعلب نے اپنی امالی مین ابی جباب کلبی سے روایت کی ہے اور
ابونعیم نے دلائل مین ام سلمہ سے بیان کیا ہے کہ اونہون نے فرمایا مینے
جن کو سنا کہ وہ حسین علیہ السلام پر روتے تھے اور نوحہ کرتے تھے
وہ کہتا ہے کہ مین کربلا مین آیا اور ایک شخص سے جو وہان کے اشراف سے
تھا پوچھا کہ مجکو یہہ معلوم ہوا ہے کہ تم جن کا نوحہ سنتی ہو اوسنی کہا کہ تو کسے
شخص سے نملیکا مگر یہہ کہ وہ تجکو خبر دیگا کہ اوسنی اوسکو سنا ہے مینی کہا
کہ مجکو بھی بتا تو نے کیا سنا ہے اوسنی کہا کہ مینی اونکو کہتے ہوے یہ شعر سنے
جنکا مضمون یہہ ہے ۔ کہ اوس حسین کو نبی نے چوما تھا ٭ اوسکے چہرہ پر
کیا ہی چمک تھی ٭ مان باپ اوسکے اعلی قریش مین تھے ٭ اور اوسکا نانا جہان
اچھا تھا انتہی یہہ مرثیہ جن کا سر الشہادتین بھی صفحہ ۴۳ پر مثبوت ہے
اور اسعاف الراغبین مین بھی صفحہ ۱۹۲ پر مرقوم ہے کہ وسمعت الجن
تنوح علیہ کما اخرجہ ابونعیم وغیرہ یعنے جنون کو نوحہ کرتے ہوئی سنا گیا
جیسا کہ ابونعیم وغیرہ نے بیان کیا ہے انتہی اور بھی صواعق محرقہ مین صفحہ
۵۴ پر مذکور ہے قالت ام سلمۃ فلما کانت لیلۃ قتل الحسین سمعت
قائلا یقول شعر ایہا القاتلون جہلا حسینا ابشروا بالعذاب والتذلیل
قد لعنتم علی لسان ابن داؤد ٭ وموسی وحامل الانجیل ٭ قالت فبکت و

فتحت القارورۃ فاذا الحصیات قد صرن دما یعنی ام سلمہ نے کہا کہ جب شہادت امام حسین علیہ السلام کی شب ہوی تو مینے ایک کہنے والے کو سنا کہ یہہ شعر کہتا تھا جنکا مضمون یہہ ہے کہ اے قاتلان حسین تمکو عذاب کی بشارت ہے اور تم پر زبان ابن داؤد اور موسے و عیسے ملعون ہو کہتے ہین کہ مین روی اور شیشہ کو کہولا تو سنگریزے خون ہو گئے تھے انتہے اور سر الشہادتین مین بہی یہی نوحہ جن کا صفحہ ۳۵ پر مذکور ہے جسکو ترجمہ کر کے لکہا جاتا ہے کہ ابو نعیم نے بطریق حبیب بن ثابت ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ اونہون نے کہا کہ مینے جنون کا رونا انتقال سے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی نہین سنا مگر آج رات پس مینے جانا کہ میرا بیٹا حسین شہید ہوا پہر حضرت ام سلمہ نے اپنی لونڈی سے کہا کہ گہر سے نکل کر تو پوچہہ سو اوسنے اکر خبر دی کہ حسین ع شہید ہوئے اور جن یہہ کہکر رونے لگے شعر الا یا عین فاحتفلی بجہد ؞ ومن یبکی علے الشہداء بعدی ؞ علی رہط تقودہم المنایا ؞ الی متجبر نے ملک عبدی ؞ اور ابو نعیم نے مزیدہ بن جابر حضرمی سے روایت کی ہے کہ اونسے ماں نے سنا کہ اونسے جنونکو حسین ع پر روتے اور نوحہ کرتے سنا کہ یہہ کہتے تہے شعر ایا عین جودی بالدموع فانما ؞ یبکی الحزین بحرقۃ وتفجع ؞ ان حسینا جبلا ... جو کہ معتبرین و معتمدین اہلسنت سے ہے اپنی تاریخ مین کہتا ہے کہ جب سر مبارک امام حسین علیہ السلام کا اور اہلبیت کو مانند قیدیونکی مدینہ مین لائے تو مدینہ مین کوی ایسا باقی نرہا جو شہر سے باہر نہ گیا ہو اور سب نے اواز گریہ بلند کی زینب بنت عقیل بن ابیطالب کہ مدینہ مین تہی نقاب منہ سے اوٹہا کر اور بال پریشان کر کے باہر آئین اور باواز بلند کہتی تہی ؞ واحسیناہ وا اخوتاہ واویلاہ وا محمداہ بعد اسکے کہا

ماذا تقولون ان قال النبی لکم ٭ ماذا فعلتم وانتم آخر الامم ٭ باهلبیتی
واولادی اما لکم عهد اما انتم توفون بالامم ٭ ذریتی وبنی عمی مضیع
منهم اساری ومنهم قتلی مرجوا بدم ٭ ماکان هذا جزائی اذ نصحت لکم ٭ ان

تخلفونی لبسوء فی ذوی رحم۔ ترجمہ ابیات کا یہ ہے کہ تم کیا کہو گے
اگر تم سے پیغمبر پوچھی کہ تمنے میرے اہلبیت اور اولاد سے کیا کیا
حالانکہ تم آخرین امت ہو ٭ کیا تمہارا عہد نہین تھا کہ وفا کرو میری
ذریت اور پسران عم کے عہد و نکو ٭ جو کہ ضایع کئے گئے ہین بعض
اونمین سے اسیر ہوے اور بعضی مارے گئے جو اپنی خونمین آلودہ ہوے
میری یہ جزا نہ تھی جس وقت مین کہ مینے تمکو یہ نصیحت کی تھی کہ پیچھی
میرے میرے خویشون سے بدی نکرنا انتہے یہ مرثیہ سلامت اللہ
نے بھی تحریر الشہادتین مین لکھا ہے اور رسرافہ باہلی سنے
کہا ہے عین ابکی بعبرۃ وعویل ٭ واندبی ان ندبت آل الرسول ٭ یعنے
اے آنکھہ میری گریہ کر با اشک و آواز بلند اور ندبہ کر اگر ندبہ کرتی ہے
تو آل رسول خدا پر انتہے اور فاضل سمہودی جسکے مناقب اور مدائح
ناظرین کتاب جذب القلوب شیخ عبد الحق دہلوی و ضوء لامع و کفایۃ
المتطلع تاج الدین دہان حنفی و سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد
محمد بن یوسف شامی دمشقی و مفتاح النجا مرزا محمد بن معتمد خان بدخشانی
وغیرہا پر مخفی نہین ہے اپنی کتاب جواہر العقدین کے چودہوین ذکر مین
قسم ثانی سے کہتے ہین نقل سبط ابن الجوزی ان ابن الہبا ریۃ
الشاعر اجتاز بکربلا فجعل یبکی علی الحسین واہلہ وقال بدیہا س

اول قسم ثانی جواہر العقدین ... سمہودی ... (marginal note, partly illegible)

احسین المبعوث جدک بالھدی ❊ قسما یکون الحق عنہ سائل ❊ لوکنت شاہد
کربلا لبذلت فی ❊ تنفیس کربک جہد بذل الباذل ❊ وسقیت حد السیف
من اعدائکم ❊ عللا وحد السمہری الذابل ❊ لکنی اخرت عنک الشقوتی ❊
قبلابلی بین الغری وبابل ❊ ھہنی حرمت النصر من اعدائکم ❊ فاقل من حزن
ودمع سائل ❊ ثم نام فی مکانہ فرای النبی فے المنام فقال لہ یافلان

جزاک اللہ خیرا ابشر فان اللہ قد کتبک ممن جاہد بین یدی الحسین یعنے
سبط ابن جوزی نے نقل کیا ہے کہ ابن ہبادیہ شاعر زمین کربلا مین گیا
اور مصیبت امام حسین علیہ السلام اور اہلبیت علیہ السلام پر رونے لگا
اور یہ بھی چند شعر مرثیہ مین حضرت کے کہی جنکا حاصل یہ تھا کہ ای حسینؑ
اگر مین ہوتا کربلا مین حاضر تو اپنی کوشش تیری تنفیس کرب مین صرف کرتا
جیسی کہ کوئی سعی کرے اور مین تمہارے دشمنون سے وبار تیزی شمشیر کے
آب اور نیزہ دراز کے پلایا جاتا لیکن مین بسبب اپنی شقاوت کے باز رکہا
گیا پس اندوہ درمیان غری اور بابل کے ہے فرض کرو کہ مین تمہارے
دشمنون کے مقابلہ مین مدد سے محروم رہا تو کیا حزن اور بہتے آنسوون کو
بھی کم کر دون انتہے بعد ان شعرون کے کہنے کے جب وہ سویا تو رسول
خدا کو خواب مین دیکھا کہ حضرت فرماتی ہین کہ ای فلان خدائے تعالے
تجکو جزائے خیر دے تجکو بشارت ہو کہ حق تعالے نے تیرا نام اون لوگو مین
لکھ لیا جو امام حسینؑ کے ساتھ معرکہ مین ثابت قدم رہے اور درجہ شہادت
پر فائز ہوے انتہے یہ روایت صریحہ اس امر پر دلالت کرتی ہے
کہ مرثیہ کہنا امام حسین علیہ السلام پر باعث دخول جنت النعیم اور موجب

اجر عظیم ہے اسی کتاب جواہر العقدین سمہودی مین خود امام شافعی کا
مرثیہ جو ائمہ اربعہ سنیہ سے ہین نقل کیا ہے یہ مرثیہ امام عالیمقام اہل
سنت نے جناب امام حسین علیہ السلام پر کہا ہے چنانچہ لکھا ہے
قال ابو القاسم بن الطیب المعنی ان الشافعی رحمہ اللہ تعالے انشد یعنے
ابو القاسم کہتے ہین کہ امام شافعی نے یہ شعر کہے ہین اور وہ یہ ہین سے

تاوب ہمی والفواد کیب ✤ وارق عینی والرقاد غریب ✤ ومما نفی
نومی وشیب المتی ✤ تصاریف ایام لھن خطوب ✤ تزلزلت الدنیا
لال محمد ✤ وکادت لہم صم الجبال تذوب ✤ فمن مبلغ عنی الحسین رسالۃ
وان کرھتھا النفس والقلوب ✤ قتیل بلاجرم کان قمیصہ ✤ صبیغ بماء الارجوان
خضیب ✤ نصلی علے المختار من آل ھاشم ✤ ولیغزی بنوہ ان ذا العجیب
لئن کان ذنبی حب آل محمد ✤ فذلک ذنب لست منہ اتوب ✤ ہم
سفعائی یوم حشری وموقفی ✤ وجہم للشافعی ذنوب ✤ حاصل اسکا

یہ ہے کہ پھر آیا مین اور دل میرا غمناک ہے اور آنکھ میری بیخواب ہے
اور نیند غریب ہے اور جس چیز نے کہ میرے خواب کو دور کیا اور میری
جمعیت کو پراگندہ کیا وہ دنون کے گردش سے ہے جن مین دشواری ہے
دنیا آل محمد کے وجہ سے متزلزل ہوی اور قریب ہوا کہ سخت پہاڑ گداختہ
ہو جاوین پس کون ہے حسین کو میرا پیغام پہنچائی والا اگرچہ نفس اور دل
خوارج کے ناراض ہین قتل کیا گیا بیگناہ گویا اوس کا کرتا آب ارغوانی مین
رنگا گیا برگزیدہ آل ہاشم پر درود بہیجی جاتی ہے اور اوسکی اولاد پر عزا
کیجاتی ہے اور یہ باتین کیسا عجیب ہین اگر دوستی آل محمد کی میرا گناہ ہے

تو یہ گناہ ایسا ہے کہ مین اوس سے توبہ نہین کرتا ہون وہ میرے روز
حشر کو میرے قیام کے وقت شفیع آور اونکی دوستی شافعی کو نصیب ہے
انتہےٰ اور اسی مرثیہ مین بعد شعر تزلزلت الدنیا الخ کے یہ شعر بھی پایا گیا۔
وغارت نجوم واقشعرت کواکب ٭ وھتک استار وشق جیوب ٭ یہی مرثیہ
زہری سے بھی منقول ہے اور کتاب استیعاب ابن عبد البر مین جو نہایت
مستند اور معتمد ہے یہ مرثیہ امام حسین علیہ السلام کے ذکر مین درج ہے
مررت علے ابیات آل محمد ٭ فلم ار من امثالھا حین حلت ٭ فلا یبعد اللہ
البیوت واہلھا ٭ وان اصبحت منہم برغمی تخلت ٭ وکانوا رجاء ثم عادوا رزیۃ
لقد عظمت تلک الرزایا وجلت ٭ اولٰئک قوم لم یشیموا سیوفہم ولم تنک سے فی
اعدائہم حین سلت وان قتیل الطف من آل ہاشم ٭ اذل رقابا من قریش
فذلت ٭ اذا افتقرت قیس جبرنا فقیرھا ٭ وتقتلنا قیس اذا النعل زلت
وعند غنی قطرۃ من دمائنا ٭ سنجزیہم یوما بہا حیث حلت ٭ الم تران الار
ض اضحت مریضۃ ٭ لفقد الحسین والبلاد اقشعرت ٭ وقد اعولت
تبکی السماء لفقدہ ٭ والنجم ناحت علیہ وصلت انتہےٰ اور ایک روایت
سنی جس سے تین باتین ثابت ہین۔ ایک مرثیہ اور شعر کہنا مصیبت امام
حسینؑ پر دوسری گریہ کرنا جناب امیرؑ کا حسینؑ علیہ السلام پر تیسرے
ہر شخص کو اس مصیبت مین رونیکی ہدایت شیخ محمد بن سعید بوصیری جو
مشاہیر شعرا و فضلائے اہل سنت سے ہے اور جس نے قصیدہ بردہ
لکھا ہے جو بہت مشہور ہے اور مطلع اوسکا یہہ ہے سہ امن تذکر
جیران بذی سلم ٭ مزجت دمعا جری من مقلۃ بدم ٭ اسی شخص نے

ایک قصیدہ ہمزیہ کہا ہے جسکا مطلع یہ ہے کیف یرقی رقیاک الانبیاء
یا سماء ما طاولتھا سماء ۔ اس قصیدہ مین اسنے چند شعر مصیبت حضرت امام
حسین علیہ السلام مین بھی لکھی ہین اور وہ شعر یہ ہین ۔ وقست منہم قلوب علی
من ۔ بکت الارض فقدہم والسماء ۔ فابکہم ما استطعت ان قلیلا ۔ فی عظیم
من المصاب البکاء ۔ ابن حجر مکی نے جنکے محامد و مناقب سابق مین گذرے
اس قصیدہ والی کے تعریف اسطرح کی ہے ہو الشیخ الامام العارف
الکامل الھمام المتقن المحقق البلیغ المدقق امام الشعراء و اشعر العلماء
و ابلغ الفصحاء و افصح الحکماء الشیخ شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن سعید
بن حماد بن محسن بن عبد اللہ بن الصنہاج بن بلال الصنہاجی الخ
اور یہی ابن حجر اس قصیدہ ہمزیہ کی شرح مین ان اشعار سابقہ کے شرح
اسطرح لکھتے ہین ای مدۃ دوام استطاعتک تا سیا بنبیک ثم بجبرئیل ثم بعلی
روی ابن سعد و عن الشعبی و قال مر بکربلا عند مسیرہ الی صفین فوقف و سأل
عن اسم ہذہ الارض فقیل لہ کربلا فبکی حتی بل الارض بدموعہ ثم قال
دخلت علی رسول اللہ و ہو یبکی فقلت لہ ما یبکیک قال کان عندی جبرئیل
آنفا فاخبرنی ان ولدی الحسین یقتل بشاطی الفرات فی موضع یقال لھا
کربلا ثم قبض جبرئیل قبضۃ من تراب شممنی ایاہا فلم املک عینی ان فاضتا
بعد اسکے ابن حجر کہتا ہے و ذلک کلہ مصاب لا ینسا و یہ مصاب فحق
لکل احد ان یحزن علی ذلک و یتاسف علیہ و ان یامر غیرہ و یدعوا الیہ ہاشتے
محصل اسکا یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام پر بہ پیروی رسول و جبرئیل
و علی ابن ابیطالب علیہ السلام رونا چاہیے جبتک کہ گریہ و بکا کی طاقت

بیچ مدح حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم یہ قصیدہ ہمزیہ شیخ شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن سعید نے لکھا ہے جو بموجب تصریح ابن حجر کے امام الشعراء و افصح الفصحاء و ابلغ البلغا ہے و قصیدہ بردہ مشہورہ بھی اسی کی ہے کہ بالاجمال میں ذکر ہوا انتہی

رہے چنانچہ شعبی سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ جب جنگ صفین سے
توجہ رکہتے تہے تو زمین کربلا پر پہونچی اور وہان کہڑے ہو گئے اور پوچہا کہ
اس زمین کا کیا ہے کہا گیا کہ کربلا۔ حضرت اتنا روئے کہ زمین اشکوں سے
تر ہو گئی اور فرمایا کہ ایک روز مین خدمت رسول خدا مین حاضر ہوا اور انکو
روتے پایا مینے عرض کیا کہ آپ کے رونے کا کیا باعث ہے فرمایا کہ ابہی
جبرئیل مجہہ پر نازل ہوئے اور خبر دے کہ میرا فرزند حسینؑ کنارہ فرات
اسجگہہ شہید ہو ویگا جسکو کربلا کہتے ہین بعد اسکے جبرئیل سے اوسجگہہ
مٹی اُٹہائی اور مٹی اوسکو سونگہا پس آپ کو رونے سے ضبط نکر سکا الخ
ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ مصیبت وہ ہے کہ کوئی مصیبت اوس تک نہین پہنچ
اور ہر مسلمان کو سزاوار ہے کہ اوس پر محزون ہوا اور تاسف کرے اور
لوگون کو اسکا حکم دی اور اسکی ترغیب کرے انتہے ترجمہ دیکہیے ابن حجر باوجو
نہایت متعصب ہونیکے اور صواعق محرقہ سے کتاب لکہنے کے امام حسینؑ پر
رونے کی کتنی تاکید اکید اور تشدید شدید کرتا ہے کیا اب بہی شبہہ باقی ہے
صاحبو دنیا چند روزہ ہے ۔ عمر برف ہست و آفتاب تموز ۔ روز بروز
موت کا قرب ہوتا ہے اے غافل تو ہر روز اپنی عمر کو کہوتا ہے بیک اجل کا
وقت مقرر نہین کب آوے خدا جانے بعد مردن اعمال پر حساب کیا کیا بلا
لاوے ۔ رونا بہ تصریح امام احمد بن حنبل بہشت مین پہونچاوے گا
نار جہنم سے بچاوے گا سوائے انکے بہت لوگون سے مثل ابو بکر محمد خالد سے
امام حسین علیہ السلام پر مرثیے کہے ہین اگر مقام اختصار نچاہتا الخ
کچہہ نقل کرتا اور جب جواز ثابت ہو گیا تو کچہہ ضرورت نقل نہین بلکہ

جو کہے گا مثاب ہو گا جو پڑہے گا ماجور خیال کرنا چاہئے کہ ابن ہبا دیہ
شاعر نے مرثیہ کہا تھا اوسکو حضرت سے نے مغفرت کی بشارت دی اب
کیون ماجور نہونگے ۔ دیکھو یہ مرثیے جو اردو مین مثلا پڑہے جاتے ہین
او نہین الالات کو جو گذرے ہین بیان کرتے ہین ۔ زبان کے تبدل
و تغیر سے کچہ مضامین مین اور ثواب مین یہان فرق نہین آسکتا ۔
کلمو الناس علی قدر عقولہم مشہور ہے ۔ عام لوگون کا سمجہانا منظور ہے
بارہا گفتہ ام و بار دگر میگویم کہ غم ابن علی دخل بہ بخشش وارد
ہیئت سے فصل امور متعلقہ مرثیہ مین اسمین اعتراضات لکہ کر جواب
لکہے گئے ہین ۔ پہلا اعتراض اہلسنت کا یہ ہے کہ بالفرض رونا امام
علیہ السلام پر جائز ہی سہی لیکن اسطریقہ مروجہ سے مجالس جمع کر کے
پڑہنا اور عام لوگون کو سنانا کہان سے درست ہے بلکہ یہ امر تو بدعت
سے ہے پس جواب اسکا بحولہ و قوتہ لکھا جاتا ہے لمولفہ

بعین نصفت و عدل اسکو دیکھو
ولاء پنجتن واجب ہے سب پر
کلام اللہ مین ایت سے مرقوم
مودت اسمین ہے قربیٰ کی تحریر
علی و فاطمہ حسنین معصوم
محبت کے طریقہ اب بتاؤ
خوشی مین دوست کی خوش ہنا لازم
اگر محبوب پر ہووے مصیبت

تعصب سے بچو للہ سمجہو
مدار مغفرت ہے روز محشر
ہوا اجر رسالت جس سے معلوم
لکہی ہے اسکی یون لوگون نے تفسیر
یہی چارون ہین اس آیت کی مفہوم
ذرا انصاف کی جانب بہی آؤ
مصیبت مین کیا کروانددہ قایم
تمہین ہو واقعی سن نفسی سے فرحت

کہان ہے ایسی حالت مین مودت ؛ صریحًا یہ تو ظاہر ہے عداوت
ذرا ظاہر کو باطن سے ملاؤ ٭ یہ دعوی پھر زبان پا اپنے لاؤ
مومنین کا مجمع ہو کر ذکر اخیار اور ابرار کا سننا اور سنانا کسی مقام پر
ممنوع و محذور نہین بروایات شیعہ امامیہ ثابت ہے کہ ائمہ صلوات
اللہ علیہم نے خاص امام حسین عم کی مصیبت مین مجلس قائم فرمائے لیکن چونکہ
مخالفین پر یہ امر حجت نہین ہوسکتا لہذا اونکے کتب سے جواز انعقاد
مجالس ثابت کیا جاتا ہے اہلسنت کے عمائد نے لکھا ہے کہ جس مقام پر ہیچ
یا ذکر انبیا اور اوصیا کا ہوتا ہے وہان فرشتے نازل ہوتے ہین چنانچہ رسالہ
غایۃ المرام مین بھی صفحہ ۱۰۳ پر لکھا ہوا ہے کہ ظاہر ہے کہ ذکر اللہ تعالے
اور رسول صلعم کا جس محفل مین ہو وہان خود اللہ تعالی ہمنشین ہوتا ہے اور
فرشتے حاضر ہوتے ہین اور تصور آنحضرت صلعم کا ہوتا ہے روح نبی کریم حاضر
ہوتی ہے کما ہو فی فتوی علماء مکتہ المنقولتہ اتقا و فی ہدی الانام سفے
مسئلتہ القیام وہان سب مغفور ہوتے ہین اور حاجات اونکی بباعث
برکت برآتی ہین اور محل استجابت دعا ہے انتہے اب دیکھیے صاحب
غایۃ المرام محفل کو استجابت دعا اور باعث حضور ملائکہ و روح پر فتوح
رسالتمآب بتلاتا ہے یہ محفلین اور مجلسین جو شیعہ یا اہل سنت امام حسین
علیہم السلام کی کرتے ہین اور اوسمین ذکر انبیا اور اوصیا و شہدا کیا جاتا
ہے کیون باعث غفران و اجابت دعا نہ ہونگے اور ذکر اہل بیت کا
عین ذکر آنحضرت صلعم کا ہے اور دیکھو اوسے رسالہ غایۃ المرام مین صفحہ ۱۰۱ پر
مثبوت ہے کہ اور حق تعالے نے اطاعت اور نافرمانی رسول مقبول کے

اطاعت اور نافرمانی اپنی اور ذکر رسول کریم کا بعینہ ذکر اپنا فرمایا ہے
اور کتب احادیث وسیر مین بتواتر آیا ہے کہ جس مجلس مین مسلمان ذکر خدا
اور رسول کرتے ہین فرشتگان الٰہی حاضر ہو کر اون پر سایہ کرتے ہین
اور تا اتمام حاضر رہتے ہین اور اونکی حق مین دعا کرتے ہین اور سفارشین
اونکی بجناب حق تعالے کرتے ہین اور اون مسلمانون کو رحمت الٰہی
احاطہ کر لیتی ہے اور گناہ اونکے زائل اور درجات اونکے مرتفع ہوتے
ہین اور جس مقام پر درود پڑھا جاتا ہے فرشتگان سیاحین بجناب انحضرت
صلعم حاضر ہو کر عرض کرتے ہین کہ فلانے شخص نے درود پڑھا اور یہ بھی
حدیث قدسی مین آیا ہے کہ حق تعالی نے فرمایا۔ انا جلیس من ذکرنی
یعنے مین ہمنشین اوس شخص کا ہون کہ مجکو یاد کرتا ہے کذا فی شرح سفر
السعادۃ لمولانا المحدث الدہلوی علیہ الرحمتہ اور تنبیہ الغافلین ابواللیث
محدث وفقیہ سمرقندی مین یہ حدیث مروی ہے ہم اصل حدیث چھوڑکر
ترجمہ اسی کتاب کا نقل کرتے ہین ابی ہریرہ یا ابی سعید خدری سی روایت ہے
کہ انحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے فرشتگان سیاحین کو زمین پر
مقرر فرمایا ہے جسوقت وہ پاتی ہین کسی جماعت کو بحالت ذکر کرنے
حق تعالی کے وہ پکارتے ہین اوس جماعت کو کہ جلد لو مقصود و مطلب
اپنا پس وہ فرشتے آتی ہین محفل مین اور صحبت کرتے ہین ساتھ اونکے
پس جسوقت وہ فرشتے آسمان پر جاتے ہین حق تعالے
اونسے پوچھتا ہے کہ کس حالت مین تم ہمارے
بندون کو چھوڑ آئے ہو اور وہ کیا کرتے ہین پس

فرشتے عرض کرتے ہین وہ لوگ تحمید و تمجید و ذکر تیرا کرتے ہین پس
حق سبحانہ پوچھتا ہے اون فرشتون سے وہ کیا مانگتے ہین فرشتے جواب
دیتے ہین کہ بہشت مانگتے ہین پس کہتا ہے اللہ تعالے کہ کیا بہشت کو
دیکھا ہے فرشتے جواب دیتے ہین کہ نہین دیکھا پس کہتا ہے اللہ تعالی کہ
کیونکر دیکھین گے اوسکو کہتے ہین فرشتے اگر دیکھتے بہشت کو ہر آئینہ ہوتے
وہ لوگ طالب و حریص تر واسطے بہشت کے پہر اللہ تعالے استفسار
فرماتا ہے کہ پناہ کس چیز سے مانگتے ہین وہ کہتے ہین دوزخ سے پس کہتا ہے
اللہ کیا دیکھا ہے دوزخ کو فرشتے کہتے ہین کہ نہین دیکھا پھر کہتا ہے اللہ تعالے
کہ کیونکر دیکھین گے فرشتے کہتے ہین کہ اگر دیکھتے ہوتے وہ لوگ خائف تر
اوس سے پس فرماتا ہے اللہ تعالی تمکو گواہ کرتا ہون مین اس بات پر
کہ مین نے مغفرت اونکی کی پس فرشتے عرض کرتے ہین کہ فلان گنہگار
اوس مجلس مین اور کسی مطلب کو آیا ہے اوس جماعت مین نہین سے ہے
حق تعالے فرماویگا کہ ذاکرین ایسی قوم ہین کہ ناامید نہین ہوتا ہمنشین
اونکا۔ اور حدیث دوسری یہ ہے روی عن النبیؐ انہ قال ما جلس
قوم یذکرون اللہ الا ناداہم مناد من السماء قوموا فقد بدلت سیأتکم
حسنات وغفر لکم جمیعا وما قعد عدة من اہل الارض یذکرون اللہ تعالے
الا قعد معہم عدة من الملٰئکة یعنے فرمایا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے نہین بیٹھتے ہین کہ وہ ذکر کرنے واﷲ اللہ تعالی کا مگر منادی
ندا کرتا ہے آسمان سے کہ اٹھو پس تحقیق تبدیل ہو گئین بدیان تمہارے
ساتھ نیکی کے اور تم سب کی مغفرت ہوئی اور نہین بیٹھتے ہین جسقدر

آدمی زمین مین کہ ذکر کرتے ہین اللہ تعالی مگر مہتی ہین اونکے ساتھہ اسیقدر
فرشتے انتہی اور نصف پر یہ بہی ظاہر ہے کہ ذکر رسول عین ذکر اہلبیت ہے
کیونکہ تحریر امام فخرالدین رازی اور ابن حجر مکی سے مساوات ظاہر ہے
اسوقت مین میری کچھ حاجت بیان کی نہین ہے جسوقت کہ تفصیل صاحب
غایۃ المرام جملہ امور طی کرچکا ہان اب یہ امر قابل غور ہے کہ مجلس کرنیوالے
لوگ جو ذکر ائمہ ہدی علیہ السلام کرتے ہین اور ذکر رسالتمآب بھی سو یہہ
اطاعت ہے یا نافرمانی ظاہر ہے کہ نافرمانی نہین ورنہ ذکر کرنے پر اتنے
ثواب و حسنات کا ملنا غیر ممکن ضرور اطاعت ہونگے اور جب اطاعت ہے
تو مانعین اوسکی نافرمانے کرنیوالے ٹھہرینگے یا نہین اگر ٹھہرینگے تو مخالفت
رسول کی اور نافرمانی خدا کی کیسی ہے افسوس صد افسوس سے بدوزد
طمع دیدہ ہوشمند کہ اطاعت خلفاء نے اس درجہ پر پہونچایا کہ بار مخالفت
سر پر آیا علاوہ اسکے خود اہل سنت نے بہی اجازت ذکر امام حسین علیہ
السلام کے سننے اور سنانی کی دی ہے چنانچہ اونمین ایک مولوی سلامت
اللہ صاحب ہی ہین جنہون نے رسالہ تحریر الشہادتین مین صفحہ ۷۲ پر لکھا ہے
قصہ کوتاہ چون حضرت امام مرضی حر یافت عنان عزیمت از کوفہ برتافت
و سائق و قائد قضا و قدر کشان کشان انجناب را بہ کربلا انداخت حالا
این واقعہ شنیدنی و کارگذاری تقدیر دیدنی است انتہی اور بعد اسکے
صفحہ ۹۲ پر کہتے ہین کہ حالا تفصیل آسامی شہدای اہل بیت کہ با جناب
سید الشہدا در کربلا شہید شدند باید شنید و سرشک غم از دیدہ پرنم
در ماتم این خیار اہل عالم باید بارید انتہی یہ عبارتین بخوبی ظاہر کرتی ہین

کہ قصہ کربلا پر رونا اور اوسکو سنا کچھ مضائقہ نہین رکھتا بلکہ حسب فرمائش
علماء اہل سنت سنا اسکا ضرور ہے اور رونا اسپر لازم حرف تعصب زبان پر
لانا امر اخر ہے۔ اور اگر تعصب ہی شعار ہے تو خیر مذہب معلوم اہل مذہب
معلوم ؛ ورنہ ظاہر ہے کہ مجلس میلاد رسالتمآب برابر عوام و خواص اہل
سنت مین جاری ہے اور جسکی نسبت بڑے بڑے عالمون نے جواز او
استحباب کا حکم دیا ہے بالتفصیل بیان مین تطویل مانع ہے۔ بالاجمال کچھ
توضیح مقال کیجاتی ہے سے عاقل کے لئے کافی و وافی ہو اشارہ ہو رسالہ
غایۃ المرام کے صفحہ ۲۷ و ۲۸ ۔ کی عبارت ہم یہان ترجمہ کرکے بیان کرتے
ہین لکھا ہے کہ محفل مولد شریف کرنا تعین یوم اسوجہ سے ہے کہ قسطلانی نے
مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ ابن جزری نے کہا جب بولہب سے کافر
جسکی مذمت قران مین نازل ہوئی بوجہ خوشی کرنیکے شب ولادت نبی صلعم
کو عذاب مین تخفیف پائی تو اوس مسلمان اور موحد کا کیا حال ہوگا کہ جو انکی
ولادت کی خوشی کری اور جو کچھ اوسے میسر ہو اسمین خرچ کری۔ قسم بخدا
اسکی جزا خدای کریم بس یہی دیگا کہ اوسکو اپنی فضل عمیم سے جنات نعیم مین
داخل کری اور اہل اسلام ہمیشہ روز مولد کو محفلین کرتے ہین اور ولیمہ
ہوتے ہین اور پہلی شب مین طرح طرح کے صدقے دیتے ہین۔ خوشیان مسرت
ہین نیکیوں مین زیادے کرتے ہین اور مولد کریم کے پڑھنے مین بہت اہتمام بجا
لاتے ہین اسیکی برکتون سے اونپر بڑے بڑے فضل ظاہر ہوتے ہین
اور لکھا گیا ہے کہ اسکے خواص مین سے ایک یہ امر ہے کہ اس سال مین
امان ہے اور حصول مطلوب کی تعجلت نوید ہے اللہ تعالے اوس شخص پر

رحمت کرے جو کہ مولد کی راتون کو عید کرے تا کہ اوس شخص کے دل پر شدید
سخت پہونچے جو اسکا انکار کرتا ہے اس جگہ تک مواہب لدنیہ سے ترجمہ
کیا گیا اور محمد بن علے دمشقی نے سبل الہدی والرشاد مین حافظ ابو الخیر
سخاوی سے نقل کیا ہے کہ عمل مولد شریف کا بعد قرون ثلثہ کے ظاہر ہوا ہے
بعد اسکے اہل اسلام سب طرفون مین اور بڑے بڑے شہرون مین ہمیشہ ماہ
مولد مین مجالس مکلفہ طعام اور صدقات اور اظہار سرور اور زیادتی نیکیے
کے مولد کریم کے پڑھنے کے اہتمام سے کرتے ہین۔ اور اوسکے برکات سے
اوپر فضل عظیم ظاہر ہوتا ہے اور ابن جزری نے نقل کیا ہے کہ اس سال مین
امان ہے اور بتعجلت حصول مراد کی نوید ہے اور ابن کثیر سے مروی ہے
کہ صاحب اربل ربیع الاول مین محفل مولد کمال تکلف سے کرتا تھا اور ابن دحیہ نے
اوسکے لئے مولد تصنیف کیا اور امامون نے اس عمل کے تعریف کی ہے
جنمین سے حافظ ابو شامہ اوستاد نودی کا ہے اور ابن جوزی نے کہا کہ
اسمین زعم شیطان اور مضبوطی ایمان ہے۔ علامہ بن طغربل نے کہا کہ
محبان نبی صلعم نے خوشی مولد مین قاہرہ مین ولیمے کئے ہین جنمین سے
ابن فضل اوستاد نا ابو عبد اللہ النعمان اور پہلے اوسکے جمال الدین عجمی اور یوسف
بن علے الشامی اور منصور لبشار اور ابو موسی الزہو فی ہین اور صاحب
سبل الہدی والرشاد نے واقعات ان اکابر کے اور خوش ہونا نبی کریم
صلعم کا اور تاکید فرمانا اسپر خوابونمین بیان کیا ہے الی آخرہٖ انتہٰی اور فتاوای
علمای مکہ معظمہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بوقت ذکر ولادت رسالت پناہ
روح پر فتوح آنحضرت تشریف لاتی ہے چنانچہ رسالہ غایۃ المرام مین

کہ قصہ کربلا پر رونا اور اوسکو سننا کچھ مضائقہ نہین رکھتا بلکہ حسب فرمائش علماء اہل سنت سننا اسکا ضرور ہے اور رونا اسپر لازم حرف تعصب زبان پر لانا امر اخر ہے۔ اور اگر تعصب شعار ہے تو خیر مذہب معلوم اہل مذہب معلوم ۔ ورنہ ظاہر ہے کہ مجلس میلاد رسالتمآب برابر عوام و خواص اہل سنت مین جاری ہے اور جسکی نسبت بڑے بڑے عالمون نے جواز اور استحباب کا حکم دیا ہے بالتفصیل بیان مین تطویل مانع ہے۔ بالاجمال کچھ توضیح مقال کیجاتی ہے عاقل کے لئے کافی و وافی ہے اشارہ رسالہ غایۃ المرام کے صفحہ ۲۷ و ۲۸ کی عبارت ہم یہان ترجمہ کرکے بیان کرتے ہین لکھا ہے کہ محفل مولد شریف کرنا تعین یوم اسوجہ سے ہے کہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ ابن جزری نے کہا جب بولہب سے کافر نے جسکی مذمت قران مین نازل ہوئی بوجہ خوشی کرنیکے شب ولادت نبی صلعم کو عذاب مین تخفیف پائی تو اوس مسلمان اور موحد کا کیا حال ہوگا کہ جو انکی ولادت کی خوشی کرے اور جو کچھ اوسے میسر ہو اسمین خرچ کرے۔ قسم بخدا اسکی جزا خدای کریم یہی دیگا کہ اوسکو اپنے فضل عمیم سے جنات نعیم مین داخل کرے اور اہل اسلام ہمیشہ روز مولد کو محفلین کرتے ہین اور ولیمہ ہوتے ہین اور پہلی شب مین طرح طرحکے صدقے دیتے ہین۔ خوشیان مناتے ہین نیکیومین زیادتی کرتے ہین اور مولد کریم کے پڑھنے مین بہت اہتمام بجا لاتے ہین اسیکی برکتون سے اونپر بڑے بڑے فضل ظاہر ہوتے ہین اور لکھا گیا ہے کہ اسکے خواص مین سے ایک یہ امر ہے کہ اس سال مین امان ہے اور حصول مطلوب کی تعجیل نوید ہے اللہ تعالے اوس شخص پر

رحمت کرے جو کہ مولد کی راتون کو عید کرے تا کہ اوس شخص کے دل پر شدید سخت پہونچی جو اسکا انکار کرتا ہے اس جگہ تک مواہب لدنیہ سے ترجمہ کیا گیا اور محمد بن علے دمشقی نے سبل الھدی و الرشاد مین حافظ ابو الخیر سخاوی سے نقل کیا ہے کہ عمل مولد شریف کا بعد قرون ثلثہ کے ظاہر ہوا ہے بعد اسکے اہل اسلام سب طرفون مین اور بڑے بڑے شہرون مین ہمیشہ ماہ مولد مین مجالس مکلفہ طعام اور صدقات اور اظہار سرور اور زیادتی نیکی کے مولد کریم کے پڑھنے کے اہتمام سے کرتے ہین۔ اور اوسکے برکات سے اوپر فضل عظیم ظاہر ہوتا ہے اور ابن جزری نے نقل کیا ہے کہ اس سال مین امان ہے اور بعجلت حصول مراد کی نوید ہے اور ابن کثیر سے مروی ہے کہ صاحب اربل ربیع الاول مین محفل مولد کمال تکلف سے کرتا تھا اور ابن دحیہ نے اوسکے لئے مولد تصنیف کیا اور اماموں نے اس عمل کے تعریف کی ہے جنمین سے حافظ ابو شامہ استاد نووی کا ہے اور ابن جوزی نے کہا کہ اسمین زعم شیطان اور مضبوطی ایمان ہے۔ علامہ بن طغربل نے لکھا کہ محبان نبی صلعم نے خوشی مولد مین قاہرہ مین ولیمے کئے ہین جنمین سے ابن فضل استادنا ابو عبد اللہ النعمان اور پہلی اوسکے جمال الدین عجمی اور یوسف بن علے الشامی اور منصور بشار اور ابو موسی الزہو فی ہین اور صاحب سبل الھدی والرشاد نے واقعات ان اکابر کے اور خوش ہونا نبی کریم صلعم کا اور تاکید فرمانا اسپر خوابون مین بیان کیا ہے الی آخرہ انتہی اور فتاوی علمای مکہ معظمہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بوقت ذکر ولادت رسالت پناہ روح پر فتوح آنحضرت تشریف لاتی ہے چنانچہ رسالہ غایۃ المرام مین

صفحہ ۲۴ پر فتاوای علمای مکہ مین مثبوت ہے۔ نعم یجب القیام عند ذکر

ولادتہ صلعم لما استحسنہ العلماء الاعلام وقداۃ الدین والاسلام فذکر ولا

عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یحضر روحانیتہ صلعم فعند ذلک یجب
التعظیم والقیام یعنی ہان ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے وقت کھڑا ہونا
واجب ہے کیونکہ علماء اعلام اور مقتدایان دین واسلام نے اس امر کو
اچھا سمجھا ہے اور فرمایا ہے کہ وقت ذکر ولادت روح آنحضرتؐ حاضر ہوتی ہے
پس اسوقت تعظیم اور قیام واجب ہے انتہی منصفین وطالبان حق بین
پر ظاہر ہوگا کہ جب بصراحت تمام حضور روح رسالتمآب ذکر آنحضرت مین مثبوت ہے
تو بمفاد الحسین منی وانا من الحسین۔ ذکر حسین مین روح آنحضرت کا تشریف لانا
کیا بعید ہے اور روح خامس آل عبا کا آنا کہان سے غیر ممکن۔ لو فرضنا
مجلس امام حسین علیہ السلام حسب زعم باطل بدعت ہے تو بہر حال پھر بھی
بدعت حسنہ عمر یہ سے بدرجہا بہتر ہے اور ماسوا اسکے سب مجالس میلاد
آنحضرتؐ جو اہلسنت مین بغایت ترویج مروج ہین بدعت اور ضلالت ہین
اور جب ممنوع وبدعت ہین تو یا علمای اہل سنت حسب وجوب امر بمعروف
ونہی عن منکر دوام معصیت مین گرفتار یا تقیہ ثابت۔ ورنہ تحریم مجالس پر
قیل وقال۔ بے محل اور پر اختلال۔ دوسرا طعن اہل سنت کا یہ ہے
کہ مجالس مین اہل بیت رسالت پناہ کی کیفیت سر برہنگی اور گریہ وزاری کے
بیان کرنا باعث ہتک خاندان عصمت وطہارت ہے ایسے واقعہ بیان کرنا
خلاف شرع ہین چنانچہ اس شک کو بعض اہل سنت نے نہایت بسط
اور تطویل لاطائل سے بیان کیا ہے پس جواب اسکا یہ ہے کہ مصائب

دوسرا طعن ۔۔۔ اہل بیت کی ۔۔۔ بیان کرنا ۔۔۔ مین ۔۔۔ ذوقت ہے

اور امور حقہ کا بیان کرنا شریعت مین ہرگز ہرگز ممنوع و محذور نہین قرآن شاہد
صادق ہے جسکا معتقد ہر مخالف و موافق ہے اور اگر نساء عورات کے حالات
کے جانب یہ اشارہ ہے تو یہ بھی بتصریح کلام مجید مین موجود ہے جناب عصمت مآب
حضرت مریم کا قصہ اور خاص کر حالت وضع حمل و تہمت زنا و ولادت عیسےٰ علیہ
السلام مذکور ہے عائشہ و حفصہ کے نسبت بھی خطاب ہے سنّی اور شیعہ کل جسمین مناظرہ
اور مراشقہ ہے حضرت زلیخا کے عجیب عجیب قصے قرآن اور ہزارون تفسیرون مین
مسطور ہین یہانتک کہ بڑے بڑے علماء اہل سنّت نے خواستگاری زنا سے
زلیخا کو نہایت زور شور سے لکھا ہے اگر یہ امور جائز نہین ہے تو کیون مرتکب
ہوئے آج کسی کے گھر کا ایسا حال کیونکر بیان ہوسکتا ہے خلاصہ یہ کہ شرع
مین حالات واقعیہ کا ذکر کرنا ممنوع نہین ہے علاوہ اسکے خاص کر اہلبیت رسالت
اور قصہ امام حسین علیہ السلام کے بیان کی اجازت علماء اہل سنت نے دی ہے
بالفعل بخوف تطویل دو ایک حوالے حوالہ خامہ عنبر شمامہ کئے جاتے ہین اول تو
جناب مولوی شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی رسالہ سر الشہادتین مین صفحہ ۲ پر
فرماتے ہین ـ لان تمام الشہادۃ ان یقتل الرجل فی الغربۃ والکربۃ وان یعفر

جوادہ ویلقی جثتہ مطروحۃ ویقتل حولہ جمع کثیر من اعزۃ اصحابہ واقاربہ وان

ینہب مالہ وان تو سر نسائہ وایتامہ کل ذلک فی ذات اللہ یعنی پوری
شہادت اسکا نام ہے کہ آدمی مسافرت اور شقت مین مارا جاوے اوسکے
گھوڑے کی کوچین کاٹی جاوین اوسکی لاش میدان مین پڑی رہے اور اوسکے
گرداگرد بہت لوگ عزیز اور دوستدار اون قریبون سے مارے جاوین مال اوسکا لوٹا جاوے
اوسکی بیٹیان اور یتیم لڑکے قید مین گرفتار ہون اور یہ سب مصیبتین صرف

اللہ ہی کے واسطے ہوں انتہی اب جب کہ مالکار شہادت علانیہ شاہ صاحب
بتا چکے تو فرماتی ہیں ولما کان مبنی امرہ علی الشہرۃ والاعلان انزل اولا فی
الوحی علی لسان جبرئیل علیہ السلام وغیرہ من الملائکۃ ثم تعیین المکان
وتسمیتہ وتعیین الزمان وہو راس الستین ثم اشتہر امرہ واعلن ذکرہ علی
لسان امیر المومنین کرم اللہ وجہہ فی سفرہ الی صفین ثم لما وقعت واقعۃ
الشہادۃ اشتہر امرھا بانقلاب التربۃ دما وامطار الدم من السماء وہتف
الہواتف بالمراثی ونوح الجن وبکاءہم وطوائف السباع حافظات لجثتہ ودخول
الحیات فی متاخر قاتلیہ الی غیر ذلک من اسباب الشہرۃ لیطلع الحاضرون
والغائبون علی وقوعہا ولیقابل بالبکاء والحزن المستمر وتذکر تلک الوقایع الہائلۃ فی
امتہ الی یوم القیامۃ فقد بلغت نہایۃ الشہرۃ فی الملاء الاعلی والاسفل والغیب
والشہادۃ والجن والانس والناطق والصامت یعنی چونکہ بنا اسکی شہرت
اور اعلان پر تہی اول وحی میں زبان جبرئیل علیہ السلام وغیرہ فرشتوں پر
اوسکا مذکور ہوا پہر پتا شہادت کے مکان کا اور اوسکا نام اور پتا شہادت کے
وقت کا یعنی انتہائے ۶۰ ساٹھ ہجری معلوم ہوا پہر اوسکا شہرہ بہت ہوا
اور برملا ذکر کیا امیر المومنین کرم اللہ وجہہ نے صفین کے سفر میں پہر جب
واقع شہادت کا واقع ہوا تو اوس کا شہرہ اس طرح پر ہوا کہ مٹی خون ہو گئے
اور آسمان سے خون برسا اور آواز غیبی سے مرثئے سنے گئے اور نوحہ اور رونا
جنوں کا اور گہومنا درندوں کا گرد آپکی لاش کے نگہبانی کے واسطے اور سانپوں کا
گہسنا قاتلوں کی نتہنوں میں علی ہذا القیاس اور بھی شہرت کے اسباب تہے
تا سبب حاضر اور غائب اس واقعہ جانگداز سے آگاہ ہو جاویں بلکہ بقابل ئے

دائمی اس رنج والم کا اور ندکور ہوتا ان مصائب دردناک کا رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت مین تا قیامت پس پلے سرپکا شہرہ ہوگیا اس شہادتکا
عالم بالا اور عالم خاک ور عالم غیب اور عالم شہادت مین اور جن اور آدمیون مین
اور گویا اور خاموش مین انتہے اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ ذکر شہادت
وکیفیت مقتل بیان کرنا خلاف اصول شہادت علانیہ نہین بلکہ اس ذکر کو
فرشتون اور رسالتمآب اور علی علیہ السلام نے اسیو اسطی بیان کیا کہ امت
رسالت پناہ مین تا قیام قیامت باقی رہے دیکھو ذکر حالات مقتل حسب وقوع امور
عجیبہ ہونا چاہیئے یا نہین اگر چاہیئے تو فہو المراد اور اگر نہین تو لبقا حزن وبکار
کیا اور قیامت تک امت مرحومہ مین تذکرہ کہان آور خود شاہ صاحب نے
حال مقتل مع احوال اہلبیت لکھا کہ ہزارون پڑھتے اور دیکھتے ہین یہ بار کے
سر پر ہے دوسرے یہ کہ جناب سلامت اللہ صاحب رسالہ تحریر الشہادتین
مین بتصریح احوال سربرہنگی اہلبیت وبہ تفصیل کیفیت کوچ ومقام دیار شام
بیان کرتے ہین وہ کیون اس دائرہ ملامت مین گرفتار نہ ہونگے گوکہ وہ
عبارت کچہ طویل ہے لیکن بنابر تسکین خاطر طالبان حق وایمان نقل کیجاتی ہے،
چون نائرہ قتال سر بفلک کشید وکار از یاران وموالیان وفرزندان و
براوران وعمزادگان درگذشتہ نوبت بحضرت سید الشہدا رسید تن تنہا سیف
مسلول در دست گرفتہ بمقابلہ قشون اشقیا پرداخت وزبان بلاغت
ترجمان را باین اشعار آبدار آشنا ساخت۔ نظم انا ابن علے الخیر من اٰل ہاشم
کفانی بہذا مفخر حین افخر۔ وجدی رسول اللہ اکرم من مشی + ونحن
سراج اللہ فی الارض یزہر۔ وفاطمہ امی من سلالتہ احمد

وعمی یدعی ذا الجناحین جعفر - وفینا کتاب اللّٰہ انزل صادقا - وفینا الہدے
والوحی والخیر یذکر وہر کسیکہ از لشکر مخالف روبروے او میگشت او را میکشت
تا انکہ جم غفیر و جماعت کثیر از دست وتیغ او بہ ہاویۂ دوزخ شتافتند وتزلزلے
عجیب ولغزشے غریب در فوج مخالف راہ یافتہ پس ہرگاہ عرصۂ مقاتلہ بر لشکر
اعدا تنگ شد از دور حملہ کردہ او را زیر گرفتند چون ازین ہم کارے نہ کشود
شمر ذی الجوشن حیلہ دگر انگیخت و آتش تدبیر تازہ در کاسۂ فریب ریخت مجملاً
چون لشکریان ابن سعد تاب مقابلہ ومحاربہ با جناب سید الشہدا علیہ الوف
التحیۃ والثنا در خود ندیافتند شمر بدپیکر حیلہ دگر اندیشیدہ خود را با جماعت خود میانۂ
حسین و حرم محترم حائل کردہ خواست کہ دست تعرض باہل بیت نبوت دراز
کند کہ امام مظلوم نعرہ - ویحکم یا شیعۃ الشیطان زدہ فریاد کرد کہ من باشما می جنگم
این چہ نامردی است کہ بر زنان بیگناہ سے تازید بجرد استماع این صدا سگ
مہابت انتما شمر از تعرض بخیم سراپردۂ عصمت وطہارت دست کشیدہ باہمراہیان
خودش متوجہ بآنحضرت گردید پس از طرفے جماعت شمر و از طرفے دیگر
فوج اخر حملہ آوردہ جناب سید الشہدا را پس وپیش درمیان گرفتہ انقدر باران
تیر و نیزہ از ہر دو سو برسر وقت امام مظلوم باریدند کہ آن یکہ تاز میدان وغا
لجام تسلیم ورضا بدست گرفتہ از پشت اسپ بر زمین شہادت افتاد وعنان
عزیمت از حیات اینجہان بے ثبات یکسو کشیدہ رخت اقامت بفردوس
اعلی کشاد وگویند کہ این سانحہ بعد زوال شمس از نقطہ دائرہ نصف النہار
بودہ کہ جزو اول از اجزاء وقت نماز پیشین ہست وگوئیا انجناب والا نسبت
کہ تکبیر افتتاح بر پشت اسپ کرد ورکوع بعد از انفراز از آن وسجدہ ہنگام

وصول برزمین دست داده وبا ینصورت دست مجبور نماز ظهر رخصت طلبیده و این
گشاده و اختلافیکه در قاطع سر مبارک هست در اصل رساله مزبور است
واضح همین است که این شقاوت را اوراز ل برناصیه حال خولی بن یزید
بد مآل نوشته اند اگرچه بادی این شناعت نفر بن خرشه را گفته اند و در
روایت هست که چون تن مبارک بکثرت جراحات سهام و رماح غربال شد
شمر ملعون تحضیض باصحاب خود کرد که باوجود مشبک شدن بدن آنحضرت
تیر و نیزه هنوز زنده گذاشته آید که ناگاه تیری از دست بدبختی از بدبختان بکام
حضرت امام حسین علیه السلام رسید و کار او را اتمام کرد که از پشت اسپ
برزمین افتاد و درهمین حال شمر نام مردکی شمشیر بر روی مبارک حواله کرد
و سنان بن انس نخعی از پی رسیده بزخم نیزه مجروح ساخت و خولی بن یزید
از اسپ فرود آمده سر مبارک را از تن بریده پیش پدر خود برد و خولی انداخت
وبعد ازان انچه از دست بید او لشکریان شمر و ... آل الله و بیت
رفت بیانش سر رود بالجمله چون سر حسین مظلوم را ... تن بدا کرده
و شجره رسالت و دوحه نبوت و نبالت را تیشه ظلم بریدند گویند قیس بن اشعث
پیراهنش را از تن بی سر کشید و جنب بن بدیل شمشیر او بگرفت و شمر با همراهیان
خودش قصد خیمه اهلبیت عفت و طهارت نموده تباراج پرداخت علی بن حسین
که بر بستر بیماری افتاده بود همین که نظر شمر بر حالش افتاد خواست که او را بکشد
کسی دستش گرفت و گفت که مسلمانان اطفال کفار را نمی کشند و تو این
بیمار مسلمان را میکشی شمر جواب داد که امیر یعنی ابن زیاد فرموده است که هیچ
از آل عبا نباید گذاشت او گفت که این همه را پیش امیر باید فرستاد تا هرچه

خواست او باشد لعل آر دپس شمر و ابن سعد گفتند که اسپان را بر تن حسینؑ
دوانند چنانچه بست کس از سواران جسم شریف و عنصر لطیف حسینؑ را پامال
سم اسپان ساختند چنانکه استخوان تن مبارک ریزه ریزه شده و شکست
و سر مبارک را بر نیزه کرده با بشیر بن مالک و خولی بن یزید بکوفه پیش ابن
زیاد فرستادند و زنان اهلبیت را بر شتران بے پرده سوار کرده و علی بن حسینؑ را
بیمار را بر شتری انداخته روانه کوفه ساختند و گویند که ابن سعد یک روز
در کربلا مقام کرده کشتگان خود را گور نموده و تن حسین علیه السلام همراهیانش
تا سه روز همچنان افتاده ماند و کسے دفن نمیکرد تا آنکه مردم غاضریه
که قریه ایست برکنار فرات فراهم شده تن حسینؑ را در یک گور و دیگر بنی
هاشم را در جنب او و باقی شهدا را یکجا کرده دفن کردند حالا تفصیل اسمائے
شهداے اهلبیت که با جناب سید الشهدا در کربلا شهید شدند باید شنید و سنگ
غم از دیده پرنم و سماتم این خیال اهل عالم باید بارید- بعد کچھ فاصله کے شاه
عبدالعزیز صاحب مصنف سر الشهادتین کے خطوط سے یہ نقل کیا ہے
و از فرزندان عبدالله بن جعفر طیار برادر حضرت علی کرم الله وجهه دو پسر
همراه حضرت امام شهید شدند که محمد و عون نام داشتند و خواهرزاده هاے
حقیقی حضرت امام بودند و مادر ایشان حضرت زینب که دختر حقیقی حضرت
امیرالمومنین علی علیه السلام از بطن حضرت بتول بودند خواهر حقیقی حضرت امام
بودند و با عبدالله بن جعفر طیار نکاح شده بود و حضرت امام زین العابدین
و عمر بن الحسن و محمد عمیر بن علی و دیگر صاحب زاده صغیر السن در بندیان رفتند
و حضرت زینب خواهر حقیقی حضرت امام و شهربانو زوجه حضرت امام و حضرت سکینه

دختر حضرت امام و دیگر زنان اہلبیت کہ ہمراہ بودند در بلاد شام رفتند انتہی
کلامہ الشریف انتہی بعد اسکے لکھتے ہین انیست حال ہمراہیان کربلا کہ ہمراہ
سید الشہدا بودند پوشیدہ نخواہد بود کہ شہادت جناب سید الشہدا دشت کربلا
روز عاشورا یعنی دہم محرم روز جمعہ بعد زوال آفتاب سال شصت و یکم ہجرت ۶۱ ہجری
اتفاق افتاد و سنین عمر شریف دران روز پنجاہ و شش سال و پنجاہ و پنج روز ۵۶ ۵۵
رسیدہ بود چہ ولادت باسعادت پنجم شعبان سال چہارم از ہجرت و شہادت
روز عاشورا سنہ شصت و یکم ۶۱ از ہجرت است پس عمر شریف بیکم و کاست پنجاہ
و شش سال و پنجاہ و پنج روز باشد درین باب اختلاف راسماعی نیست
لیکن صحیح و معتمد ہمین قدر ہست کہ برآن اقتصار افتاد القصہ چون سر مبارک
سید الشہدا و دیگر شہیدان دشت کربلا با اسیران اہل بیت رسول خدا
بکوفہ رسید ہرچہ از دست عناد و جور عبید اللہ ابن زیاد بسر وقت دودمان
مصطفی رفت شمہ ازان ارشاد مے شود بر ناظرین کتب سیر و اخبار رواۃ این
اسفار آثار اخبار مخفی و محتجب نبودہ باشد کہ ہرگاہ اسیران اہلبیت رسالت
و بندیان دودمان نبوت و بنالت با سر مبارک سید الشہدا و سائر شہیدان
دشت کربلا داخل کوفہ شدند ابن زیاد لعنہ اللہ الی یوم التناد قصر امارت خود
بیاراستہ با ہیبت و وقار در گوشکے نشستہ در خانہ را بار عام کرد و چون وضیع
و شریف از مردم کوفہ حاضر آمدند سبایائے اہلبیت مصطفی و ذکور و اناث ذریت
رسول خدا را با سر مبارک سید الشہدا بحضور خود طلبید ہمین کہ سر مبارک
حضرت امام حسین پیش نظرش رسید بار بار میدید و تبسم میکرد و چوبیکہ بدست
داشت بر لب و دندان مبارک میزد و گویند کہ درہمین حال ابن زیاد بر منبر رفت

خطبه خواند که شکر خدا را که اظهار حق نمود و امیر المومنین یزید و لشکر او را فتح داد و کاذب
ابن کاذب را کشت و دیگر الفاظ کفریه بر زبان راند که عبد الله بن عفیف از جای
خود جست و گفت که ای دشمن خدا و عدوی مصطفی تو دروغگو هستی و پدر تو
و آنکس که ترا امیر ساخته او نیز دروغگو هست وای بر حال جزان مال تو که اولاد
پیغمبر را کشتی و اهل بیت رسول خدا را ذلیل و خوار کردی و بر سر منبر که مقام
صد ایمان است ایستادی و از خدا شرم نداری که چنین دروغ قبیح میگوئی
و راه کذب فضیح میپوئی روایت که ... اند که وقتیکه اسیران اهل بیت را بحضور ابن زیاد
حاضر کردند گفت الحمد لله الذی اکذب و اکرب شکر خدا را که سختی تو او بدشمنان
و سختی داد حضرت ام کلثوم جواب دادند الحمد لله الذی اکرمنا بمحمد و طهرنا تطهیرا
شکر خدا را که گرامی کرد ما را بمحمد و پاک نمود ما را پاک کردنی باز ابن زیاد گفت کیف
رأیتم قدرة الله چگونه دیدید قدرت خدا را ام کلثوم در جواب فرمودند سیجمع الله
بیننا و بینکم و ینصف بیننا و بینکم یعنی زود هست که جمع کند خدا تعالی میانه ما و شما
و انصاف فرماید در میان ما و شما یعنی در روز قیامت ابن زیاد از این جواب
باصواب بر آشفت و گفت که هنوز اینقدر دلیری و تندی در کلامت خواست
که عقوبت کند که گفتندش سخن زنان را اعتبارے نیست پس نگاه ابن زیاد
بر علی بن حسین افتاد پرسید که این اسیر کیست گفتند که پسر حسین بن علی است
گفت این پسر را نیز بکشند که دوست ندارم که از نسل فاطمه نرینه باقی ماند شحنه
شهر خواست که علی بن حسین را کشیده برد و بیرون فقرش بکشند زینب او را
در کنار گرفته خود را سپر کرد و گفت اگر میکشند ما را بکشید که از بنی فاطمه یک کس
باقیمانده است که محرم ما زنان اهل بیت است اگر او را هم میکشید ما جمله زنان

بدون محرم ہمانیم ابن زیاد را از کلام حضرت زینب ہیبتی در گرفت و از سر خون علی
بن حسین در گذشت گویند کہ چون زنان اہلبیت بر شتران بے پردہ و پیرہن
دریدہ در کوفہ رسیدند کوفیان حال خرابی و دودمان ہمہ آن دیدند و گریستند
ام کلثوم گفت کہ اے مردم کوفہ حالا برائے چہ گریہ میکنید این ہمہ بیداد کہ
بر ما رفت از دست شما رفت مار اشما کشتید و باز مے گریید و این ابیات
بر زبان عصمت بیان راند ابیات۔ ماذا تقولون اذ قال النبی لکم ٭ ماذا فعلتم
وانتم آخر الامم ٭ باہلبیتی و اولادی و تکرمتی
منہم اساری و قتلی ضرجوا بدم ٭ کان ہذا جزائی ان نصحت لکم ٭ ان تخلفونی
بسوء فی ذوی رحمی ٭ حاصل ابیات سے جواب چیست شما اگر سوال کند ٭
محمد عربی از شما کہ وزہرا ٭ کہ آن چہ بود کہ با اہلبیت من کردید ٭ چون ملک
بقا رفتم از سرائے فنا ٭ جزاے آنکہ شما را لحق نمودم راہ ٭ روا بود کہ چنین با
بجارے زشما ٭ المختصر ابن زیاد بعد ملاحظہ حال اسیران اہلبیت حکم داد کہ
اینہا را در بندیخانہ دارند و سر حسین را بر نیزہ گذاشتہ در کوچہ ہای کوفہ
بگردانند چنانچہ دست علی بن حسین علیہ السلام بستہ و زنان اہلبیت را
گرفتہ داخل زندان خانہ کردند و سر حسین را بر نیزہ سوار کردہ خانہ بخانہ
و در سنگ و شوارع کوفہ گردانیدند بعد از آن ابن زیاد سر سید الشہدا و سر شاہ
شہیدان دشت کربلا و جملہ اسیران اہل بیت را با شمر ذی الجوشن بسوئے
دمشق پیش یزید بن معاویہ فرستاد پس قافلہ زنان و یتیمان اہل بیت
بر شتران بے پردہ سوار و سر حسین بر سر نیزہ در ہر شہر و دیار کہ مے رسید
فریاد و وا ویلاہ و وا مصیبتاہ از زمین تا آسمان سر میکشید تا آنکہ بعد قطع منازل

بعد قصد ان ...

وسط مراحل قافله سبایای اهل بیت بدمشق رسید همینکه یزید علیه ما یستحقه را
خبر شد قصر امارت آراسته و به تزئین قماش خود پرداخته در زمانیکه جمله عظمای
شام پیش او حاضر بودند حکم باحضار اسیران داد و بالفور سرهای شهدا را
با زنان و یتیمان اهلبیت بحضورش آوردند چنانچه سر یکیک را از شهیدان
دیدن و حال صاحب آن سر را پرسیدن آغاز کرد چندانکه شمر ذی الجوشن
سر مبارک حضرت سید الشهدا علیه السلام را پیش او گذاشت و به اظهار
ماجرای جنگ با مباهات و افتخار پرداخت باصغای واقعه کربلا و مشاهده
صورت حال سبایا و سرهای شهداء المعان استبشار و فرح و انبساط
از ناصیه حال آن خسران مال میتابید چنانچه ابیات ابن الزبعری یعنی
لیت اشیاخی ببدر شهدوا الخ تا آخر میخواند و از کمال اهتزاز و نشاط بر خود
می بالید و بچوب خیزران لب و دندان شاه شهیدان را میزد و میگفت
که ای ابو عبد الله مرا گمان نبود که سنین عمرت تا اینمدت رسد و سر و
ریش تو از خضاب محفوظ باشد در مناقب السادات منقولست که دران
ساعت که سر مبارک حسین پیش یزید پلید بردند لعین در شادی می‌شد
و خمر میخورد و سر مبارک را بانواع اهانت میکرد خبر بعضی صحابه رسول
الله صلعم برفت گریان آمدند و گفتند ای ملعون چه میکنی ایشانرا حکم قتل کرد و هفت
صحابه را اشرو زگردن بزد گویند که سمره بن جندب از صحابه که حاضر آن مجلس بود
چون ضرب خیزران بر لب و دندان شاه شهیدان ملاحظه کرد از دست ضبط بر آمده
با یزید بدکردار مخاطب شده گفت قطع الله یدک که چوب بر لب و دندان میزنی
که بوسه گاه رسول خدا علیه الصلوة و الثنا بوده است یزید ملعون بغضب رفته

گفت ای سمره اگر شرف صحبت تو با رسول خدا مرا مانع نمی شد اینوقت گردنت
می زدم سمره گفت سبحان الله که در حق من ملاحظه صحبت رسول میکنی و با جگر
گوشگان رسول و فرزندان بتول چنان معامله کردی که هیچ کافری با مسلمانی
نکند این بگفت واز آن مجلس برخواست انتہی بعد تھوری سے فاصلہ کے
پھر لکھتا ہے یزید جواب رسول قیصر بجز سکوت ندید و متوجه بطرف زنان و یتیمان
اہلبیت شد و زینب و کلثوم و علی بن حسین را نزدیک طلبید چشم حضرت زینب
چون بر سر مبارک شاه شہیدان افتاد گفت واجداه و احمداه بعد از ان خطاب
به یزید کرد و گفت که ہیچ میدانی که زنان خود را در سرا پرده عزت و حجاب
نشاندی و دختران رسول خدا را این سبی پردگیها بر شتران سوار کردی
و در مجمع مردان پیش خود طلبیدی فردای قیامت از عہده خود چه
جواب توانی داد یزید پرسید که این کدام است گفتند زینب خواهر حسین علیه السلام
و دختر فاطمه زہرا است پس از ان کلثوم برخواست و بر سر حسین افتاد لب
و دندان خود را بران لب و دہان چندان مالید که بیہوش بر زمین افتاد یزید
چون به ہوش آمد دعای بد در حق یزید کرد و گفت ای یزید تمتع از دنیا نیابی
و چنانکه ما را در بلا افگندی تو ہم در دنیا و عقبی روی راحت نه بینی یزید پرسید
گفت مگر این زن ہم خواهر حسین علیه السلام است گفتند آری این کلثوم دختر فاطمه
است پس متوجه بسوی امام زین العابدین کرد و پرسید که این کیست گفتند که این
علی بن حسین پسر حسین بن علی است گفت که شنیدم که علی بن حسین کشته شد گفتند
که حسین را سه پسر بود علی اکبر و علی اوسط و علی اصغر علی اکبر و علی اصغر هر دو
کشته شد و علی اوسط که بیمار بود او را اسیر کرده آوردیم یزید گفت ای کوکب

میدانی که پدرت میخواست که بر مسند خلافت نشیند و بر سر منبرها خطبه بنام او خوانده شود که الحمدلله که بمراد خود نرسید علی بن حسین گفت که ای یزید بگو این منبر با پدران ما نهاده اند یا پدران تو خلافت و امامت پدران ما بوده است که در راه خدا جهاد کردند یا از پدران تو که شرک با خدا نمودند در روز جزا معامله ما و شما فیصل شدنی است وآیه کریمه وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون خوانده ختم کلام فرمود پس یزید حکم داد که سبایای اهلبیت را بفرو وگاد اینها ببرند و سر حسین را بر دروازه دمشق آویزان نمایند چنانکه گویند که تا سه روز سر مبارک بر دروازه دمشق آویزان ماند بعد از آن ذریت حسین را با سر مبارک او روانه مدینه کرد منقول است چون یزید علیه ما یستحقه اهلبیت رسول و ذریت بتول را روانه بمدینه نمود نعمان بن بشیر را با جماعتی از سواران مقرر کرد که اینها را بمدینه رساند چنانچه امام علی بن حسین علیه السلام سر سید الشهدا و سرهای دیگر شهیدان دشت کربلا فرا گرفته همراه زنان و یتیمان اهلبیت روانه مدینه منوره شد و این روانگی هم خالی از حلیه ذلت و خواری نبوده چنانکه کلام ابن جوزی محدث دال بر آنست جائیکه گفته که از جور و بیداد ابن زیاد که نسبت اهلبیت نبوی عمل آورد عجب نیست که او محکوم و منقاد یزید بوده لیکن از گمراهی یزید خبیث عجب است که چوب بر دندان حسین زده و اهل بیت او را بر شتران بے پرده بذلت و خواری سوار کرده با سر مبارک بطرف مدینه فرستاد پس گفته که هیچ مقصود از این نبوده مگر فضیحت کردن اگر در دل او کینه جاهلیت و عداوت کشته شدن اقربای او که بروز بدر از کفار کشته شده نمی بود هر آئینه تعظیم و تکریم سر مبارک میکرد و کفن میداد

و دفن میساخت و نیکوئی باآل رسول و ذریت بتول مے نمود القصہ چون قافلہ اہلبیت از دمشق عازم مدینہ شد نعمان بن بشیر کہ از طرف یزید تعین بود بدیہہ سعادت ازلی بحسن خدمت در راہ با ذریت حسین پیش آمدہ مراتب طاعت و تعظیم و تکریم و اعزاز و احترام چنانکہ باید از جانب خود بجا آوردہ بمدینہ سیاند و در زمانیکہ خبر مراجعت اہلبیت رسالت بمدینہ رسید اولاد مہاجر و انصار و دیگر اہالی مدینہ از صغار و کبار باستقبال دویدند ہمینکہ ذریت رسول و جگر گوشہ ہائے بتول را بابتلا مصیبت دیدند حالتے از غم و اندوہ و گریہ و زاری برایشان گذشت کہ خارج از حیطہ شرح و بیان است گویند کہ مصیبتی کہ روز وفات حضرت سرور کائنات علیہ افضل من الصلواۃ والتحیات براہل مدینہ گذشتہ بود ہمان مصیبت آنروز گذشت کہ امام زین العابدین با زنان و یتیمان اہلبیت نبوت و سر مبارک سید الشہداء علیہ التحیۃ والثنا از دمشق بمدینہ برگشت فریادی عجیب و شورے غریب در مدینہ برپا بود گویا از ہنگامہ قیامت میداد جملہ ارباب دین در اندوہ و درد و رنج ہمہ از کہین و مہین از غم و غصہ حزین بودند و حالتیکہ عارض حال ام المومنین حضرت ام سلمہ گشتہ از آن چہ توان گفت کہ فریادی فرادی زنان و یتیمان اہلبیت نبوت را بکنار میگرفت و میگریست تا آنکہ ہمراہ ذریت بتول متوجہ روضہ مقدسہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شدند زار زار میگریستند و بزبان حال میگفت ابیات یا رسول اللہ برآ از روضہ سر تا بنگرے ٭ اہلبیت خویشتن را زار و غمناک و حزین ٭ دربلائے دشمنان دین گرفتار آمدہ ٭ بیسابقہ در جہان یا رب گرفتار این چنین

بحذف بعض عبارت جب ناظران مقامات کو دیکھ چلیگا اور انصاف سے
آنکھ تعصب کے پٹی سے باندہ نلیگا تو معلوم ہو جاوےگا کہ مرثیون مین اورکیا
کیفیت بیان ہوتی ہے ہان جو خلاف روایت کسی شاعر نے لکھا ہے
ہم خود اسکو خلاف اور اوسکے کہنے والے کو خلاف گو جانتے ہین۔ شاہ
سلامت اللہ صاحب تحریر الشہادتین سے مفصل کیفیت نام بنام اور حالت
سر برہنگی اور حاضری دختران بتول وخاندان رسول کی لکھی ہے پہر شیعون پر
کیا اعتراض۔ انکو بیجا نہین کہتے۔ اے ناظران پر تمکین و پیروان دین متین
قصہ کربلا کے بیان کے ممانعت اہلسنت کے ہان نہ اس وجہ سے ہے
کہ واقعی موجب ہتک اسلام ہو بلکہ اسمین تو اور بہادری وشجاعت اور رضا
اطاعت ایزدی ظلم ظالم ظاہر ہوتا ہے جیسا بیان ہوا مگر ہان اس بیان مین
اگر غور کرکے دیکہیں تو ہتک شان خلفاء اہل سنت ہے اوسے پردہ پوشی
کے سبب سے کبھی تو باتون باتون مین اوڑاتے ہین کبھی شرعی مسائل
بنا کر حرام بتاتی ہین کبھی ذکر حسین ؑ و حسن ؑ کو حرام اور ناروا ٹھہراتے ہین چنانچہ
صواعق محرقہ مین جسکی توثیق پہلے گذری میان غزالی صاحب کے طرف سے
یون لکھا ہے عن الغزالی وغیرہ یحرم علے الواعظ وغیرہ روایۃ قتل الحسین
والحسن و ماجری بین الصحابۃ من التشاجر والتخاصم فانہ یہیج الی بغض الصحابۃ
والطعن فیہم حاصل یہ کہ غزالی وغیرہ سے روایت ہے کہ واعظ وغیرہ پر حرام ہے
کہ روایت قتل حسین ؑ و حسن ؑ اور اوس چیز کو بیان کرے جو کہ صحابہ تشاجر مین و
تخاصم سے واقع ہوئی ہے کیونکہ اوس سے صحابہ کا بغض جوش زن ہوتا ہے
اور اون پر طعن پڑتا ہے انتہے سے بعد مدت کے ہوا وعدہ خلافت کا

جواب قول غزالی کہ در ان بہ حرمت ذکر حسین فتوی دادہ است

اٹھا گیا فضل ہین یار کا جہوٹا ہو کر و صحابہ کا تشاجر صحابہ کا تخاصم یعنے صحابہ کے
آپس کی تصومت و دشمنی کا تذکرہ او رحسینؑ و حسنؑ کے قتل کے روایت واعظ پر
حرام ہے غزالی کے رائے عالی پر ہزاروں آفرین اور لاکھون شاباش
تہیں اونکی روح تو اس مواخذہ مین گرفتار ہو گے ہین اونکے مقلدین سے التماس
کرتا ہون کہ ذکر حسینؑ وغیرہ مین آیا حسین و حسن کے ذلت ہے یا تمہارے
کسی پیر و مرشد کے صاف ظاہر ہے کہ خاندان عصمت وطہارت تو ہمیشہ مظلوم رہا
اس ظلم کا اسلئے بیان کرنا کہ ظالم پر حسب نزول آیہ لعنة اللہ علے الظالمین
لعنت کہی جاوی کچھ قباحت نہین نہایت اسمین اسلام کی ذلت نہ اسمین
رسول او را ونکے خاندان کی واسطے ان ظالمون کے البتہ ذلت اور رسوائے
خواری بد مذہبی ہے بلکہ اکثر ثابت ہے شاید ایسی ہے وجوہ سے حضرات
اہلسنت اسکو حرام جانتے ہونگے میان مین تم سے ایک مثال بیان کرتا ہون
ذرا غور کرنا ایک بادشاہ نہایت عادل و حقدار اور غربا پرور متصف
جمیع صفات حسنہ ہوا اور چند شخص جو اوسیکے احسان سے رتبہ پاوین
ملک رد شنے تک کھاوین اوسیکے مال سے جنہون نے مدتوان پرورش پاکے
ہوا وسیکے اسباب سے جنہون نے اپنی زینت بنائی ہوا وسیکے سبب سے دنیا مین
مشہور ہوئی ہون اوسیکے وسیلہ سے جانین بچائی ہون اگر بعد وفات
ان بادشاہ کے اوسکے بادشاہت ناجائز یا جائز طور سے بفرض محال
مال اوسکے مال اسباب کے وارث بنکر اوسکی اولاد سے اس طرح
چہین اوین کہ کسی کو قتل کسی کو اسیر کسی کو او رطرح مصیبت رسیدہ کرین
اور پہر اونہین کے بزرگ کے پیروی کا دعوی کرین تو اس بیان کو

جو شخص بیان کریگا کیا مظلومون سے ذلت ہو گی یا ظالم سے بے ایمانی
ستم رسیدون کی خواری سمجھی جاویگی یا ستمگار کے بیرحمی سب اگر واقعی
صحابہ اسمین کوئی ہو عمر ہو یا بکر ظالم نہ تھے تو کیون خوف ہے کہ ذکر ہی
سے بغض و لو نہین پیدا ہو جاوے گا اور اگر یہ نہین ہے تو پھر کیا ڈر لگا
ہوا ہے کہ صحابہ کے حالات کا بھی ذکر مت کرو اونکی صفات کو مت دیکھو
اونکی خلافت مین سوائے اجماع کے کوئی اسمانی دلیل مت ڈھونڈو اور
اونکی انصاف و ظلم کو مت خیال کرو بس خلیفہ مان لو نائب رسول خدا کا
جان لو ای حضرات سے این خلافت نشد قیامت شد عجیب خلافت
اور عجیب مذہب ہے ذکر ہو امام حسین علیہ السلام کا ڈر لگے صحابہ کے بغض کا
ذکر ہو امام حسن علیہ السلام کا خوف ہو اصحاب کے طعن کا۔ الہی پھر کوئی
کہان سے بنا بنا کے فضیلتین لاوے جو شب و روز فضائل ہی صحابہ کے
اور سب کیون ثلاثہ کے بیان کیا کرے اسلام کی الفت اسلام کا اتفاق
اسلام مین مومنین کے اخوت اور قومون کے لئی نمونہ تھے کیونکہ
منشاء اسلام ائتلاف اور رفع فساد و نزاع بھی ہے اور قران مین بھی
ایسا ہی ہے لیکن کیا خوب الفت اور کیا خوب پابندی مذہب
صحابہ مین تھی کہ جھگڑے پر جھگڑا اور اختلاف پر اختلاف اونہین مین ہوا
جنسی وین قائم شمار ہوتا ہے سے چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی
علامہ تفتازانی جو اجلہ علماء اہلسنت سے ہین نہایت دور اندیشی سے
شرح مقاصد مین فرماتے ہین ما وقع بین الصحابۃ من المحاربات
والمشاجرات علی الوجہ المسطور فی کتب التواریخ والمذکور علی السنۃ

التفات یدل بظاہرہ علی ان بعضہم قد حاد عن طریق الحق و بلغ حد الظلم
والفسق وکان الباعث علیہ الحقد والعناد والحسد واللداد وطلب الملک
والریاسات والمیل الی اللذات والشہوات اذ لیس کل صحابی معصوما
ولا کل من لقی النبی بالخیر موسوما الا ان العلماء لحسن ظنہم باصحاب رسول
اللہ صلعم ذکروا لہا محامل وتاویلات بہا یلیق و ذہبوا الی انہم محفوظون عما یوجب
التضلیل والتفسیق صونا لعقائد المسلمین من الزیغ والضلالۃ فی حق
کبار الصحابۃ سیما المہاجرین منہم والانصار المبشرین بالثواب فی
دار القرار واما ما جری بعدہم من الظلم علی اہلبیت النبی فمن الظہور بحیث
لا مجال للاخفاء ومن الشناعۃ بحیث لا اشتباہ علی الآراء ویکاد یشہد بہ
الجماد والحیوانات العجماء ویبکی لہ من فی الارض والسماء وتنہدم بہ الجبال
وتنشق منہ الصخور ویبقی سوء عملہ علی کر الشہور ومر الدہور فلعنۃ اللہ علی من
باشر او رضی او سعی ولعذاب الآخرۃ اشد وابقی انتہی حاصل اسعبارتکا
یہ ہے کہ صحابہ مین جوکچھ محاربات اور مشاجرات واقع ہوئی جیساکہ کتب
تاریخ مین مذکور ہے اور زبان معتمدین پر مسطور اوسسے بظاہر معلوم ہوتا ہے
کہ بعض صحابہ طریق حق سے پھر گئے اور حد ظلم وفسق کو پونہچ گئے تہے
اور اسکا باعث کینہ وعناد اور حسد اور خصومت اور طلب ملک
و ریاست وخواہش لذت وشہوت تہا کیونکہ نہ تو ہر صحابی معصوم ہے
اور نہ ہر شخص جسنے نبی سے ملاقات کی بخیر موسوم۔ مگر علمانے اصحاب
رسول کے حسن ظن کی وجہ سے اسکی تاویلین بیان کی ہین اور
وہ کہتے ہین کہ صحابہ اوس شی سے محفوظ تہے جو موجب تضلیل

وتفسیق ہو ورنہ عقائد مسلمین زیغ وضلالت سے نہ بچین گے اور کبار
صحابہ خصوصًا مہاجرین والانصار اور اون لوگون کے نسبت جنکو
بہشت کی بشارت دی گئی ایسے چیزون کاخیال کیاجاوے گا
لیکن بعد ہونے کے جو کچھہ اہلبیت نبیؐ پر واقع ہوا اوسکے اظہار کے غایت
ظہور کے وجہہ سے ضرورت بیان نہین اور قریب ہے کہ اوسکی گواہی
بہائم وجمادات غیر ناطق دین اور اوسکے لئے جو زمین وآسمان مین ہین
روئین اور پہاڑ منہدم ہون اور یہ امر تمام جہان مین باقی ہے پس
لعنت خدا ہو اوس پر جسنے یہ فعل کیا یا اس سے راضی ہوا یا اسمین سعی کے
البتہ عذاب آخرت نہایت سخت اور باقی رہنے والا ہے انتہے ملخص ترجمہ
کلامہ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ مین خوب لڑائے اور جھگڑے
واقع ہوی۔ خوب ائتلاف اسلام ثابت کیا سعدی شیرازی کیا خوب
کہتا ہے۔ دو عاقل رانباشد کین وپیکار ٭ نہ دانائی ستیزد با سبکسار
وگر در ہر دو جانب جاہلانند ٭ اگر زنجیر باشد بگسلانند ٭ الفت اوراتفاق
اسکا نام ہے کہ بہتر نے ایک کے عوض جب تک اپنا سر نثار نہ کرلیا اوسکے
بال تک بیکا نہ ہونے دیا پابندی مذہب اسکا نام ہے کہ عیال اطفال
عزت مال برباد ہوا لیکن مخالف مذہب کے کسی نہج سے ذرا سے بھی
اطاعت نہ قبول کے امام حسینؑ کے مظلومیت سے صبر۔ اطاعت مذہب
شجاعت ظاہر ہوتی ہے یا پراس۔ مخالفت مذہب تبردلی مگر ہان
یہ خوف ہے کہ کربلا کا جب ذکر ہوا ہے تو کہین جنگ حُنین کا یا معرکہ
احد کا ذکر نہ آجاوے شیعون کو تو کچھہ ڈر ہی نہین مولای مومنین

جان نثار سید المرسلین علی بن ابیطالب علیہ السلام تنہا کس طرح سے رفیق رسالت
پناہ رہے مگر ہان جسکو کسی اپنے لگتے بھگتے کا خوف ہوگا وہ اول ہی سے
قصہ کربلا کو گیا ہر قصہ بیان کرنیکو حرام کہیگا شاباش جزاکم اللہ چرا کارے
کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ❊ مگر ذرا ایک بھول گئے کہ قران مین بھی قصے ہین
نحن نقص علیک احسن القصص وغیرہ ذہن سے نکل گیا ہے خلفا کی حالت
بیان کیجیمین اگر اونکے ذلت آتو تمکو یہ بھی حرام ہے کہ رسالت پناہ کی ہجرت
اونکے وہ غار کے تشریف بری جسمین حضرت ابوبکر کے تمہاری نزدیک
صبر و جرات اور اطمینان یا بے صبری و بزدلی اور اضطراب پر آیت
نازل ہوئی اور لشکر اسلام کی ہزیمت یا خیبر کبھی بھولے سے حنین و احد کا
فرار بیان کرو کبھی حضرت ابوبکر کی شانمین جو گستاخی ہوئی اوسپر تو تمہاری
نہ پڑی ہوگے نہ معلوم کیون اونکے لوگ درج کتب کرتے ہین اور کیون
پڑھتے ہین معارج النبوۃ اور ریاض النضرۃ مین وہ ہی قصہ ہے جسمین
حضرت ابوبکر نے باصرار خطبہ پڑھا اور جسمین عتبہ بن ربیعہ نے اپنی دست
کاری ظاہر کی سے خاندان رسالت کی ہرگز ہرگز اس بیان مین تضحیک
اور رسوائی نہین اون حضرات کا کوئی ایسا حال نہین جو باعث ذلت ہو
ہان اگر کسی خلیفہ کا کوئی [illegible] ہو تو خیر جیسے علامہ سیوطی حاشیہ قاموس مین
لکھتے ہین اور ہم کو بھی اوسکے بیان سے شرم آتی ہے باوجودیکہ ہم اونکے
دشمن ہین یعنے خلیفہ مین ایک ایسا عارضہ بتایا ہے جو کہ اب بھی بعض
مشایخ کو بچپن مین عارض ہوجاتا ہے اور جسمین دبر کا مقولہ ورحالت
ہوں صورت قیام مین جیسا کے فرمایا ہے آج تک زبان زد خلایق ہے

نعوذ باللہ منہا ہان یہ البتہ چھپانے کی باتین ہین جنھین اسلام کے نزدیک
نہ صبر نہ شجاعت نہ اعجاز نہ اطاعت مذہب ۔ گو کہ اسمین بھی اس فرقہ
والون کے نزدیک کچھہ ہو ۔ بعض حضرات اہلبیتؑ کے ہجو مرثیہ کی وجہ سے
اور بیان حال سے سے ہے سمجھتی ہین اور کہتے ہین کہ اگر کوئی ہماری مان و
بہن کا یون تذکرہ کرے گو واقعی ہو تو کتنا ہمکو برا معلوم ہوگا ہین اوسکے
جواب مین التماس کرتا ہون کہ ؎ کار پاکان را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر ؏ کہان تم کہان اہلبیتؑ ۔ کہان یزید
کہان تمہارا دشمن ۔ تمہاری اس ذلت مین تمہاری بے خواری ہے
اوس ظلم مین اسلام کی شوکت اور اسلام کے وقعت ہے اور تم کیونکر
اونکی برابری کرسکوگے تم لڑوگے دنیا کی بات پر وہ لڑی دین پر تباؤ
دین کے باب مین جو دیندار کو خواری ہو اور دین کے بات نہ جائے تو کیا وہ
دنیا کی عزت کے بھی برابر نہوگی خدا کی راہ مین مال لٹانا اسباب دنیا اولاد کٹانا
اور پہر بھی اپنی بات پر قایم رہنا کیا اسلام کی حقیقت نہین ثابت کرتا ہے کیا
لوگ دسوین محرم سے بلکہ کوچ امام حسینؑ کے دن سے مکہ کیطرف اور
اہلبیتؑ کے آنے تک مدینے مین کچھہ تجربے دیکھہ دیکھہ کر مسلمان نہین ہوئے
کیا لوگون نے نہین جانا کہ واہ ری نبوت قدم اور واہ رے اعجاز اسلام
ضرور جانا اور اب تک جانا مگر جنکو خدا ہدایت دیتا ہے روز بروز شرف
اسلام سے بہرہ اندوز ہوتے ہین مگر کیا کرین وہ لوگ جو نہ سمجھین اور جنکے
مذہب کے موافق اونکے شانو مین ختم اللہ علے قلوبہم وعلے سمعہم وعلے
ابصارہم غشاوہ ہو چند تو اور اقع اور مضامین کثیر پہر اوسمین سوائے

اقتصار مطالب کیونکہ زیادہ تحریر ہو سکتا ہے یہان پر اس بیان کو ختم کرتا ہون
اور ناظرین حق بین سے امید انصاف رکھتا ہون۔ تیسرا اعتراض
اہلسنت کا نسبت گریہ و قایم کرنے اور مرثیہ پڑہنے کے یہ ہے کہ یہ سب
چیزین خلاف صبر ہین اور خداے تعالے فرماتا ہے یاایہا الذین آمنوا استعینوا
بالصبر والصلواۃ ان اللہ مع الصابرین یعنے ای مومنو قوت پکڑو صبر کرنیسے
اور نماز سے بیشک اللہ ساتھ ہے صبر کرنیوالون کے اور رونا پیٹنا ماتم کرنا صبر سے
بہت دور ہے۔ سو اسکا جواب معرض بیان مین آتا ہے فی الحقیقت صبر
ایک عمدہ خصلت صلحا اور بہترین عادات اتقیا ہے مگر یہ خیال کرنا
چاہیے کہ صبر آیا ہاتہہ کے متعلق ہے یا سر کے۔ پیر کے متعلق ہے یا مونہہ کے
لسانی شے ہے یا جنانی۔ قلبی ہے یا زبانی۔ جب غور کامل کیا جاوے
گا تو معلوم ہوگا کہ صبر ایک ایسی شے ہے جو دل سے متعلق ہے اگر دل
صابر ہے اور جادہ صبر و رضا مین قضا الہی پر ثابت قدم ہے جو امر
مشیت ایزدی سے اوسپر واقع ہوتا ہے اوسکو بسر و چشم رکھتا ہے تو اگر
عمداً ابنا بر اظہار اور استعظام بعض مصائب کے اور لوگون کے آگاہی
کے لیے وہ امور جو بسبب ظاہر بے صبری پر دلالت کرین بجالاوے تو کچھ
خرابی نہین اور ہرگز ہرگز خلاف صبر نہوگا اگر صبر دل سے متعلق نہ ہو تو بہت
بڑی خرابی ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ظاہر حال سے تو خاموش معلوم ہوتا ہے
اور تمہاری تعریف کے موافق صبر ظاہر ہوتا ہے اور دل شکایت سی بہرا ہوا ہے
کیا یہ شخص صابر ہو جاوے گا ہرگز نہین اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ظاہر مین تو
اپنے رنج اور بلا کو کسی نہ کسی وجہ سے بیان کرتا ہے اور باطن مین

نعوذ باللہ منہا ہان یہ البتہ چھپانے کی باتین ہین جنمین اسلام کے نزدیک
نہ صبر نہ شجاعت نہ اعجاز نہ اطاعت مذہب۔ گوکہ اسمین بھی اس فرقہ
والون کے نزدیک کچہہ ہو۔ بعض حضرات اہلبیت کے ہجو مرثیہ کی وجہ سے
اور بیان حال سے سے سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر کوئی ہماری مان و
بہن کا یون تذکرہ کرے گو واقعی ہو تو کتنا ہمکو برا معلوم ہوگا مین اونکے
جواب مین التماس کرتا ہون کہ ؎ کار پاکان را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر ؎ کہان تم کہان اہلبیت۔ کہان یزید
کہان تمہارا دشمن۔ تمہاری اس ذلت مین تمہاری ہی خواری ہے
اوس ظلم مین اسلام کی شوکت اور اسلام کے وقعت ہے اور تم کیونکر
اونکی برابری کر سکوگے تم لڑوگے دنیا کی بات پر وہ لڑی دین پر بتاؤ
دین کے باب مین جو دیندار کو خواری ہو اور دین کے بات نہ جائے تو کیا وہ
دنیا کی عزت کے بھی برابر ہوگی خدا کی راہ مین مال لٹانا اسباب بنیا اولاد کٹانا
اور پہر بھی اپنی بات پر قایم رہنا کیا اسلام کی حقیقت نہین ثابت کرتا ہے کیا
لوگ دسوین محرم سے بلکہ کوچ امام حسین عم کے دن سے مکہ کیطرف اور
اہلبیت کی آنے تک مدینے مین کچہہ تجربے دیکہہ دیکہہ کر مسلمان نہین ہوگئے
کیا لوگون نے نہین جانا کہ واہ ری نبوت قدم اور واہ رے اعجاز اسلام
ضرور جانا اور اب تک جانکر جنکو خدا ہدایت دیتا ہے روز بروز شرف
اسلام سے بہرہ اندوز ہوتے ہین مگر کیا کرین وہ لوگ جو نہ سمجھین اور جنکے
مذہب کے موافق اونکے شان مین ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم و علی
ابصارہم غشاوہ ہو چند تو اوراق اور مضامین کثیر پہر اوسمین سوائے

انحصار مطالب کیونکہ زیادہ تحریر ہو سکتا ہے یہان پر اس بیان کو ختم کرتا ہون
اور ناظرین حق بین سے امید انصاف رکہتا ہون۔ تیسرا اعتراض
اہلسنّت کا نسبت گریہ و قایم کرنے اور مرثیہ پڑہنے کے یہ ہے کہ یہ سب
چیزین خلاف صبر ہین اور خداے تعالے فرماتا ہے یاایہا الذین آمنوا استعینوا
بالصبر والصلواۃ ان اللہ مع الصابرین یعنے ای مومنو قوت پکڑو صبر کرنیسے
اور نماز سے بیشک اللہ ساتہہ ہے صبر کرنیوالون کے اور رونا پیٹنا ماتم کرنا صبر سے
بہت دور ہے۔ سنو اسکا جواب معرض بیان مین آتا ہے فی الحقیقت صبر
ایک عمدہ خصلت صلحا اور بہترین عادات اتقیا ہے مگر یہ خیال کرنا
چاہیئے کہ صبر آیا ہاتہہ کے متعلق ہے یا سر کے یا پیر کے متعلق ہے یا مونہہ کے
لسانی شے ہے یا جنانی۔ قلبی ہے یا زبانی۔ جب غور کامل کیا جاوے
گا تو معلوم ہوگا کہ صبر ایک ایسی شے ہے جو دل سے متعلق ہے اگر دل
صابر ہے اور جادہ صبر و رضا مین قضاء الہی پر ثابت قدم ہے جو امر
مشیت ایزدی سے اوسپر واقع ہوتا ہے اوسکو بسر و چشم رکہتا ہے تو اگر
عمداً بنا بر اظہار اور استعظام بعض مصائب کے اور لوگون کے آگاہی
کے لئے وہ امور جو بحسب ظاہر بے صبری پر دلالت کرین بجالاوے تو کچہہ
خرابی نہین اور ہرگز ہرگز خلاف صبر نہو گا اگر صبر دل سے متعلق نہ ہو تو بہت
بڑی خرابی ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ظاہر حال سے تو خاموش معلوم ہوتا ہے
اور تمہاری تعریف کے موافق صبر ظاہر ہوتا ہے اور دل شکایت سے بہرا ہے
کیا یہ شخص صابر ہو جاوے گا ہرگز نہین اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ظاہر مین تو
اپنے رنج اور بلا کو کسی نہ کسے وجہ سے بیان کرتا ہے اور باطن مین

اعتراض سوم

اوسکے واقع ہونے سے بوجہ قضاء الہی راضی اور خوش ہے آپ یہ شخص دوسرا
کیا بےصبروں مین داخل ہوجاویگا۔ مخفی نہین ہے کہ اعتماد ان امور مین
دل پر ہے نہ کہ زبان پر۔ اور قلوب کے کیفیت عالم الخفیات ہی خوب
جانتا ہے اور جب کہ صبر فعل قلبی ہے تو ماتم داری اور گریہ وزاری منافی
صبر نہین ہوسکتے علاوہ برآن خدمت معترضین مین عرض کیا جاتا ہے کہ آپکی
نزدیک اگر گریہ وزاری و اضطراب و بیقراری خلاف صبر ہے تو اسکے
جواب مین ہم یون تحریر کرتے ہین کہ آپ ذرا مدارج النبوۃ کو ہاتھہ مین
لیکر دیکھیں کہ اس عبارت کا کیا مطلب ہے وچون دید آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم حمزہ را کشتہ شد و مثلہ کردہ شد صیحہ زد و گفت مصیبت زدہ نمی شوم
من ہرگز مثل تو و نہ ایستادہ ام من ہیچ جائے ایستادے خشمناک سازندہ
ترمرا ازینجا منقول است از ابن مسعود کہ گفت ندیدم ما آنحضرت را صلعم
گریہ کنندہ تر ہرگز سخت تر از گریہ وی بر حمزہ بن عبد المطلب ایستاد
بر جنازہ وی گریہ کرد و برداشت آواز تا بیہوش شد و فرمود یا حمزہ
یا عم رسول اللہ یا اسد اللہ یا اسد رسولہ یا حمزہ یا فاعل الخیرات یا حمزہ یا
کاشف الکربات یا حمزہ یا ذاب عن وجہ رسول اللہ صلعم و اینجا معلوم
میشود کہ در ندبہ و بیطاقتی فریاد و آہ و نالہ نیز بوجوہ آمدہ است واللہ اعلم
انتہی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالتمآب صلعم نے حمزہ کے
کشتہ پر نہایت گریہ وزاری کے اور صیحہ مارا یعنے چیخین مارین اور
باواز روئے اب حضرات اہلسنت فرماوین کہ یہ امور جناب رسول
مقبول کے موافق صبر تھے یا مخالف صبر اگر موافق تھے تو مطلب ہمارا حاصل اور اگر مخالف تھے تو معترض

صاحب اپنے مذہب کا ماتم کریں اور دینداری کو رو دیں قسطلانی نے

مواہب میں یہ لکھا ہے عن سالم بن عبد الاشجعی قال لما مات رسول اللہ

کان اجزع الناس کلھم عمر بن الخطاب یعنے جب رسول خدا کا انتقال ہوا تو

سب سے زیادہ جزع کرنیوالے عمر بن خطاب تھے۔ اور بھی دیکھئے مدارج النبوۃ کے

دوسری جلد میں صفحہ ۵۹۴ پر درج ہی پس بیمار سخت شد مرض وے

صلعم چنانکہ آوردہ اند کہ اضطراب مے نمود و بر فرش خود از پہلو بہ پہلو

مے گشت عائشہ میگوید پس گفتم یا رسول اللہ اگر مثل این حالت از یکے

از ما بوجود آید عیب میکنے و در غضب می آئی فرمود ای عائشہ مرض بنہایت

سختی دارد بعد اسکے اسی کتاب میں ہے اما جزع و فزع در بلایا و آہ و نالہ

در امراض چہ حکم دارد اینجا سخن جزع و فزع کہ بمعنے بیصبری و بیطاقتی

است و مکروہ داشتن بلا و گریختن ازان حرام است بے خلاف و آہ و نالہ

بقصد اظہار غربت و شکستگی و بیچارگی کہ لازم حال بندگی است و اضطراب

و بیقراری ہر کہ از شدت مرض و صعوبت ان عارض گردد دیگر است و داخل

جزع و فزع و مکروہ داشتن و گریختن و شکایت از بلیہ نیست و حدیث عائشہ

رضی اللہ عنہا کہ در بیان حال شریف مذکور شد در اثبات آن کافی است

آری بیقراری و نالہ و زاری اگر بعدم رضا و تسلیم باشد مکروہ است

و داخل شکایت است و از علماء مشایخ و آنہا کہ اطلاق کراہیت و شکایت

بران کردہ اند مطلق نیست بلکہ مقید است بہ بے صبری و بیقراری اما جزو از

بدرد و الم جبلت طبیعت بشری بالاتفاق مضائقہ ندارد و پس ذکر درد

شکایت محذوری ندارد و بسا کس کہ بظاہر خاموش باشد و در باطن شاکی بجز

ف جزع بفتحتین ناشکیبائی
از غیاث اللغات [illegible]
[illegible]

وبساکہ در ظاہر سخن مرض و بلا گوید و در باطن راضی بود پس تکیہ و اعتماد
درین امور بر عمل دل است نہ بر فعل زبان انتہی نہایت تعجب کے
بات ہے کہ جب عبدالحق دہلوی سا شخص صبر کو فعل قلبی بتاوی اور
اوسکے اثبات مین گریہ وزاری رسالت پناہ کے موجود ہو تو پھر حضرات
معترضین کو کیا مجال اعتراض باقی ہے - کیا رسالت پناہؐ واستعینوا
بالصبر والصلوٰۃ پر عامل نہ تھے کیا معاذ اللہ صابرین مین معدود نہین
بیشک ہین شواہد گریہ وزاری کے فصل اول مین بیان ہو چکے ہین وہ
سب اسکے مثبت ہین اگر گریہ وزاری خلاف صبر اور منافی اطاعت
ایزدی ہے تو وہ سب رونے والے جنمین رسالت پناہؐ اور انبیاؑ اور
ائمہؑ اور اجنہ داخل ہین غیر صابرین ہین - علاوہ اسکے جناب ابوبکر
وعمر بھی بے صبر ٹہر گئے سے نازم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی
گو مشت خاک ماہمہ بر باد رفتہ باشد * اور خیر اگر رونا خلاف صبر نہین
اور ماتم یعنے سر پر ہاتھ مارنا اثنا گریہ مین یا چھاتی پر مارنا خلاف
صبر ہے تو اسکے جواز کے شواہد اہلسنّت کے ہان سے ہم پورے پورے تو
بوجہ طوالت رسالہ نہین دے سکتے ہان دو ایک روایتون پر اقتصار
کرتے ہین مدارج النبوۃ مین صفحہ ۵۰۱ پر مرقوم ہے پس فرمود آنحضرت
علیہ السلام بفرما ابابکر را کہ بگذارد نماز با مردم پس بیرون آمد بلال دست
بر سر زنان و فریاد کنان وا فریاداہ بریدہ شدن امید و شکستن پشت
کاشکے نمے زائید مرا مادر من وچون زائید کاش سے مردم از زین روز
ونمیدیدم از پیغمبر خدا این حال را پس درآمد بلال رضہ در مسجد و گفت

ازاہلسنت
جواز ماتم

یا ابا بکر رسولخدا امر ے فرماید کہ پیش رو ے و نماز بگذاری با مردم پس چون دید
ابو بکر خالی بودن مسجد را از رسول خدا و بود ابو بکر رضی اللہ عنہ مردی نرم
دل سخت اندوہگین شد کہ نتوانست نگاہداشت خود را پس بر و ے افتاد
بیہوش و بگریہ در آمدند صحابہ و فریاد کردند انتہےٰ بلال کے سرکوبی اور
صحابہ کا فریاد کرنا خدا جانے خلاف صبر ہے یا نہین اور بیشک نہوگا پس پہر
شیعون پر یا قائم کنندہ ماتم امام حسین علیہ السلام پر اعتراض کرنا محض فضول
ولغو ہے اور بہی معارج النبوۃ مین ہے کہ آواز شیطان کہ بقتل محمد صلعم ندا میکرد
بمدینہ رسید تا در خانہا ئے مدینہ نیز شنیدند و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا چون
این آواز شنید دست بر سر زنان از خانہ بیرون دوید و میگریست و ہم زنان
ہاشمیہ مے نالید ند انتہےٰ جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا نے جب ماتم
کیا تو پہر کیا خرابی ہے اور علاوہ اسکے علماء اہلسنت بہی ماتم کو حرام
نہین بتاتے بلکہ مکروہ کہتے ہین اور فعل مکروہ پر عقوبت اور عذاب نہین ہے
چنانچہ صاحب جامع الاصول نے شرح مسند شافعی مین لکھا ہے والذی ذہب
الیہ الشافعی ان النیاحۃ وشق الجیوب وضرب الخدود وتخمیشہا والصیاح مکروہ
خلاصہ یہ کہ شافعی کے نزدیک نوحہ کرنا اور گریبان چاک کرنا خسارون پر
ضرب مارنا اور اونکا چہیلنا اور چلانا مکروہ ہے انتہےٰ پہر کس صورت سے ماتم
حرام ہے ہان اگر یون کہین کہ یہ شعار شیعون کا ہے اور طریقہ اونہون نے
موافق قرآن ہو یا حدیث اختیار کر لیا ہے اسوجہ سے اہلسنت کو حرام ہے
جیسا کہ بعض معاصرین فضلاء اہلسنت نے لکہا ہے سو اسکا جواب نہین
مگر نہین معلوم کہ شیعون کے عادت اور طریقہ ہونے سے کس کس امر کو ترک

کرینگے ۔ اگر کوئی دلیل قطعی اور برہان یقینی ہے تو پیش کرین ورنہ خلاف طریقہ اہل اسلام اختیار ہے جیسا چاہین اختیار کرلین ما علینا الا البلاغ انہین روایات مذکورہ سے یہ بھی ظاہر و باہر ہے کہ باآواز روسے اور آہستہ رونے مین کسیطرحکا فرق نہین کیونکہ لفظ ندبہ اور فریاد اس مدعا پر دلالت کرتے ہین پس کسیطرح یہ اعتراض فرقہ حقہ پر واقع نہین ہوسکتا بلا تحقیق کہنا اور اپنی علماء معتمدین کے روایات کو غیر معتمد جاننا دائرہ اہلسنت سے خارج ہونا ہے اور اعتراض سے معلوم ہوتا ہے کہ معترض اپنے مذہب کا بھی پابند نہین ہے در کفر ہم ثابت نہ زنار را رسوا مکن ؛ باب دوم تعزیہ کے بیان مین اور اسمین دو فصلین ہین فصل اول مین تعزیہ کی اباحت اور جواز کا ثبوت ہے مخفی نرہے کہ جب ثابت ہوگیا کہ گریہ کرنا امام حسین علیہ السلام پر باعث ثواب و حسنات بیحساب ہے تو ظاہر ہے کہ جو چیزین گریہ کرانے والی اور باعث شدت حزن ہونگے وہ بھی جائز و روا ہونگے مادامیکہ شریعت سے حرمت اونکی نپای جاوے بلکہ باعث مزید حسنات و وفور ثواب ہونا چاہئے جیسے شہادت کا ذکر کرنا اور مرثیہ پڑہنا اور از انجملہ نقل روضہ مبارکہ ہے جسکو آج کل اصطلاح مین تعزیہ کہتے ہین ہم بھی اسکے بعد جہان کہین بنابر اصطلاح تعزیہ لکہین گے اوس سے نقل روضہ مبارکہ امام حسین عم ہی مراد ہوگے پس واضح ہو کہ یہ تعزیہ بنانا اہل اسلام مین جائز ہے اور اگر بامعان نظر و غور کیا جاوے تو اہلسنت پر علاوہ جائز و مباح ہونیکے واجب اور فرض ہے جیسا کہ بیان ہوگا ۔ اسکے جواز و اباحت کے اثبات مین بہت سے دلائل علماء شیعہ کثرہم اللہ رب البریہ نے بیان کیے ہین

باب دوم

فصل اول

از آنجملہ ایک وہ نہایت عمدہ دلیل ہے یہ علم منطق کے شکل اول بدیہی
الانتاج کے طریقہ سے ثابت ہوئی ہے فی الحقیقتہ اسمین کسیکہ انکار نہین
رہتا ہم بھی اوسکو ہدیہ ناظرین کرتے ہین معلوم کرنا چاہئے کہ ہم دعوی
اور دلیل اس طرح بیان کرتے ہین بعدہ ہر ایک جزو کو اسکے یعنے صغریٰ
وکبریٰ کو علیحدہ علیحدہ ثابت کرینگے شکل یہ ہے تعزیہ کا بنانا امر مباح ہے
جسنے عبادت تک پہنچ سکتے ہین اور ہر امر مباح جسنے عبادت تک پہنچ سکین
عبادت ہے تو اسنے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تعزیہ کا بنانا عبادت ہے لیکن اثبات
صغریٰ یعنے اس پہلے جز کا کہ تعزیہ بنانا امر مباح ہے جسنے عبادت تک
پہنچ سکتے ہین پس اسوجہ سے کہ جس امر کے لئے شریعت غرا و مات
بیضا مین نہی واقع نہین ہوئے وہ مباح ہے جیسا کہ علم اصول فقہ مین
ثابت ہوا ہے کیونکہ ہر شئے کی اصل اباحت اور عدم تحریم ہے جبتک
کہ شارع علیہ السلام سے کسی قسم کے ممانعت وارد نہو وے جیسا کہ
بحر رائق اور ہدایہ مین ہے اور اصل مین برأت مشغول الذمہ ہے
اسلئے کہ ازروے عقل ظاہر ہے اگر ایسا نہووے اور ہر شئے اصل مین بغیر
نہی وارد ہونیکے حرام ہووے تو حرج منفی کا لازم آوے یعنے جسکی نفی ہے
اوسکے نکرنے مین حرج واقع ہو یا تکلیف محال کے یعنے جسکی عمل کا حکم ہو
وہ محال ہو اور پھر اوسپر عمل بھی کرنا محال ہے اور یہ دونو باطل ہین
پس حرج منفی اور تکلیف مالایطاق بھی لازم نہ آویگی خدا تو خود فرماتا ہے

ما جعل اللہ علیکم فی الدین من حرج یعنے خدای تعالی نے دین مین
تم پر کوئی تنگی اور حرج نہین کیا ہے اور فرماتا ہے لایکلف اللہ نفسا

الا وسعہا خدای تعالےٰ کسیکو اتنی تکلیف نہین دیتا جو اوٹھائی نجاوسے اور بہت سے عقلے اور نقلے ایسی ہی دلیلین ہین علما، اصولین فریقین نے بہت مقامون پر اس قاعدہ کو استعمال کیا ہے اور کوئی اسکا انکار نہین کرسکتا کیونکہ ظاہر ہے اسکے نہ ماننے مین بڑی بڑی خرابیان اور محالات لازم آوینگی جو لوگ کتب اصول فقہ پر عبور رکہتے ہین اونپر یہ قاعدہ خوب واضح و لائح ہوجاویگا پس جبکہ مباح اوسکو کہتے ہین جسکے لئے شریعت مین نہی نہ واقع ہوئی ہو تو تعزیہ کے لئے بھی قرآن وحدیث مین کہین ممانعت نہین آئی اگر کچہہ ہوتا تو کتب مین ماثور و مسطور ہوتا اور اسکا کچہہ اثر نہین اور جب نہین ہے تو ممانعت بھی نہین ہے

اور بھی حدیثین مثل اسکے کتب امامیہ مین ہین کہ کل شئی مطلق حتی یرد فیہ النھی یعنے ہر شے مطلق ہے جبتک کہ اوسمین نہی وارد ہووے اور اسکے بھی موافق اہلسنت مین بھی ہین پس ضرور ہوا کہ تعزیہ بنانا اور جو کچہہ ایسا ہے ہو نفسہ مباح ہے مثل اور افعال و اعمال کے جنکے لئے شریعت مقدسہ مین کوئی حکم وارد نہین ہوا جیسے مدرسون پلون سرا ؤن کا بنانا ایام متبرکہ مین کہانا کہلانا وغیرہ اور یہ بھی بیشک ہے کہ تعزیہ بکا اور حزن کا معین ہے غم و الم بڑہاتا ہے رنج و حسرت زیادہ کرتا ہے دیکھو جب تصور کرتے ہین کہ یہ نقل اوسی روضہ مبارکہ کی ہے جسمین امام عالیمقام مدفون ہین تو خیال آتا ہے کہ معرکہ کربلا اوسکے قریب یون ہوا — حضرت علیہ السلام کی حالت اوس مقام پر یہ تھی — اعدا دین نے روضہ مقدسہ کے ساتھہ یہ گستاخیان کرین او علی ہذا اسیکرون طرح کے

ر وسنے مین زیادہ تر کرتا ہے اور رونا تو ظاہر ہے ہی کہ نہایت عمدہ طاعتون
اور فضل قربتون سے ہے چنانچہ کچھ تہوڑے سے دلائل سابق مین بیان
ہوئے جنسے بخوبی ظاہر ہے کہ حزن و بکا جناب سید الشہدا پر ثواب
جمیل اور اجر جزیل عطا کرتا ہے پس صغری تو ثابت ہو گئی اب کبری
یعنے ہر امر مباح جسسے عبادت تک پہونچ سکین عبادت ہے سو اسمین تو
کسیکو خلاف ہے نہین باجماع اہل اسلام ثابت ہے چنانچہ شیخ عبد الحق
محدث دہلوی نے ترجمہ مشکوۃ مین فرمایا ہے کہ جو امر مباح متوقف
عبادت کا ہو عبادت ہے اور ان دونون صغری و کبری کا نتیجہ بیان
ہو ہی چکا ہے یعنے بعد گرانی حد اوسط کے یہ حاصل ہوا کہ تعزیہ کا بنانا
عبادت ہے بیشک یہ ایسے عمدہ دلیل ہے کہ جسکے ماننی مین کسیکو شک
نہین رہتا اور بدیہی طور پر نتیجہ نکل آتا ہے من استخرج ذلک الدلیل
فجزاہ اللہ الجلیل بالاجر الجزیل والثواب الجمیل دوسری
دلیل بھی جواز تعزیہ پر نہایت قوی اور عمدہ ہے اہلسنت کی بہت
کتابونمین وارد ہوا ہے کہ ان النبی صلعم قال ما راہ المسلمون حسنا
فہو عند اللہ حسن یعنے جسکو مسلمان اچھا جانین وہ اللہ کے نزدیک
بہی اچھا ہین چنانچہ صواعق محرقہ مین بہی ذکر خلافت ابی بکر کے
فصل ثانی مین یہ حدیث موجود ہے اس دلیل سے ابو بکر کے خلافت
کو ثابت کیا ہے اور یہ بہی ظاہر ہے کہ مسلمان سے مراد سب مسلمان
نہین اس طرح سے کہ ایک بہی باقی نہ رہے اور اگر یہ ہووے تو بہت سے
ہمیشہ کہ جمہور اہلسنت نے ہی عمل کیا ہے اور اکثر اہل اسلام ونکی خلافت

باطل ہوجاوینگے چنانچہ انہین مین سے ایک خلافت خلیفہ اول وثانی
پر اجماع ہے سب مسلمان تھوڑا ہی سے تھے اور یہ حدیث اثبات خلافت
ابوبکر مین ہے اہلسنت پیش کرتے ہین پس مراد اس سے سارے
مسلمان تو لینے ہی نچاہئین۔ اب شیعہ بہی اہل اسلام اور اہل قبلہ مین
یہ تعزیہ کو بنانا اچھا جانتے ہین موافق حدیث مرویہ اہلسنت اللہ بھے
اوسکو اچھا جانیگا لیکن یہ امر کہ شیعہ اہل اسلام اور اہل قبلہ سے ہین
سوا اسکے تصریح امام فخر الدین رازی نے نہایۃ العقول مین اور علامہ
جرجانی نے شرح مواقف مین اور علامہ دوانی نے شرح عقائد عضدیہ مین
اور اور لوگون نے کی ہے اور کیونکہ تصریح نکرتے اور شیعون کو اسلام سے
نکال دیتے بیچارے شیعون کا قصور کیا ہے جس سے اسلام سے خارج
کردئے جاوین ہان سوا اسکے کہ کچھہ گستاخی اور بے ادبی بعض صحابہ کے
شان مین کرتے ہین اور اس سے کافر نہین ہوجاتا کیونکہ سب ولعن کے
سنت تو برا بر صحاب مین قدیم سے ہتی حضرت عائشہ صدیقہ کا قول عثمان کے
شان مین موجود ہی ہے لعن کرنا جناب امیر علیہ السلام کا امیر معاویہ
اور عمرو عاص وغیرہ کو قنوت مین معلوم ہی ہے امیر معاویہ کا منابر پر جناب
امیر علیہ السلام کو سب ولعن کرنا صحیح مسلم وغیرہ مین مسطور ہی ہے
پس اگر یہ امر کفر کا سبب ہووے تو لازم آویگا کہ ام المومنین وخال المومنین
وغیرہ اس قانون مین پہنس جاوین اور بہلا اسکو اہلسنت کاہیکو مانینگے
حضرت عائشہ اور امیر معاویہ کو رفیع الدرجہ ہی جانینگے اور اس سے
شیعون کو مسلمان ہی ماننا پریگا ورنہ حضرت ام المومنین اور امیر معاویہ

سو تعزیہ ہمارے لئے بڑی خرابی ہے اور جب شیعون کو مسلمان مان لیا تو اسکے
ساتھہ ہی یاتو بنانا تعزیہ کو فعل حسن اور عبادت سمجھین اور خلافت خلیفہ
اول اپنے نزدیک درست جانین اور یا بنانا تعزیہ کو ناجائز او حرام سمجھو
اور خلافت ابوبکر کی باطل ہونیکا عقیدہ کرین ولنعم ماقیل ے پس تجربہ کردیم
درین دیر مکافات ٭ با دردکشان ہر کہ درافتاد برافتاد ٭ تیسری
دلیل جواز بنا تعزیہ پر یہہ ہے کہ علم اصول فقہ مین فریقین سے یہ مسئلہ
ثابت ہوا ہے مالایتم الواجب الا بہ فہو واجب یعنی جس چیز کے ساتھہ
واجب تمام ہوتا ہے وہ بہی واجب ہے یہی مسئلہ نورالانوار مین سے ہے
جو کتب اہلسنت سے ہے لکھا ہے پس ایسی ہے مالایتم المندوب الا بہ فہو
مندوب یعنی جس چیز کے ساتھہ مندوب تمام ہوتا ہے وہ چیز بہی سنت ہوگی
کیونکہ دونون مین ایک سے ہے علت مشترک ہے اور جب علت مشترک ہے
تو معلول کا بہی ایساہی ہونا واجب ہے اب جیساکہ رونا ویسا ہے تعزیہ بنانا
فثبت المقصود لعون المعبود چوتھی دلیل یہ ہے کہ اہل سنن کے کتابونمین
یہ حدیث موجود ہے لایجتمع امتی علی الضلالۃ یعنی میری امت ضلالت اور
گمراہی پر جمع نہین ہوتے پس اب خیال کرنا چاہئے کہ بنا تعزیہ پر امت کا
اجماع ہے کیونکہ شیعہ اثناعشریہ اور اکثر اہلسنت بہی اسکو بناتی ہین بلکہ
بہت سے علما نے اسکو بنایا اور بنانیکا حکم دیا جیساکہ تفحص سے ظاہر ہے
اور امت سے ساری امت مراد نہین کما مر آنفا پس بنا تعزیہ ہرگز
ضلالت نہوگے بلکہ ایک فعل حسن اور نیک ہے پانچوین دلیل نہایت
قوی دلیل اور عمدہ برہان ہے اہلسنت کے نزدیک تیمور بادشاہ

واجب الاطاعت تھا اور اوسنے تعزیہ بنایا سو جیہ سے تعزیہ بنانا اہلسنت
پر واجب اور لازم ٹھہرا پس اگر ترک کرینگے بیشک ترک واجب سے
عقوبت کے مستحق اور عذاب وعید کے سزاوار ہونگے لیکن بیان اس امر کا
کہ تیمور بادشاہ اولوالعزم اور صاحب غلبہ کے اطاعت حسب اصول
مسلمہ اہلسنت واجب ہے سو علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد مین
لکھا ہے کہ امامت کتنے طرح سے منعقد ہوتے ہے ایک تو بیعت
اہل حل وعقد کے ہو علماء اور رؤساء اور وجوہ ناس سے جنکا حاضر ہونا
میسر ہووے اور کچھہ شرط تعداد کے نہین ہے اور نہ سارے شہرونکے
جمع ہونیکے بلکہ اگر ایک ہی مطاع سے حل وعقد متعلق ہووے تو بیعت اسکی
کافی ہوجاویگے اور دوسرے استخلاف امام کا یعنے امام کسیکو اپنی جگہہ
بٹھاوے یا مشورہ مین خلافت چھوڑ جاوے تیسرے قہر اور غلبہ سے
پس جب امام مرجاوے اور وہ شخص جسمین شرائط امامت پائے جاتے
ہون بغیر بیعت و استخلاف کے امامت کا متعرض ہو اور لوگون کو اپنی
شوکت سے مقہور کرے تو خلافت منعقد ہوجاوے گی اور ایسا ہے حکم
اوسکا ہے جو کہ جاہل یا فاسق ہو علی الاظہر انتہے ملخصاً ان تینون شرطون
مین اگر ایک بھی کسیکے واسطے پائی جاوے گی تو وہ بیشک امام واجب
الاطاعت اہلسنت کا ہے اور تیمور مین قریباً دو شرطین پائی گئی تھین
جسکے وجہ سے اوسکی تابعداری واجب بلکہ نہایت ضروری ٹھہری اول وجہ
جو بیان ہوئی ہے کہ بیعت اہل حل وعقد کی علماء اور رؤساء اور وجوہ
ناس سے ہو جنکا حاضر ہونا میسر ہووے پس یہہ شرط اوسکے کچھہ

تیمور مین پائی جاتی ہے اور بالفرض یہ نپائی جاوے لیکن شرط دوم قہر و استیلا تو تیمور کا کہین نہین گیا ارباب تاریخ پر نہایت روشن ہے کہ بادشاہ صاحب قران امیر تیمور گورکان کا ساغلبہ ہر بادشاہ کو کم میسر ہوا بلکہ نہ ملا چنانچہ شہاب الدین احمد بن محمد بن عبد اللہ دمشقی تاریخ تیموریہ مین باوجود نہایت عداوت رکھنے کے امیر تیمور سے اور ہر جا مذمت کرنے کے آخر مین تاریخ کے ایک فصل علیحدہ کر کے لکھتا ہے جسکے ملاحظہ سے اوسکی صولت و شوکت بخوبی روشن ہوتی ہے اس صورت مین اگر تیمور جاہل و فاسق ہے ہو لیکن پھر بھی واجب الاطاعت ہے کیونکہ فسق کچھہ امام کے ہونے مین خلل انداز نہین ہوتا جیسا کہ شرح مقاصد سے ابھی بیان ہوا اور بھی ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین بشرح حدیث ابن عمر لکھا ہے وفی ہذا الحدیث وجوب طاعۃ الامام الذی انعقدت لہ البیعۃ والمنع من الخروج ولو جار فی حکمہ ولا ینخلع بالفسق حاصل اسکا یہ ہے کہ اس حدیث سے اطاعت اوس امام کی جسکی بیعت منعقد ہوئی ہے واجب ہے اور اس سے خروج اوسکا منع ہے اگرچہ اوسکے حکم مین مائل ہو اور فسق کے سبب سے علیحدہ نہین ہوتا اور اوصاف و محامد عسقلانی کے کتب اہلسنت مین زیادہ اس سے ہین کہ نقل کیئے جاوین چنانچہ شاہ ولی اللہ قرۃ العینین مین اونکو علامہ سیوطی سے بزرگ جانتے ہین اور حسن المحاضرہ مین سیوطی نے مدح کثیر لکھی ہے اور کہتا ہے کہ ابن حجر اپنے زمانہ مین امام الحفاظ تھے مولفات اونکی کثیرہ ہین مثل شرح بخاری اور تعلیق التعلیق

۲

اور ان فتح الباری کا ... ہے حدیث ... شیخ صدوق ... ابن الطغیان ... الحکمۃ ...

وتہذیب التہذیب وتقریب التہذیب ولسان المیزان واصابہ سے
صحابہ ونکت ابن صلاح ورجال الاربعہ ونخبۃ اورشرح اوسکے وغیرہ
اور شہاب منصوری شاعر بیان کرتا ہے کہ اوسکے جنازہ پر مینہ برسا
باوجودیکہ موسم باران نہ تہا پس اُس شاعر نے یہ شعر کہے ۔ قد بکت
السحب علی قاضی القضاۃ بالمطر ۔ وانہدم الرکن الذی کان مشیدا
من الحجر ۔ یعنے بتحقیق کہ ابر قاضی القضاۃ پر مینہ کے ساتھ رویا اور وہ
رکن جو کہ پتہر سے زیادہ محکم تہا منہدم ہوا انتہے ملخصا اور کتاب مفتاح
کنز الدرایہ اور مدینۃ العلوم مین بہی اور کتابون مین بہی اس سے زیادہ مدح
لکھی ہے پس جبکہ علماء مقبولین وکبراء معتمدین نے فسق کو موجب عزل
نہین شمار کیا اور کہا ہے کہ فاسق ہونے سے امام امامت سے علحدہ
نہین ہوسکتا تو بفرض فسق تیمور پہر بہی اوسکے امامت مین قہر وغلبہ سے
کسیطرح شک نہین اس سے زیادہ عجیب اور ابسا غریب یہ سنئے اور فرض
کیجے کہ تیمور فاسق کجا کافر تہا پہر بہی کچہہ ہرج اوسکے امام ہونے مین
نزدیک اہلسنت کے نہ ہوگا اور خوب واضح ہوجاویگا کہ اطاعت کافر کے
بہی جو حاکم وقت ہو واجب ہے اب بگوش جان سنئے اور انصاف کو
ہاتہہ سے نہ دیجئے اور راویون کے اقوال کو ملاحظہ کیجئے شمس الدین قہستانی
جامع الرموز مین جو ایک مستند کتاب ہے فرماتے ہین السلطان ای
الخلیفۃ الوالی الذی لیس فوقہ وال عادلا کان او جائرا وقیل بشرط
العدالۃ والاطلاق مشعر بان الاسلام لیس بشرط یعنے سلطان
ای وہ خلیفہ اور والی جسکے اوپر کوئی والی نہین عادل ہو یا جائر

رحمۃ اللہ علیہ

سیحونکا یہ حبیب ... مصنف الیعلیہم ... سے جب ... تنبیہ ... صنفیہ ... علے ... الحاجب ... مضمر

اور کہا گیا بشرط عدالت اور اطلاق اس امر کا مشعر ہے کہ اسلام شرط
نہین ہے انتہے صاحبان انصاف آوین اور ملاحظہ فرماوین کہ اہلسنت
کے ہان خلیفہ اور والی وہ شخص ہے جسمین نہ فاسق کی تمیز نہ کافر کے
شناخت خیر ما را چہ ازین قصہ ـ امیر تیمور صاحبقران گو فاسق بلکہ کافر ہی
لیکن اہلسنت کے نزدیک ہر حال مین امام اور قابل اطاعت اور
تابعداری کے ہے اوسکی اطاعت مین اگر فرق کرینگے تو ترک واجب
ہوگا اور واجب کا ترک کرنا اور فرض کو چھوڑ دینا معلوم ہے کہ کیسا ہے
علاوہ برایں ان سب امور سے درگذر کر کے خود اعتراف علماء اہلسنت کا
اگر امیر تیمور پر ہو جاوے کہ وہ رسول خدا کے دین کا زندہ کرنیوالا اور از سر نو
بنانیوالا ہے تو پھر مجال دم زدن نہ ہیگی اور اوسکے کہنے اور کرنے پر
حرف لانا نہایت عظیم اور اثم جسیم ہوگا برائے خدا حقیہ پر نظر نکرو اور
کلام کو دیکھو اور ہمین تو اپنا کلام نہین لکھنا کیا مجال ہے جو اپنا دخل دے
سکون ہان روایات نقل کرتا ہون اگر کتابون مین جیسے لکھتا ہون ہے تب تو ورنہ دروغ
سمجھو اور اگر درست پاؤ تو پھر اسپر یقین لاؤ اور ہیچ جانکر دم نہ مارو
دیکھو ابو السعادات ابن اثیر جزری کیسا عالم کامل اور فرد اماثل تہا
جسکی تعریفین اور توصیفین برابر طبقات فقہاے شافعیہ ابن جماعہ
اور وفیات الاعیان و مراۃ الجنان و مدینۃ العلوم وغیرہ وغیرہ مین بہری
پڑی ہین چنانچہ ابن خلکان نے وفیات الاعیان مین جو کچھ لکھا ہے
اوسکو مختصراً ملخصاً و مترجماً ہم بہی لکھتے ہین ابو السعادات مبارک
بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد شیبانی معروف

یا ابن اثیر جزری ملقب بمجد الدین ہے ابو البرکات بن مستوفی تاریخ
اربل مین اوسکے حق مین کہتا ہے کہ وہ اشہر علما اور اکبر نبلا و احد
فضلا و فرد اماثل ہے اور بعد اسکے کہا ہے کہ اوسکے مصنفات بدیعہ
اور رسائل وسیعہ ہین از انجملہ جامع الاصول فی احادیث الرسول ہے
اوسمین اوسنے صحاح ستہ کو جمع کیا ہے یہ وضع پر کتاب رزین کی ہے
مگر اسمین اوسپر بہت زیادتی ہے انتہے ملخصاً اور مدینۃ العلوم مین لکہتا ہے
کہ ابن اثیر مشاہیر علما و اکابر نبلا و اوحد فضلا ہے اسکی تصنیف سے
نہایہ در غریب حدیث و جامع الاصول در احادیث رسول وغیرہ ہین
پس یہی ابن اثیر جزری اپنی کتاب جامع الاصول مین مجددین صدی کے
بیان مین لکہتے ہین جسکو ہم بہی اردو مین ملخصاً بیان کرتے ہین اور
اسے جگہہ سے ہے کہ جب علامہ سید شریف نے امیر تیمور گورکانی کو
اس امر کے نامہ لکہا کہ جب ہر صدی مین چاہئے کہ مجدد دین ہی کا ایک
پادشاہ خدا کی طرف سے روئے زمین پر ایسا ہو جو آنحضرت کے دین کو
زندہ کرے پس اس آٹہوین صدی مین آنحضرت کے دین کا مجدد
اور درست کرنے والا امیر تیمور صاحب قران ہے امیر تیمور نے اس مکتوب کو
اپنے پیر کے آگے پیش کیا پیر نے اوسکے یہ جواب لکہا مروج الدین
والشریعۃ امیر تیمور ایداللہ عزہ جانین کہ ہر ناحیہ مین ایک شخص صاحب
شوکت کو خدا تعالی سر ہر صدی مین پیدا کرتا ہے جو کہ دین اور شریعت
نبی کو رواج دیوے اور سکی مجلس مین اوسکو حاضر کرتا ہے جو عالم کتاب
خدا اور حدود اللہ کا ہو چنانچہ پہلی صدی مین مجدد دین عمر بن عبد العزیز ہے

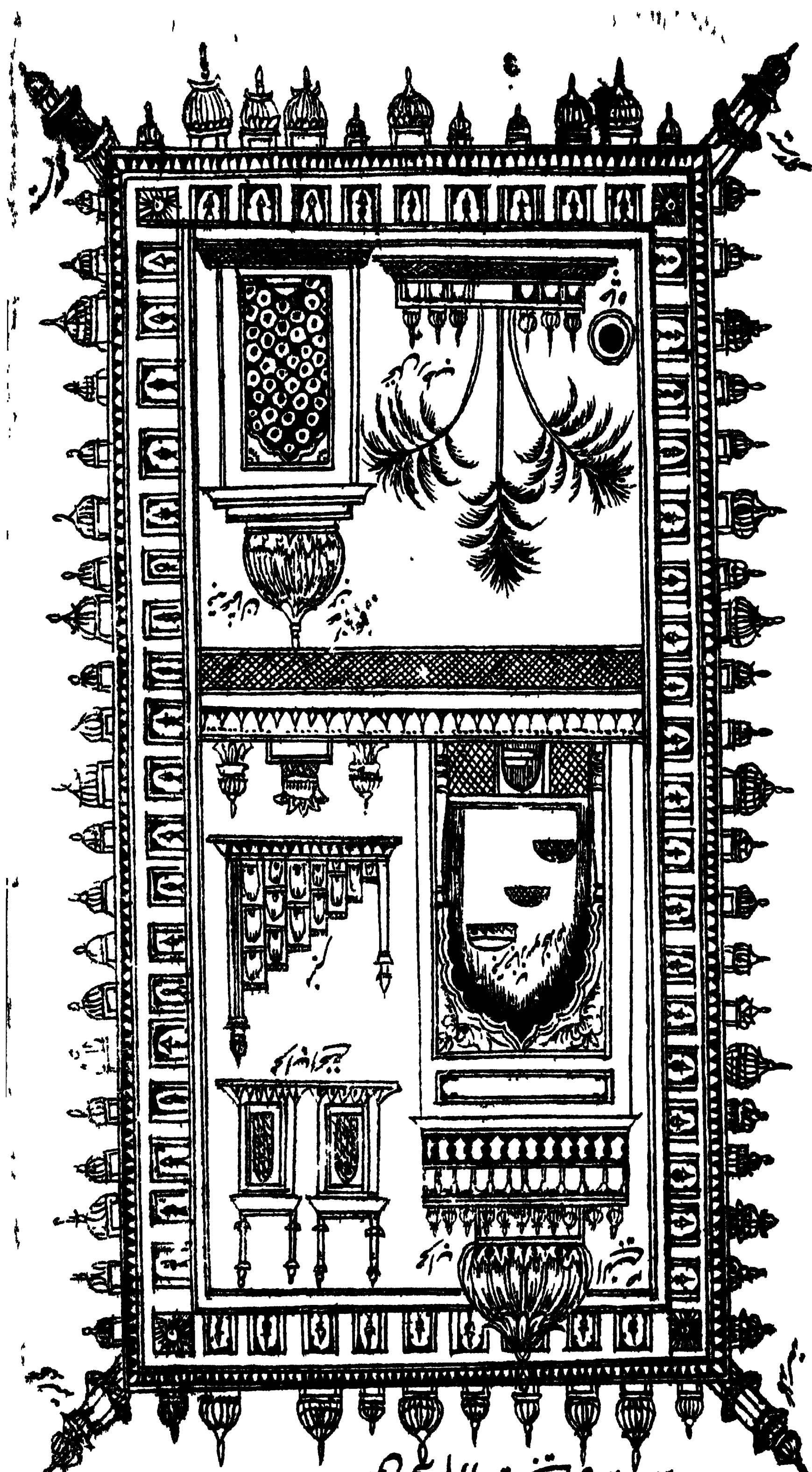
اول جامع الاصول فی احادیث الرسول

اوس صدیمین احکام آلہی اور شریعت حضرت رسالت پناہی صلعم کے
عالم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام عارف بکتاب اللہ ومروج احکام
دین تھے اور دوسری صدیمین مجدد دین کا مامون ہے اور علماسے
مروج احکام شریعت حضرت امام علے بن موسی جعفر بن جو عارف
بکتاب اللہ وحدود اللہ سے تھے اور تیسری صدیمین مقتدر باللہ عباسی
مروج شریعت ہے اور علماء دین مبین سے ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی
اور ابو العباس علمائے شافعی سے ہے اور ابو جعفر علمائے حنفی سے اور ابو بکر
احمد بن ہارون علمائے مالکی سے تھے اور چوتھے صدی مین مروج دین
شریعت معز الدولہ دیلمی ہے اور علماسے سید مرتضی علم الہدی ہے
اور پانچوین صدی مین مروج دین سلطان سنجر بن ملک شاہ ہے
اور عرفا سے حکیم سنائی ہے اور چھٹی صدیمین مروج دین ملت غازان
خان ہے اور موحدین سے شیخ ابراہیم حمودی ہے ساتوین صدیمین
مجدد دین الجائتو سلطان محمد خدابندہ ہے اور علماے دین سے شیخ
جمال الدین مطہر حلی ہے آٹھوین صدی مین کہ یہ زمانہ ہے دین کا رواج
دینے والا امیر صاحب قران ہے اور علماسے سید شریف علامہ جرجانی ہے
موہبت کبری اور تائید عظمی ہے جو ایزد تعالی نے اوس قطب السلطنت
کو کرامت فرمائی ہے انتہے طالبان صراط مستقیم و سالکان نہج قویم غور
کرین کہ امیر تیمور کے نسبت علامہ سید شریف لکھتے ہین کہ وہ خدا کے
جانب سے ایک بادشاہ ہے جو کہ دین اور شریعت نبوی کو روے
زمین پر رایج کرتا ہے اب بعد اسکے امیر کے نسبت کیا شک باقی ہے

اور جب یہ ثابت ہو چکا کہ تیمور حسب اصول مسلمہ اہلسنت امام مفترض الطاعتہ ہے تو یہہ بھی سنا چاہئے کہ امیر تیمور کا تعزیہ بنانا کہاں سے ثابت ہوا پس ارباب سیر و تاریخ پر یہ امر پوشیدہ نہین ہے چنانچہ نسخہ کیفیت شاہان ہند مین مرقوم ہے کہ امیر تیمور صاحب در عمر بست و پنج سالگے ۲۵ کہ از درویشے بکوکب بلندی طالع و ارجمندی بخت و یاوری اقبال درسنہ ۷۷۳ ہفصد و ہفتاد و سہ ہجرے بعد فوت نبیرہ خود کہ شیرین خان نام دو والی ولایت توران بود در خطہ دلکشاے بلخ برسر یر فرمانروائے جلوس فرمود و سکہ و خطبہ بنام خود کرد و سمرقند را دارالسلطنت قرار دا و در آنزمان بکوفہ رسید کوفہ را قتل نمود و در کربلای معلے بروضہ حضرت امام حسین علیہ السلام باریاب گردید ارشاد شد و از ہاتف غیب ندا بر آمد کہ بر تربت حضرت حر علیہ الرحمتہ رفتہ تبرک بگیر و آنچہ ارشاد شود بجا آر حسب الامر عالی بر تربت آنحضرت رسیدہ و نشان و یک و مال عنایت شد و حکم فرمودند کہ در ہندوستان برد و از غرۂ محرم این ہر دو نشان را ایستادہ کردہ تا تاریخ دہم محرم سال بسال فاتحہ کردہ باشے فتح ہند تبو بخشیدہ شد از انجا رخص گردیدہ در ہندوستان آمدہ سکہ و خطبہ بنام خود جاری کرد و بر تخت دہلی نشست از آن روز رواج تعزیہ مشہور است انتہے چھٹی یہ کہ کہتے ہین ایک عالم علماء معتمدین اہلسنت سے ہے اوسکا یہ مذہب ہے کہ مباح واجب ہے جیسا کہ مسلم الثبوت وغیرہ مین ثبوت ہے کیونکہ وہ کہتا ہے جو چیز ہے وہ واجب ہے یا حرام اسلئے کہ واجب کسکو کہتے ہین ترک حرام کو اور مباح بھی ترک حرام ہے

پس وہ بہی واجب ہوگا پس سوائے حرام کے جو کچہ ہے وہ واجب ہے
اب ظاہر ہے کہ اسکے نزدیک تعزیہ واجب ہے اور جو اسکے مقلدین ہین
اونپر بہی واجب ہوگا بلکہ ماننا توسب ہی اہلسنت وجماعت کو چاہئے
آگے اختیار ہے چاہے تو بیچارے کعبی کو اچہا جانین اور خواہ بیگناہ کو
دائرۂ ملامت مین گرفتار مگر ہمکو معلوم ہے کہ کعبے کے ضرور تجنے لوٹین گے
نہ ایسے بات کہتا نہ تعزیہ بنانا درست ہوگیا نہ مورد طعن ہوتا ؎
گل و گلچین کا گلہ بلبل خوش لہجہ نکر تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کی باعث
ساتوین یہ کہ ہر دو فریق اہل تشیع اور تسنن مین نقل قبر بنانا جائز ہے
بلکہ بعض بعض صورتومین باعث ثواب ہے چنانچہ اخبار و احادیث
اہل تشیع مین بطریق اہلبیت علیہم السلام شبیہ قبر کے بنانیکا حکم وارد
ہوا ہے اور شیخ مفید اور شیخ شہید اور سید بن طاؤس نے روایت
کی ہے کہ جب تو مدینہ طیبہ کے سوا کسی اور جگہہ ستر ہوین ربیع الاول
کو چاہے کہ زیارت حضرت رسالت پناہ صلعم سے مشرف ہووے تو غسل
کر اور شبیہ قبر حضرت کی اپنے آگے بنا اور اسم مبارک آنحضرت کو لکہہ اور
زیارت پڑہ اور کتب معتمدہ ومعتبرہ اہلسنّت مین بہی اجازت وارد ہوئی ہے
بلکہ خود مصنفین اور رواۃ نے نقل قبور کی اپنی کتاب مین درج کی ہے
چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی نے جنکے مناقب ومحامد حاجت بیان نہین رکہتے
رسالہ ماثبت بالسنتہ مین تصویرین شیخین کے قبرون کے قریب
قبر مطہر جناب رسالت مآب لکہی ہے اور جذب القلوب مین سے بہی
نقلین قبر کے ہین اور روضۃ الاحباب مین بہی نقل قبور آنحضرت صلعم

وشیمین ویچ ہے اور دلائل الخیرات جو نہایت مستند کتاب ہے اوسمین
تصویر قبور جناب رسول مقبول و ابوبکر و عمر ویچ ہے اور اوسپر یہ عبارت
لکھی ہوئی ہے وہذہ صفتہ الروضتہ المبارکتہ التی دفن فیہا رسول اللہ
وصاحباہ ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما روضتہ النبی صلعم ہکذا۔ یعنے
یہ صفت اوس روضہ مبارکہ کی ہے جسمین جناب رسولخدا صلعم اور ہر دو
صاحب اونکے ابوبکر و عمر مدفون ہین روضہ نبی کا یہ ہے اسکے بعد یہہ
شبیہ قبر ہے شارح دلائل الخیرات اسمقام پر لکھتے ہین و درین محل مولف
رحمتہ اللہ علیہ صورت روضہ منورہ برین شکل تصویر نمودہ است بر موافقت
روایتی کہ بعد ازین ذکر میکند درین شکل قبر شریف ابوبکر رضی اللہ عنہ
اگرچہ جانب پسین قبر شریف آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم اما سر مبارک
ابوبکر رضی اللہ عنہ اندک پائین از سر مبارک آنحضرت است صلے اللہ علیہ وسلم
و سر مبارک عمر رضی اللہ عنہ برابر و پای ابوبکر است اما اہل سیر
در صورت این سہ قبور شریف اختلاف دارند ہفت روایت نقل کردہ اند
امام محمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ در احیاء العلوم نقل کردہ و علماء دیگر ہمہ آنرا
ترجیح دادہ اند این است و قبر شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نزدیک است
بجانب دیوار حجرہ منورہ کہ بجانب قبلہ است و سر مبارک ابوبکر رضی اللہ
عنہ مقابلہ ہر دو دوش مبارک آنحضرت و سر مبارک عمر رضی اللہ عنہ مقابلہ ہر دو دوش مبارک ابوبکر است
رضی اللہ عنہما و شیخ عبدالحق در شرح مشکوۃ آوردہ کہ بناء قبر شریف بر وضع کوہان شتر بود
و این وضع مستحب است در ہر چہار مذہب تنبیہ در ذکر شکل قبور شریفہ
درینجا فائدہ آنست کہ زیارت بکند این مثال را کسیکہ قدرت نیافتہ است



بزیارت عین روضه مقدسه مشاهده بکند این شکل مبارک را محب و مشتاق
و بوسه زند بر آن از غایت محبت و بفرائد شوق خود را و اکثر بزرگان برائے
شکل مبارک خواص و برکات بسیار ذکر کرده اند و به تجربه آورده اند نیز
درین کتاب بعد ازین در ضمن درود ها ذکر قبر شریف خواهد آمد پس مقدم
کرد ذکر آن را تا خوانندهٔ را بیشتر علم بآن حاصل شود انتهی من شرح دلائل الخیرات
اقول اس بیان سے چند مفاد حاصل ہین اول تو یہ کہ قبر حسین کے نقل بنانا
بیشک باعث حسنات اور ثواب ہے کیونکہ جب رسولخدا کے قبر مین اتنے
بہلائیان اور اتنے ثواب ہین تو حسین علیہ السلام کے قبر مین بہی بمفاد
حدیث شریف متفق علیہا الحسین منی وانا من الحسین ہونگے دوسری یہ کہ
بغیر معین گریہ پر اوسکے ہونی کے بہی اوسکا بنانا ثواب ہے اور اگر گریہ بہی
جو کہ جنت مین پہونچا ویگا اور روح حضرت رسالت پناہؐ کو خرم و مسرور
کرتا ہے معین بہی ہووے تو سبحان اللہ نور علی نور تیسرے یہ کہ تنبیہ
شارح دلائل الخیرات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شکل قبور حضرت رسولؐ
وابوبکر وعمر اسواسطے ہین کہ جسکو خاص روضہ مقدسہ کے زیارت کے
قدرت نہ ہو تو اوسکو دیکہہ لے اور غایت محبت سے اوسپر بوسہ دیوے
اسیطرح خیال فرمائے کہ تعزیہ بنتا ہے ہزارہا مشتاق زیارت اوسکو
دیکہتے ہین اور فرط محبت سے مولا کی قبر کے شکل بنا کر کوئی بوسا دیتا ہے
کوئی کسی طرح کے تعظیم کرتا ہے کسیکو اوسکے دیکہنے سے بہی شوق ہوتا ہے
کہ چلیئے اصل کربلائے معلے مین جاکر زیارت کیجئے ہزارہا لوگ ہونگے دلون مین
تعزیہ کو دیکہکر فرط محبت اور زیادت مودت جناب امام حسین علیہ السلام

بحاشیہ شرح دلائل الخیرات
از علمائے اہل سنت است

وخاندان رسالت ونبوت جوش زن ہوئی ہے چوتھے یہ کہ حسب بیان
شارح دلائل الخیرات اس تصویر قبر رسالتماب صلے اللہ علیہ والہ وسلم
وابوبکر وعمر کے بہت خواص وبرکات ہین جو تحریر مین بھی آئے ہین وصورتکہ
اسمین قبور ابوبکر وعمر کی بھی فضیلت گردانی گئی ہے بھلا اوسمین کیون
برکات اور خواص نہ ہونگے جو قبور نونہالان فاطمۃ زہرا ومیوہائے نورسیدہ
بوستان سید الانبیا کانقشہ ہو رسالتمآب کا نور دیدہ فاطمہؑ کی خنکی چشم
خامس آل عبا جناب سید الشہداؑ اپنی اولاد امجاد ومصاحبین کاملین
جن قبور مین دفن ہوا اوسکا نقشہ کیون بابرکت وباسعادت نہوگا دلائل
الخیرات کے نقشہ مین ایک دویادآوری یان ہین اس تعزیہ مین رسالت
پناہ کی بھی اور اور ابنیہؑ کے یادگاری ہے اسمین اوسکی یادآوری ہے
جسکے خاطر رسالت پناہ نے اپنا ابراہیم سا پیارا بیٹا نثار کیا اسمین اوسکی
یادگاری ہے جسکے لئے نبی صلعم جنت سے شیشہ لیکر مقتل مین تشریف
لائے اور موپریشان اور گرد آلودہ ہے پانچوین اس بیان سی یہ بھی
بالالتزام معلوم ہوتا ہے کہ تعظیم تصویر قبور رسالتمآب وغیرہ کرنی
ضرور ہے کیونکہ اونکو بوسہ وغیرہ دی اسیطرح سے ہم کہتے ہین کہ تعظیم
تعزیہ واجب ہے اور اوسکے ساتھہ بی ادبی کرنا قبر مطہر جناب رسولخدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے ادبی کرنا ہے آٹھوین یہ کہ نقل مکانات
اور تصویر عمارات بنانا کچھہ برائی نہین رکھتا اور درست ہے دیکھو تھا
ملا عبدالرحمن جامی نے رسالہ فتوح الحرمین مین صورتین حرمین شریفین
ومکہ معظمہ اور کوہ بوقبیس واحد اور قبۃ البقیع اور صفا ومروہ اور صورت

مدینہ منورہ کی لکھی ہے اگرچہ کچھہ خرابی ہوتی توکیون بناتے اور جب
خرابی نہین ہے اور اوسمین نالئی گوروغیرہ وغیرہ کی تصویر بنائی ہے
تو روضہ مقدسہ جگر گوشہ رسول وفلذہ کبد بتول کے شکل بنانا کیونکر حرام
ومحذور ٹھہریگے ہر یکے ناصح براے دیگران ناصحے خود یافتم کم درجہان
نوین دلیل جواز پر تعزیہ کے یہ ہے کہ اگر تصویر بنانا اور شکل کہینچا مطلق حرام ہوتا
توکیون اہلسنت کے علماء معتمدین نے تصویر نعل رسالتمآب صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے غایت تعظیم کے سئے حکم دیا اور کیون اوسکے کہینے مین
برکات ثابت کئے روضۃ الاحباب مین جو جمال الدین محدث کے تصنیف ہے
جسکے کچھہ مدائح بیان بہی ہوئے یہ لکھا ہے ذکر کیفیت نعل وفضیلت تمثال
نعل آنحضرت ونعلین پوشیدہ۔ نعلین وی از پوست گاو دباغت کردہ بود
ودو دوال داشت وگاہے پابرہنہ تردد می نمودند وتمثالی از نعلین آنحضرت
پیش این فقیر است از کاغذ بریدہ وبرآن خط ہا کشیدہ بمنزلہ دوال ہاے
نعل وجاے انگشت نر وجاے دو انگشت دیگر بنصر وخنصر معین ساختہ
اند وبران کاغذ بخط شریف زبدۃ المحدثین وقدوۃ المحققین برہان الملۃ
والشریعۃ والتقوی والدین المشہور بخواجہ ابی نصر قدس سرہ باین طریق
نوشتہ کہ نعلین مبارک از چند تا ادیمی بودہ است برہم بخیہ کردہ وبراو
اینچنین دو الہا بودہ است ومراد ازپا ہاے بغمودہ است چنانکہ بعقاب را
میباشد وبر آنجا ہم بخط شریف نوشتہ بعبارت عربی چیزے کہ مو داشت
باین معنے راجع است این مقدار نعل رسول خدا است ہر حسب انچہ ثابت
شدہ تحقیق آن ومنقول گشتہ باسناد صحیح ومبین گشتہ در کتاب

روز گارت ایباد چه او داو از دست غفلت داد داد پگیارہوین
یہ کہ کفایۂ شعبی او رفتاواے غریب وعالمگیری و مطالب المومنین وخزانۃ
الروایۃ وغیرہا مین مذکورہے کہ انقل اقبور بیاشیکی اجازت خود جناب
نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی بلکہ اوس اتقل قبر کابوسہ لینا
بھی جائز ہے چنانچہ لکھاہے کہ لاباس بتقبیل قبر والدیہ لان رجل جاء الی
النبی صلعم فقال یارسول اللہ انی حلفت ان اقبل عتبۃ باب الجنۃ وجبہۃ
حور العین فامران یقبل رجل الام ب وجبہۃ الاب قال یارسول اللہ
ان لم یکن ابوای حیین فقال قبل قبرہما قال فان لم یکن اعرف قبرہما
قال خط خطین انوا احدہما قبر الام والاخر قبر الاب فقبلہما فلاتحنث سفی
یمینک انتہی اسکاگویا ترجمہ ہے ففہ احمدی مین نقلا جامع المتفرقات سے
یہ باب مذکورہے مسئلہ مان باپ کے قدم چومنا مباح ہے حدیث مین
آیاہے کہ ایک شخص نے جناب رسالتماب صلعم کے پاس آکر عرض کی
یارسول اللہ صلعم مین نے قسم کہاے ہی کہ آستانہ جنت اور حور العین کے
رخسار پر بوسہ دونگا آپ نے فرمایا کہ مان کے پاؤن اور باپ کی پیشانی پر
بوسہ دے پھر اوس نے پوچھا کہ اگر مان باپ نہون حضرت نے فرمایا اونکے
قبر چومو اوسنے کہا کہ اگر اونکے قبر بھی معلوم نہو ارشاد کیا کہ دو خط کہینچکر
ایک کو باپ کے قبر اور دوسری کو مان کے قبر قرار دیکر بوسہ دی تاکہ
حانث نہو انتہے فیا اہل الانصاف ٭ دعوا التعصب والاعتساف ٭ ولا
تمیلوا الی الخلاف ٭ ولا تکتموا الشہادۃ واسرعوا الی السعادۃ ان کنتم
... ... الی الحق وتارکین للباطل اللجلج ہد بارہوین یہ کہ کتاب

ورر غرر مین جو اہلسنت کے معتمد کتابون سے لکہا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے
کہ مرشد کے حق مرید پر بہت ہین اور صاحبان عرفان کے نزدیک چار
ہادی ہین ایک کتاب الٰہی جو احکام کو ظاہر کرتے ہین اور جس سے بنیاد اسلام
قائم ہے دوسرا ہادی احادیث نبی خیر الانام ہے جو کتاب الٰہی کے حکمونکی
تفسیر کرتے ہین تیسرا ہادی علماء دین ہین جو کہ رموز دانان احکام الٰہی
اور نکتہ سنجان احادیث رسالت پناہی ہین چوتہا ہادی مرشد ہے
جو طریقہ باطنی کا ہادی ہے اور راہ طریقت کا مرشد ہے بعد اسکے صاحب
ورر نی شیخ عبد اللہ بلخی کا حال اس تمہید کی بعد لکہا ہے کہ اپنی مرشد
شاہ احمد بخاری سے اسقدر اعتقاد اور خلوص رکہتا تہا کہ ہر سال بلخسے
اونکی زیارت کو بخارا مین جاتا تھا اور جب وہ مرگیا تو عبد اللہ نے ایکپارچہ
حریر پر اپنے پیر کے تصویر کہنچوائی اور سارا نقشہ اوس مکان کا جسمین
وہ بیٹہتا تھا اور نقشہ اوسکے مقبرہ کا او مسجد کا اوس پارچہ پر منقش کرایا
اور ہر روز اوسکی زیارت کیا کرتا تھا انتہے ملخصا اب جبکہ اسطریقہ پر
پیر اہلسنت کا اپنے مرشد کے تصویر کہنچوا کر جو کہ ذی روح اور باتفاق
اہل اسلام ناجائز و محذور ہے زیارت کری تو تعزیہ جو نقل روضۂ مقدسہ
کے ہے اور بالکل غیر ذی روح اور بیجان اور باتفاق اہل اسلام جائز
و مباح ہے کیونکر ناجائز اور حرام ٹہریگی۔ شیخ احمد بخاری جناب امام
علیہ السّلام کے غلامونکے برابر بہی بالاتفاق منزلت نرکہتا تہا اور پہر
باا ینہمہ اوسکی تصویر کی یہ عزت۔ شیعہ خود امام علیہ السّلام کے
تصویر کہنچکر زیارت نہین کرتے اور نہ کوئی ایسے چیز بناتی ہین جو جاندار کے

مشابہ ہو ہان دیوار وسقف و در کی نقل ہے اس تعصب کا کیا حال کہ
خود تو ذی روح کے بہی تصویر جائز اور اور کے لئے غیر ذی روح کی حرام
سے خائفہ تجہپہ ہے ای یار دل آزار یکا نہ سیکہہ لے تجہہ سے کوی طور
جفاکاری کا نہ علاوہ اسکے نہایت تعجب اور غایت حیرت کا یہ امر ہے
کہ باوجودیکہ ہر دو فرق سنے وشیعہ مین تصویر ذی روح حرام ہے اور
بنانیوالا اوسکا حسب احادیث متواترہ داخل جہنم ہوگا لیکن حضرات
اہلسنت باین طمطراق باعتراض غیر ذی روح یعنے تعزیہ ـ جناب
عائشہ صدیقہ کی گڑیان کہیلنا خیال نہین فرماتے کتاب جمع بین الصحیحین مین
عائشہ ہی سے روایت ہے کہ کہا کنت العب بالبنات عند النبی
وکانت لی صواحب یلعبن معی وکان رسول اللہ اذا دخل یتقنعن منہ فیشیر
الیہن فیلعبن معی یعنے مین گڑیون سے پیغمبر کے پاس کہیلا کرتی تہی اور
چند میرے سہیلیان تہین جو میرے ساتہہ کہیلا کرتی تہین جب رسول خدا
تشریف لایا کرتے تہے وہ چہپ جایا کرتی تہین پس حضرت اونکو اشارہ کر دیتے
اور وہ آکر میرے ساتہہ کہیلتی تہین انتہے معاذ اللہ سے بہلا اس ظلم کا کیا
ٹہکانا نبی کے گہر مین اور گڑیان بنانا کیا سچ کہا ہے ـ کہ دروغ گورا
حافظہ نباشد کیونکہ آپ ہے اپنے صحاح مین یہ بہی روایت کرتے ہین
کہ جس مکان مین تصویر ذی روح ہو اوسمین فرشتے نہین داخل ہوتے
ب سبب عائشہ نے کمال کیا جو محل نزول ملائکہ مقربین ومہبط روح الامین تہا
اوسمین تصاویر ذی روح اور انسان کے بنا کر رکہین اور پہر اس واسطے
یہ بہی ثابت ہے کہ حضرت نے اشارہ اونکے رکہنے اور اونسے کہیلنے کا

گڑیان کہیلنا حضرت عائشہ کا

فرمایا العیاذ باللہ ولو فرضنا اگر یہ امر تہا تو پہر بہی اسکے کیون آنحضرت سے
وارد ہوئی - لفظ بنات کے معنے بتصریح اصحاب حدیث ولغت سنت سے
مثل ابن اثیر صاحب جامع الاصول در نہایہ ومجد الدین فیروز آبادی
در قاموس اون چہوٹی چہوٹی تصویرون کے ہین جنسے لڑکیان کہیلتے ہین
میان شاہ عبد العزیز دہلوی تو اسکا یون جواب دیتے ہین کہ اسوقت کے
بنات اب کی سے گڑیان نہین تہین بلکہ صورت ذی روح کے نہ بنتی تہے
سوالکا جواب تو جب درست ہوسکتا ہے جب یہ تصریح اور بہی لوگ کرتے
ابن اثیر وفیروز آبادی برابر لغت مین بنات گڑیون کو بتاتے ہین شاہ صاحب
اپنی طرف سے اعتراض دفع کرنیکے لئے معنے بناتی ہین اور فضل بن روز
بہان نے جو شاہ عبد العزیز سے بہت پہلے تہا اور بڑا اسنی متعصب تہا
اس بات کو مان لیا ہے کہ وہ گڑیان ذی روح کی تصویر تہین مگر کہتا ہے
جنسے عائشہ کہیلتے تہی وہ انسان کی صورت نہ تہین بلکہ گہوڑے کی تصویر تہی
تہین پس فضل بن روز بہانکے اسمقام پر ایسے ہوش وحواس گم ہوئے
کہ بے سوچے سمجہے کچہ کا کچہ کہہ گیا ہم کہتے ہین اگر گہوڑے ہی سہی تہین
تو وہ بہی جاندار ہے علاوہ برآن بنات گہوڑے کی تصویر کو نہین کہتے
اور گہوڑے کی تصویر بتانے مین ذرا سی غلطی کی اگر ابن روز بہان اونٹ
یا خچر کے تصویر بتاتا تو مناسب حال حضرت عائشہ تہا کیونکہ یہ کا آمدنی تہ
اور جامع الاصول والے نے سنن ابوداؤد سے نقل کیا ہے عن عائشہ
قالت قدم رسول اللہ من غزوہ تبوک او حنین وفی سہوتہا ستر
فہبت ریح فکشفت ناحیۃ الستر عن بنات عائشۃ فقال ماہذا یا عائشہ

قالت بنات لی ورائی منهن فرس له جناحان من رقاع فقال ما هذا الذی
ارى وسطهن قالت فرس قال ما هذا الذی علیه قالت جناحان
قال فرس له جناحان قالت اما سمعت ان لسلیمان خیلا لها اجنحته
قالت فضحك حتے رایت نواجذه رواه ابوداؤد یعنے عائشه بیان کرتی ہین
که رسالت پناه غزوه تبوك یا حنین سے تشریف لائے اور میرے گہرمین
ایک پرده پڑا ہوا تہا - ہوا جو چلی کناره پرده کا گڑیون سے عائشه کے
اٹہ گیا پس حضرت نے فرمایا که اے عائشه یه کیا ہے عائشه نے کہا
که میری گڑیان ہین - حضرت نے ایک گہوڑیکی تصویر بہی اونمین
دیکہی جسکے دو پر رقعه کے لگے ہوئے تہے کہا یه بیچ مین کیا ہے کہا
گہوڑا فرمایا اسکے اوپر کیا ہے کہا دو پر فرمایا گہوڑیکے پر کہا که کیا آپنے
نہین سنا که سلیمان کے گہوڑیکے پر تہے عائشه نے کہا که حضرت
اتنا ہنسے که داڑہین نظر آنے لگین انتہے اب گڑیان ملاحظه کرین اور
نقل غیر ذی روح جو بحسب محاورات لغت وغیره تصویر ہہتے ہین
یعنے تعزیه کو دیکہین کتنی بڑی چشم پوشے اور ہٹ دہرمے ہے
که آپ تو حرمت صریح کے مرتکب اور کچہ نہین دوسرکو اباحت پر طعن
ع انگس است اہل لبشارت که اشارت داند ؛ نکته ہاہست ولے
محرم اسرار کجاست ؛ تیرہوین ۱۳ یه که بیان مولوی عبدالواحد خان
ابن الابن مولوی عبد العلے بحر العلوم معتمد اہلسنت کا نہایت مسکت
اور مفحم اسبار ه مین ہے یقین ہیکه اسکو ملاحظه کرکے حضرات اہلسنت
کسیطرحسے شک نرہیگا اور معلوم کرلین گے که جو کچہ شیعه کہتے ہین

وہ نہایت درست اور بغایت راست ہے وہ بیان از المتہ الاوہام میں مسطور ہے ہم بھی نقل کرتے ہیں کہ در عہد صحابہ و تابعین کتاب اللہ غیر معرب بود بعدہ معرب شدہ و اجماع امت بر آن شد و تب و اثر رسید وہمچنان جمع کردن احادیث و تفاسیر و فقہیات و چہار مصلے خانہ کعبہ و تالیف صرف و نحو وغیرہا و اختراع مجالس ذکر میلاد شریف نبوی صلعم تابہ رسیدہ و اجماع بران گردید ہمچنان مراسم تعزیہ داری جناب امام حسین علیہ السلام از صدہا سال جاری و مروج است و در زمان سلاطین اسلام و متشرع مانند جلال الدین اکبر و جہانگیر و شاہجہان و عالمگیر اورنگ زیب وغیرہم کہ در تمامی ملک خود نافذ الامر کلے بودند مراسم تعزیہ داری بوجہ احسن بتقدیم میرسید و نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم شاہجہان عالم متبحر و قاضی القضاۃ مستعد خان کلان و قاضی القضاۃ مستعد خان خرد کہ ہر یک حنفی المذہب بودند و دیگر علماء آن زمان اگر مراسم مذکورہ را خلاف شرع و بدی پسند داشتند بحضور سلاطین معروض ساختہ در تمامی ملک موقوف میکردانیدند کہ در سرکار پادشاہان اختیار کلی داشتند و پادشاہان ہم متشرع بودند پادشاہان مذکورین کہ متشرع بودند ذات خود بادر تمامی ملک تحت حکومت خود ہا موقوف میکردند و در آن عہد عموماً خصوصاً مروج بود و تا حال جاری است و انشاء اللہ تعالے تا قیامت ۔۔۔ و کسے از عوام و خواص تا زمان تا حال انحراف از ان نکردہ در ۔۔۔ ترویج آن باجماع امت بینی ثابت گشت و ثبوت اثر رسید ۔۔۔ لن تجتمع امتی علے الضلالتہ ۔ ہر چہ ایشان بر آن اجماع کنند ۔۔۔

سر اسر حق بود پس درین عصر اگر کسے انکار نماید و این مراسم را خلاف شرع و مکروہ داند خلاف اجماع و انکار تواتر است و این معنے بموجب اصول فقہ نہایت ممنوع و آنچہ بعضے کج فہمان این زمان سند حدیث من زار قبرا بلا میّت و یا بلا مقبور فقد اثم او کفر بزعم باطل خود تعزیہ شریف را مصداق قبر بلا میّت تصور کردہ زیارت تعزیہ را موجب کفر یا اثم قرار دادہ اند غیر معقول است چہ اوّلاً حدیث مذبور در صحاح ستہ مذکور نیست و راوی حدیث مجہول و الفاظ حدیث مختلف است ہیچو از محل اعتبار ساقط است و بالفرض اگر حدیث مذکور صحیح بودہ باشد از جملہ احاد است بتواتر و اجماع امّت از جز احاد حسب قاعدہ اصول باطل نمیشود و سوائے این تعزیہ امام چیزے دیگر است و قبر بلا میّت امرے دیگر قبر بلا میّت آنست کہ قبر حضرت ادریس و عیسے و خضر و الیاس و یا قبر ملائک در ینجا بنا کنند و زیارت گاہ سازند و یا کسے صورت قبرے بنا کنند کہ فلان کس در ینجا مدفون است و فی الحقیقت چنان نباشد پس اینہمہ قبور بلا مقبور و جعلیہ خواہد بود و ہمچنین عیاذاً باللہ اگر کسے بگوید کہ جسم مطہر جناب امام حسین ع در تعزیہ مدفون است نہ در کربلا معلی درینصورت تعزیہ شریف نیز مصداق قبر بلا مقبور خواہد گشت و اگر نہ نقل قبر و ہرگاہ احدی از موالف و مخالف مجوز شق اول نخواہد شد پس تعین شق ثانی یعنی بودن تعزیہ نقل مزار مبارک جناب سید الشہدا علیہ السلام مبرہن شد و آن جائز است بموجب حدیث نبوی صلعم کہ مذکور خواہد شد قطع نظر از آن حضرت رسول خدا صلعم تعزیہ داری مروجہ این زمانہ را منع نفرمودہ اند بخلاف حکم پیغمبر آنست کہ آنحضرت چیزے را منع کردہ باشند و باز آنچیز را بجا آرند و علت غائے از تعزیہ داری گریہ و بکا و بیان ظلم یزید و اظہار

شجاعت شہد است وبموجب حدیث شریف بروایت ترمذی کہ اصحاب
حدیث وفقہا او را بسیار معتبر ومستند می دانند کہ کتاب اللہ وعترت نبی صلعم
در بزرگی وایفائے حقوق ہر دو برابر اند ودر عہد صحابہ وتابعین کتاب اللہ
غیر معرب بود ومن بعد معرب شد واجماع امت بران شد وبتواتر رسید پس
تعزیہ شریف امام حسین علیہ السلام کہ ہم باجماع امت مروج است با اعراب
کلام اللہ برابر است اگر کسے اہانت وبی ادبی باکلام اللہ وعترت طاہرہ
یا با اعراب کلام اللہ شریف وتعزیہ شریف نماید وترک حقوق کلام اللہ وعترت
طاہرہ کند ہر دو در قیامت فریاد وشکایت آنکس بر حوض خواہند کرد واز حضرت
امام موسی کاظم مرویست کہ ہر کہ زیارت قبر حضرت امام حسین علیہ السلام کند
حالانکہ میداند حق عظمت وی بنویسد حق تعالے درجہ برای وی در علیین وچون
بسبب بعد وشدائد راہ بمزار شریف حضرت امام حسین علیہ السلام بہر سال
رسیدن جملہ مردمان این دیار را متعذر ومتعسر است بنا بران مردمان
این دیار ہر سال در عشرہ محرم علامت نقل قبر ساختہ زیارت بران میکنند
تا باین فضیلت وسعادت کہ در حدیث مذکور است در آیند زیرا کہ بنا ساختن
نقل قبور مباح وبوسہ دادن بران جائز چنانچہ در کفایہ شعبی وفتاواے
غرائب وعالمگیری ومطالب المومنین وخزانۃ الروایت وغیر آن مذکور است

لاباس بتقبیل قبر والدیہ لان رجلا جاء الی النبی صلعم فقال یارسول اللہ
انی حلفت ان اقبل عتبۃ باب الجنۃ وجبہۃ حور العین فامر ان یقبل رجل
الاب وجبہۃ الام قال یارسول اللہ ان لم یکن ابوای حیین فقال قبل
قبرہما قال فان لم یکن اعرف قبرہما قال خط خطین انوا بہذہ ما قبر الام فقبلہما

فلا تخنث فی یمنک اشتہے اے ناظر فہیم صاحب طبع مستقیم سے بھی سجادہ
رنگین کن گرت پیر مغان گوید کہ سالک بے خبر نبود زراہ ورسم منزلہا
۱۴
چودہوین یہ کہ رسم تعزیہ داری برابر اسلاف سے عہد سلاطین اہلسنت مین
جاری رہے کسی بادشاہ نے اسکے بند ہونے مین کوشش نہ کی اور قطعی
بنانے کو منع نہ کیا اور جب ایسا نہوا تو یا تقیہ ثابت یا الوالامر پر الزام ہے
شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی گو مشت خاک ما ہمہ بر باد رفتہ باشد
۱۴
یہ چودہ دلیلین بتعداد چہاردہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین اسوقت
دربارہ جواز و اباحت تعزیہ کے لکھی گئین اگر دلائل عقلیہ نقلیہ مین یا کتب
اہلسنت سے مروی ہین خوف تطویل ہے اور خروج مرام کا خیال ہے
ورنہ ابھی بہت کچھ مجال استدلال باقی ہے عاقل کے لئے کافی
ووافی ہے اشارہ۔ دوسری فصل اون اعتراضات کے جواب مین
جو اہلسنت تعزیہ پر کرتے ہین دلائل اہلسنت مین ہین مرقوم کہ جس سے
ہوتا ہے یہ امر معلوم بنانا تعزیہ کا نا روا ہے بنانی پر جہنم کی سزا ہے
یہ بدعت ہے کبھی اسکو بنا مت حدیث مین ہے ہر بدعت ضلالت
ضلالت بھیجیگی تجکو جہنم یہ ہے قول جناب فخر عالم علاوہ اسکے قبرین
ہین یہ ممنوع بلا مقبور کی ہے قبر ممنوع شعار انبیا ہے صبر کرنا نہ چہاتی
کوٹنا اور پیٹ مرنا غرض ہین ایسے ایسے انکے اقوال محقق ہے کہان
جو دیکھی احوال یہان اس فصل کا ہے یہ ہی مفہوم کہ ہووے حق وباطل
سب کو معلوم لکھی ہین اعتراض اہلسنت جواب اونکے ہین بہر حسب
شریعت ذرا انصاف کرای مرد عاقل کہ حق ہے کون سا اور کون باطل ہے

فصل دوم

اول اہلسنت کا یہ اعتراض ہے کہ تعزیہ بنانا اسوجہ سے ناجائز ہے کہ یہ قبر کی
تجدید ہے اور مثال ہے اور شیعونکی کتابونمین مثل کتاب من لایحضرہ الفقیہ
جو کتب اربعہ امامیہ سے ہے یہ حدیث آئی ہے کہ من جدد قبرا او مثل مثالا
فقد خرج عن الاسلام یعنی جو شخص تجدید قبر کرے یا ایک مثال بنا وے
وہ اسلام سے خارج ہے جواب اسکا یہ ہے کہ جب تحقیق و تنقید احادیث اور جرح
و تعدیل رواۃ مین نظر کامل ڈالے جاتی ہے تو بنا بر افادہ علما شیعہ معلوم ہوتا ہے
کہ راوی اس حدیث کا جرح سے خالی نہین کیونکہ اسکی رواۃ مین سے ابو جارود
بھی ہے جسے فرقہ جارودیہ منسوب ہے اور جو کہ باتفاق علما رجال مقدوح تہا
علاوہ اسکے الفاظ حدیث مین چند طور سے بحث کی گئی ہے کوئی جدد بالجیم
کہتا ہے کوئی حدد بالحا کہتا ہے کوئی جدث بیان کرتا ہے بہرحال یہ حدیث ہرگز
تعزیہ مین کچھ نقص پیدا نہین کر سکتی کیونکہ تجدید بالجیم کے معنے پرانی قبر کے
تازہ اور درست کرنے کے ہین اور بعض نسخون مین جو تجدید بحا مہملہ آیا ہے اوسکے
معنے سنم بنانے او خرپشت کرنے قبر کے ہین اور اگرچہ یہ حدیث قابل تاول ہے
لیکن با اینہمہ اگر ظاہر پر بھی رکہین تو تعزیہ نہ تجدید قبر ہے نہ تحدید اب باقی رہا
یہ امر کہ وہ مثال ہے و من مثل مثالا فقد خرج عن الاسلام یعنی جسنے مثال
بنائی وہ خارج از دائرہ اسلام ہے پس اسکا جواب سنئی مثال بنانے سے
مطلق تو مراد لے ہی نہین سکتے کیونکہ بالاتفاق ہر مثال کا بنانا نہ شیعون مین ممنوع
نہ سنیونمین قبیح بہت سے اخبار سے استفادہ ہوتا ہے کہ ذی روح ہی کی مثال
بنانا ناجائز ہے جیسا کہ کچہ گذرا پس ضرور ذی روح ہی یہان بھی مراد ہے اور یہ واضح ہے
کہ تعزیہ ذی روح کی نقل نہین بلکہ روضہ کی مثال ہے اور وہ بہت سے

دلائل اور براہین سے جنمین سے کچھ سابق مین گذری جائز و رواہے یہ روایت
خلاف مطلوب معترض ہے اور اسے استدلال کرکے تعزیہ پر لعن کرنا قیاس
مع الفارق ہے باقی تحقیق اس حدیث کے کتب احادیث وکلام مین مسطور ہے
کہان ہے تعزیہ ذی روح کی شکل ۔ یہ قبر سید الشہدا کی ہے نقل سے
نہ ہے تجدید اوسکی او نہ تحدید ۔ یہ بس اپنی ہے جانب سے ہے تمہید
تعصب کا نہین ہے کچھہ ٹہکانا ۔ جو چاہے سو کہے اسپر زمانا ۔ دوسرے
یہ کہ اہلسنت کہتے ہین کہ ہماری کتابونمین مثل التفسیر و رمنشور کے درج ہے من زار
قبرا بلامقبور فہو ملعون یعنے جنے زیارت کی ایسے قبر کی جسمین کوئی مدفون نہو
وہ ملعون ہے سو اسکا جواب نو د مولوی عبد الواحد خان ابن مولوی
عبد العلی نے جو علماء اہلسنت سے ہے لکہا جسکو ہم پہلے بھی لکہہ چکے ہین
اور پہر مکرر بنابر رفع دقت یہان ترجمہ کرکے اردو مین بیان کرتے ہین
اور وہ یہ ہے کہ اس زمانہ کے بعضے لوگ جو حدیث من زار قبرا بلامیت اوبلا
مقبور فقد اثم وکفر کو تعزیہ شریف پر منطبق کرکے اوسکو منع کرتے ہین تو یہہ
نامعقول بات ہے اوّل تو یہ کہ یہ حدیث نہ تو صحاح مین ہے اور نہ اور کسی
معتبر کتاب حدیث مین ہے اور راوی اسکا مجہول او رنامعلوم اور الفاظ حدیث کے
مختلف ۔ پس ایسے حدیث قرائن اعتبار سے ساقط ہے ۔ اور بالفرض اگر
حدیث مذکور صحیح بھی ہو تو احاد سے ہی اور نہ تو اتر و اجماع امت ہر عصر کا خبر احاد سے
حسب قاعدہ اصول باطل نہین ہوتا ہے اور سوا اسکے تعزیہ امام کا اور چیز ہے
اور قبر بلامیت دوسری چیز ۔ قبر بلامیت وہ ہے کہ قبر حضرت ادریس و عیسے
اور خضر و الیاس یا فرشتون کے یہان بناوین اور زیارت گاہ کرین

اعتراض سوم

اور ایسا کوئی صورت قبر کی بنا کہ کہین کہ فلان شخص یہان دفن ہے اور حقیقت
مین وہان نہو پس یہ سب قبرین بلا مقبور اور جعلی ہونگی اور اسیطرح عیاذاً باللہ
اگر کوئی کہے کہ جسم مطہر جناب امام حسین علیہ السّلام کا تعزیہ مین مدفون ہے
نہ کربلا معلے مین اس صورت مین تعزیہ شریف بھی مصداق قبر بلا مقبور کا
ہوجاویگا ورنہ نقل قبر ہے اور جب کہ کوئی موالف و مخالف پہلی صورت جائز
نہین رکھتا تو دوسری صورت متعین ہوجاینگی یعنے تعزیہ مزار مبارک
سید الشہدا علیہ السّلام کی نقل ہے اور وہ جائز ہے بموجب حدیث نبوی
صلعم کے جو ذکر کیجاویگی انتہے اس عبارت سے ظاہر ہے کہ تعزیہ امام حسین
علیہ السّلام کا اور چیز ہے اور قبر بلا مقبور اور چیز سو دیکھئے تعزیہ کو کبھی کوئی نہین کہتا
کہ اسمین امام حسین علیہ السّلام دفن ہوئے ہین بلکہ مدفن کی نقل بتاتے ہین
اور جب یہ بات ثابت ہوئی تو یہ اعتراض بھی تعزیہ پر کرنا بالکل بے محل
اور خلاف موقع ہے علاوہ اسکے خیال فرمائیے کتاب جذب القلوب جو اہل سنت کی
معتمد اور مستند کتاب ہے اوسمین ثبوت ہے کہ صورت قبر حضرت فاطمۃ الزہرا
در جنت البقیع متصل قبر حضرت امام حسن علیہ السّلام ست و زوار ان ہر دو را
زیارت میکنند انتہے اب یہ بتائے کہ جناب سیدہ دو جگہہ تو مدفون ہی نہین
ہوئین بلکہ ایک مقام پر مدفون ہین پس دوسرے قبر جعلی ہے و من زار
قبرا بلا مقبور فہو ملعون۔ جو زیارت اوس قبر کی کرے جسمین کوئی مدفون نہ ہو
وہ ملعون ہے اب ذرا غور کیجئے اور مفہوم حدیث سے اپنی روشنئی طبع تو بہرمن بلا
شند سے پوچھئے تیسرے یہ کہ اہلسنت کہتے ہین کہ تعزیہ بنانا درست اور مباح ہے
لیکن جبکہ اوسمین چند فعل حرام لازم آتے ہین تو حرام ہوجاوے گا

مثلاً لڑائیون کا ہونا اور منہیات کا مرتکب بننا پس اسکا جواب یہ ہیکہ اسلیے
بہائیو تعزیہ کے جو غرض اصلی ہے اسکو سوچو تعزیہ دنگے فساد اور منہیاتکے
لیے نہین بنایا گیا اوسکی صرف غرض رونا ہے اب کوئی جو چاہے سو فعل
اوسکی وجہ سے کرے اپنا اپنا اختیار ہے اوسکے مستحسن ہونے مین کیا
کلام آویگا دیکہو مسجد جب بناتے ہین تو غرض اصلی اوسکی نماز پڑہنا ہے
اگر کوئی شخص جاہل یا عالم چہپا اوسمین فعل بد کرے یا بالفرض مسجد مین دنگہ
وفساد ہووے تو بہلا جائز ہے کہ اوس مسجد کو منہدم کردین اور اوسمین
نماز پڑہنا چہوڑ کر مسمار کردین یہ سب لوگون کے افعال ہین مسجد کی وجہ سے
علت غائی ادای نماز ہے نہ کہ بنا اوسکی جہگڑے فساد پر مبنی ہے اوسکی حرمت
اور عزت مین کیا فرق آئیگا جہال وعوام کچہہ ہی سمجہین سے ماران کہ در لطافت
طبعش خلاف نیست ❊ در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس ❊ چوتہے بڑے بڑے
اعتراض چہارم
ملترین وجہ جو عدم جواز تعزیہ مین اہلسنت پیش کرتے ہین اور جسکو بڑے
بڑے اور چہوٹے چہوٹے عالمون نے مثل مولوی شاہ عبد العزیز محدث
دہلوی وغیرہ من علماء اہل السنۃ کے تعزیہ کے بارہ مین لکہا ہے یہ ہے کہ تعزیہ
بدعت ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ سبیلہا
الی النار یعنے ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی کا راستہ جہنم کی جانب ہے
تو معاذ اللہ حسب زعم باطل تعزیہ بنانیکا بہی راستہ جہنم کے جانب ہے
پس اسکا جواب سنئی اور رشتہ انصاف کو ہاتہ سے ندیجئی ❊ اچہی ہو تو بات
مان لیجئے ❊ دنیا ہے فقط چندروزہ ❊ عقبی نہ خراب اپنی کیجئے ❊ ماتم شہ
دین کا یان اپنا کر ❊ کوثر پہ علی سے جام لیجئے ❊ بدعت کے معنے قاموس مین

مجد الدین لغوی نے اسطرح لکھا ہے بین البدعة الحدث فی الدین بعد
ال او ما استحدث بعد النبی من الاہواء والاعمال یعنے بدعت حدث
دین مین بعد اکمال کے ہے یا جو بعد آنحضرت کے خواہش نفسانی اور اعمال سے
حادث ہوگئے ہون اور مجمع البحرین مین یون لکہا ہے کہ البدعة بالکسر
والسکون الحدث فی الدین وما لم یکن له اصل سے فی کتاب وسنة فمال علیه الشرع
ولو بالعموم خارج منه فمن شرع فاحل حراما وحرم حلالا او کره ما لم یکره کان
مبدعا خارجا عن الشریعة الخ بدعت بکسر وسکون حدث دین مین ہے اور وہ چیز
جسکے لئے کتاب وسنت مین اصل نہو اور شرع اوسکی طرف مائل ہو اگرچہ بعموم ہو تو
خارج از بدعت ہے پس جس شخص نے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کیا یا مکروہ
کیا اوسکو جو مکروہ نہین ہے تو وہ شخص بدعتی ہے اور شریعت سے خارج ہے
انتہی اس کلام سے مستفاد ہوتا ہے کہ جس چیز کے اصل کتاب وسنت مین نہو
اور میلان شرع اوسکے جانب ہو تو وہ بدعت نہین ہے۔ جبکہ معنی بدعت کے
بیان ہو چکے تو اے حضرات اہلسنت وجماعت اوس بدعت سے کہ ضلالت ہے
اگر یہ مراد ہے کہ جو شے بعد زمان رسالتمآب صلعم کے حادث ہوئی وہ بدعت ہے
اور ضلالت پس یہ تو محض غلط اور باطل ورنہ ہزار ہا ایسے امور ہین جو بعد
عہد رسالتمآب حادث ہوے علاوہ اسکے خود ملا علے قاری نے جو کہ
نہایت معتمد اور مستند اہلسنت کے ہین شرح مشکوۃ مین تفسیر کل بدعة
ضلالة مین تصریح کی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ازہاری مین ہے کہ بدعت
سیئہ ضلالت ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص
کہ اسلام مین ایک سنت حسنہ قایم کرے اوسکو اسکا اور اوس شخص کا

ہو اوسپر عمل کرسے اجر ملیگا اور ابوبکر وعمر نے قرآن جمع کیا اور تجدید قرآن کی
عہد عثمان مین ہوئے اور نووی نے کہا ہے کہ بدعت وہ شے ہے جو بغیر پہلے
ہونے کے نکالی جاوی اور شرع مین وہ چیز ہے جو عہد رسول خدا صلعم مین
نہ تھی اور قول آنحضرت کا کہ ہر بدعت ضلالت ہے عام مخصوص ہے شیخ
عزالدین ابن عبدالسلام آخر کتاب قواعد مین لکھتے ہین بدعت یا تو واجب ہے
جیسے علم نحو کا سیکھنا سمجھنے کو کلام خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے
اور تدوین اصول فقہ اور کلام جرح وتعدیل ... یا حرام ہے جیسے
مذہب جبریہ اور قدریہ اور مجسمہ کا اور رد کرنا ان لوگون کا بدعت واجبہ ہے
کیونکہ حفظ شریعت ان بدعتون سے فرض کفایہ ہے ... یا سنت ہے مثل
بنانے سراؤن اور مدارس کے اور ہر نیکی جو عہد اول ... مقرر نہین ہوئی ہے
اور مثل تراویح کے یعنے جماعت عامہ سنے اور کلام ... دقائق صوفیہ مین
اور یا مکروہ ہے جیسے مسجد ونکا آراستہ کرنا ... مصاحف اور یہہ
شافعی کے نزدیک لیکن حنفیہ کے ہان پس ... ہے اور یا مباح ہے جیسے کہ
مصافحہ بعد نماز صبح و ظہر کے اور یہ بھی شافعیہ کے نزدیک ہے اور حنفیہ کے
ہان مکروہ ہے اور بعد فاصلہ سیرہ کے کہتے ہین کہ شافعی نے کہا ہے
جو شے حادث ہو وہ اگر کتاب خدا اور سنت اور اجماع کے خلاف ہو تو ضلالت
و گمراہی ہے اور جو کہ خیر کے شے حادث ہوا اور کسی کو انمین سے مخالف
نہ ہو تو مذموم نہین اور عمر نے قیام ماہ رمضان مین کہا کہ یہ نعم البدعۃ ہے
انتہے اب اسسے معلوم ہوتا ہے کہ بدعت کئی قسم پر قسم ہے واجب بھی ہے
سنت بھی۔ مکروہ بھی مباح بھی اور نووی نے فتح المبین مین لکھا ہے

کہ شافعی نے کہا جو چیز حادث ہوا و کتاب خدا یا سنت رسالت پناہ و یا اجماع
یا اثر کے مخالف ہو تو وہ بدعت ضلالت ہے اور جو چیز کہ خیر سے حادث ہو
اور کسی چیز کے ان اشیاء سے مخالف نہو وہ بدعت محمودہ ہے انتہے اسسے
واضح تر سنئے صاحب بحر المذاہب جو علماء اہلسنت سے ہین فرماتے ہین بدعت
منقسم ہے طرف واجب اور مندوب اور مکروہ اور مباح کے اور طریقہ اوسکا
یہ ہے کہ بدعت قواعد شرع پر عرض کیجاوے پس اگر وہ قواعد ایجاب مین داخل
ہو تو واجب ہے اور اگر قواعد تحریم مین داخل ہو تو حرام ہے اور جو داخل ندب ہے
تو بدعت مندوب ہے اور اگر داخل کراہت ہے مکروہ ہے اور اگر داخل اباحت
ہو بدعت مباح ہے انتہے اور یہی رسالہ غایۃ المرام مین صفحہ ۲۰ پر مثبوت ہے
اور جو لوگ کہ اوسکو بدعت سیئہ کہتے ہین وہ لوگ واقف اصل دین اپنے سے
نہین ہین اسواسطے کہ اصل اشیاء مین اباحت ہے جب تک کوئی دلیل قطعی
مانع اوسکے نہووی ہکذا فی البحر الرائق والہدایۃ اور غرائب مین لکہا ہے
کہ بدعت پانچ قسم پر ہے ایک بدعت واجب جیسے پڑہنا علم صرف و نحو کا
واسطے معرفت کلام اللہ اور احادیث کے دوسری بدعت حرام جیسے پڑہنا
علم فلسفہ کا تیسرے بدعت مندوب جیسے مصافحہ بعد نماز عصر و فجر کے چوتہے
بدعت مکروہ جیسے مزین کرنا مسجد کا سونے چاندی اور گل بوٹہ سے پانچوین بدعت
مباح جیسے فراخ کرنا اور رنگارنگ طعام واسطے مہمانون کے پکانا اور بدعت
سیئہ نہین ہوسکتے ہے اسواسطے کہ کل بدعۃ ضلالۃ عام مخصوص البعض ہے
اور قیام بتعظیم رسول اللہ صلعم قسم اول سے یعنے واجب ہے کہ مثنوی سے
شرح موطا مین باب مصافحہ مین لکہا ہے عن عبد اللہ الخزاسانے

انہ قال قال رسول اللہ تصافحوا یذہب الغل وتحابوا یذہب الشحناء قلت
علیہ اہل العلم قال النووی ان المصافحۃ مستحبۃ عند کل لقاء واما ما اعتادہ
الناس من المصافحۃ بعد صلوۃ الصبح والعصر فلا اصل لہ فی الشرع علی
ہذا الوجہ ولکن لا باس بہ لان اصل المصافحۃ سنۃ وکونہم نافظوا علیہا
فی بعض الاحوال وفرطوا فیہا فی کثیر من الاحوال لا یخرج ذلک البعض
عن کونہ من المصافحۃ التی ورد الشرع باصلہا اقول ہکذا ینبغی ان
یقال فی المصافحۃ یوم العید پس کہڑا ہونا وقت میلاد شریف کے
یا آگے زیارت رسول صلعم کے کمال مستحسن ہے اور عالمگیری مین لکھا ہے
کہ آگے زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسا کہڑا ہووے جیسا نماز مین کہڑا ہوتا ہے
فیتوجہ الی قبرہ فیقف عند بابہ والا یضع یدہ والی جدار التربتہ فہو اہیب
واعظم للحرمتہ ولقیف کما یقف فی الصلوۃ ویمثل صورتہ الکریمۃ کانہ نائمۃ
فی لحدہ عالم بہ یسمع کلامہ کذا فی الاختیار شرح المختار اور اسپر اجماع
علمائے حرمین اور بخارا اور علماء ہند وغیرہ کا ہے انکار اجماع کہ نص قطعے
ہے کفر ہے لا یجتمع امتی علی الضلالتہ اور مخالفت اجماع کی کرنا مصداق
من شذ شذ فی النار کا ہے اور سید محمد برزنجی کہ امام حدیث اور سیر کے
اور تعریف اونکی روضتہ الاحباب تصنیف عطاء اللہ بن فضل اللہ
حسینی مین لکہا ہے کہ وہ معاصر ابن جوزی تہے اور امام حرمین شریفین تہے
اونہون نے کتاب عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر مین لکہا ہے وقد
استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمۃ ذو روایۃ ورویۃ
فطوبی لمن کان قیامہ لتعظیمہ صلعم غایۃ مرامہ ومرماہ وو بہجیت

الاسرار باسنادیکہ در وے دو واسطہ بیش نیست روایت کردہ کہ روزے
حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ بر کرسی بود
و وعظ میفرمود و قریب بدہ ہزار کس در نادیہ وعظ وے حاضر و شیخ علی در زیر پائے
کرسے شیخ علے نشستہ ناگاہ شیخ علے را خوابے بر د پس شیخ عبد القادر قوم را
فرمود اسکتوا پس ہمہ ساکت شدند تا آنکہ جز انفاس از ایشان شنیدہ
نمیشد پس فرود آمد شیخ از کرسے و باستاد باادب در پیش شیخ علے مذکور ومے
نگریست در روی وے پس بیدار شد شیخ علے گفت شیخ عبد القادر بار
کہ دیدے حضرت را در خواب گفت نعم فرمود ازین جہت ادب در زیدم
با تو و ایستادم در پیش تو فرمود بچہ وصیت کرد ترا آنحضرت صلعم گفت بملازمت
مجلس تو پس شیخ علے گفت آنچہ من در خواب دیدم شیخ عبد القادر در بیدارے
دید و روایت کردہ اند کہ ہفت کس از مردان راہ در آنروز از عالم رفتند
رحمتہ اللہ علیہم اجمعین نقل من ترجمتہ المشکوٰۃ للشیخ عبد الحق الدہلوی
قدس سرہ بلفظہ فے کتاب القرولنتیہ اقول ان روایات سے معلوم
ہوتا ہے کہ بدعت کئی قسم پر منقسم ہے اور ہر بدعت ضلالت نہیں بلکہ
بدعت سیئہ البتہ ضلالت ہے اور تعزیہ بدعت سیئہ ہونا غیر معلوم بلکہ وہ
ایک سنت حسنہ ہے و من سن فے الاسلام سنتہ حسنتہ فلہ اجرھا و اجر من
عمل بہا کیونکہ یہ موجب اوس چیز کا ہے جو موجب دخول جنان ہے۔ باعث
خوشنودی نبی انس وجان ہے۔ اسے اہلسنت وجماعت تعزیہ
ہرگز ہرگز کسی معنے سے بدعت نہیں ہو سکتا ہاں یہ آپ صاحبوں کا اعتراض
آپ کے اکابر کے بدعتوں کے کھلوانے کے لئے بیشک بڑا محرک ہے

اسے قال قال رسول اللہ تصافحوا یذہب الغل و تحابوا یذہب الشحناء قلت
علیہ اہل العلم قال النووی ان المصافحۃ مستحبۃ عند کل لقاء و اما ما اعتادہ
الناس من المصافحۃ بعد صلوۃ الصبح و العصر فلا اصل لہ فی الشرع علی
ہذا الوجہ و لکن لا باس بہ لان اصل المصافحۃ سنۃ و کونہم حافظوا علیہا
فی بعض الاحوال و فرطوا فیہا فی کثیر من الاحوال لا یخرج ذلک البعض
عن کونہ من المصافحۃ التی ورد الشرع باصلہا اقول ھکذا ینبغی ان
یقال فی المصافحۃ یوم العید پس کہڑا ہونا وقت میلاد شریف کے
یا آگے زیارت رسول صلعم کے کمال مستحسن ہے اور عالمگیری مین لکھا ہے
کہ آگے زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسا کہڑا ہووے جیسا نماز مین کہڑا ہوتا ہے
فیتوجہ الی قبرہ فیقف عند بابہ والا یضع یدہ الی جدار التربۃ فہو اہیب
و اعظم للحرمۃ و یقف کما یقف فی الصلوۃ و یمثل صورتہ الکریمۃ کانہ نائم
فی لحدہ عالم بہ یسمع کلامہ کذا فی الاختیار شرح المختار اور اسپر اجماع
علمائے حرمین اور بخارا اور علماء ہند وغیرہ کا ہے انکار اجماع کہ نص قطعی
ہے کفر ہے لا یجتمع امتی علی الضلالۃ اور مخالفت اجماع کی کرنا مصداق
من شذ شذ فی النار کا ہے اور سید محمد برزنجی کہ امام حدیث اور سیر کہ تہے
اور تعریف اونکی روضۃ الاحباب تصنیف عطاء اللہ بن فضل اللہ
حسینی مین لکہا ہے کہ وہ معاصر ابن جوزی تہے اور امام حرمین شریفین تہے
اونہون نے کتاب عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر مین لکہا ہے وقد
استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمۃ ذو روایۃ و درویۃ
فطوبی لمن کان قیامہ لتعظیمہ صلعم غایۃ مرامہ و مرماہ و وجہتہ

الاسرار باسناد یکہ در وے دو واسطہ بیش نیست روایت کردہ کہ روزے حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ بر کرسی بود و وعظ میفرمود و قریب بدہ ہزار کس در نادیہ وعظ وے حاضر و شیخ علی در زیر پائے کرسے شیخ علے نشستہ ناگاہ شیخ علے را خوابے برد پس شیخ عبد القادر قوم را فرمود اسکتوا پس ہمہ ساکت شدند تا آنکہ خبر انفاس از ایشان شنیدہ نمیشد پس فرود آمد شیخ از کرسے و باستاد باادب در پیش شیخ علے مذکور روے نگریست در روی وے پس بیدار شد شیخ علے گفت شیخ عبد القادر رابا کہ دیدے حضرت را در خواب گفت نعم فرمود ازین جہت ادب در زیدم باتو و ایستادم در پیش تو فرمود چہ وصیت کرد ترا آنحضرت صلعم گفت بلازمت مجلس تو پس شیخ علے گفت انچہ من در خواب دیدم شیخ عبد القادر در بیداری دید در ولایت کردہ اند کہ ہفت کس از مردان راہ در آنروز از عالم رفتند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نقل من ترجمۃ المشکوۃ للشیخ عبد الحق الدہلوی قدس سرہ بلفظہ سے کتاب القرولنقیہ اقول ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بدعت کئی قسم پر منقسم ہے اور ہر بدعت ضلالت نہیں بلکہ بدعت سیئہ البتہ ضلالت ہے اور تعزیہ بدعت سیئہ ہونا غیر معلوم بلکہ وہ ایک سنت حسنہ ہے ومن سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا کیونکہ یہ موجب اوس چیز کا ہے جو موجب دخول جنان ہے۔ باعث خوشنودی نبی الانس و جان ہے۔ اے اہلسنت وجماعت تعزیہ ہرگز ہرگز کسی شق سے بدعت نہیں ہوسکتا ہاں یہ آپ صاحبو لکا اعتراض آپ کے اکابر کے بدعتوں کے کہلوانے کے لئے بیشک بڑا محرک ہے

بطریق تنزل کہتے ہین کہ خلفائے ثلثہ سے کوئی ایسا نہوا جو بدعت کے
ایجاد کرنے کا مرتکب نہ بنا بلکہ خود اپنی زبان سے اوس فعل کے بدعت
ہونے کا اقرار کیا دیکھیے حکم تو یون ہے کہ البصر من کان بعینیہ بصیرا
و نے عیب غیرہ ضریرا لیکن یہان پر تعزیہ کو بدعت ٹھہرانا شیعون کا
حقیقت مین عیب نہین بلکہ ایک خوانخواہ آپ لایق بننے کے لیے چہوٹا اعتراض ہے
معلوم نہین کہ اہلسنت جب بدعات خلفاء کو سنتے ہین تو اونکو بدعتی قرار دیتے
ہین اور مصداق حدیث کل بدعۃ ضلالۃ الخ بتاتے ہین یا وہ بدعت بہی امنّا
وصدقنا کہکر داخل شرع سمجہتے ہین سچ ہے حب الشی یعمی ویصم معلوم ہوتا ہے
کہ درست ہے جانتے ہونگے مگر پہر ایک طرفہ امر یہ ہے کہ وہ چیزین تو جنسے
شریعت منقلب ہو گئی قابل اعتراض نہین اور وہ شے جسے حسنات
حاصل ہوئے لائق اعتراض یہ مباہتہ اور مکابرہ نہین تو کیا ہے اور پہر آپ پر
دعوے تحقیق سے ہر کس کہ نداند و بداند کہ بداند ؛ در جہل مرکب ابد الدہر بماند
اب اگر طبیعت محققین بدعات خلفاء راشدین حضرات متسنین کے اظہار کو
چاہتی ہے تو ہم پورا پورا بالتفصیل حال نہین لکہ سکتے ہان بالاجمال بیان
کرتے ہین اوّل بدعات خلیفہ اوّل ہے منجملہ اونکی ایک یہ ہے کہ اونہون نے بدعات خلفاء
اپنا نام امیر المومنین رکہا تفصیل اسکی کتب مبسوطہ سے باہر ہے لیکن بدعات
جناب خلیفہ ثانی عالم علوم ربانی رشادت مآب حضرت عمر بن الخطاب
ہیں اگر وہ سب لکہے جاوین تو مین اپنے مافی الضمیر سے ممانعت ہو جاؤن گا
اور اوراق بہی زیادہ ہوکر دستہائے نازک ناظرین باتمکین کو تکلیف
دینگے مگر چونکہ چند کا اونمین سے حسب ضرورت لاحقہ نہان بیان کرنا ضروری ہے

لہذا باختصار وایجاز حوالہ خامہ عنبر شمامہ کرتاہون اور صاحبان نصفت گزین
اور پیروان دین مبین سے امید انصاف رکہتاہون وعلے ان اقول ولا علی
القبول لمولفہ سنواے طالبان دین وایمان ، سنواے صاحبان عقل وعرفان
سنواے حامیان شرع احمد ، سنواے مقبلان حکم ایزد ، سنواے دین کے
پابند یارو ، سنواے بہائیو اسلام والو ، تعصب کے حجابون کو ہٹاؤ ، اگر انصاف کا
کچہہ حظ اوٹہاؤ ، ذرا چشم بصیرت کو تو کہولو ، کوئی انصاف کابھی لفظ بولو...
ہے دنیا چندروزہ یہ بہی جانو ، تعصب چہوڑ دو للہ مانو ، غشاوہ تہا پڑا
آنکہون پہ اونکی ، عذاب سخت ہے شانون مین جنکے ، صحابہ کے بہت ہین
ایسے بدعت ، ہوئے ہین جنکے قائل اہلسنت ، یہان پر ہوتی ہے تو منسیح
اونکی ، نظر کر غور سے تصریح اونکی ، اکثر بدعات جناب خلافت مآب کے
علامہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ خلفا مین بیان کیے ہین یہ علامہ مشاہیر
علمائے اہلسنت سے ہین ثقات محدثین سے انکو جانتے ہین بلکہ نوین صدی مین
اپنے دین کا مجدد اور درست کرنیوالا مانتے ہین اور شاہ عبد العزیز دہلوی
صاحب تحفہ بہی رسالہ اصول حدیث مین انکو مستند اور حافظ اپنے وقت کا
بتاتے ہین نہایت جلالت اور عظمت انکی بیان فرماتے ہین کہتے ہین تصانیف
مابین آفاق معروف ومشہور ہین اسانید انکی جہان مین قریب و دور ہین
تاریخ مذکور مین بیچ فصل اولیات عمر کے بدعات کو گناتے ہین او سمین چند کا
ہم بہی ترجمہ کرکے اسمقام پر لاتے ہین عسکری نے بیان کیا ہے
کہ اس شخص نے پہلی سے پہلی اپنا نام امیر المومنین رکہا اور اوّل اسی شخص نے
ماہ رمضان کے قیام کو سنت کیا۔ اوّل اونہون نے شراب کے پینے پر

اتنی کوڑی ماری۔ انہون نے پہلے متعہ کو حرام کیا۔ اول اس شخص نے
لوگون کو نماز جنازہ مین چار تکبیرون پر جمع کیا۔ یہ اوّل وہ شخص ہے
جسنے میراث مین مسئلہ عول جاری کیا وغیر ذلک اور اگرچہ یہ ہی کافی ہے
بلکہ علامہ سیوطی نے تو بہت لکہا ہے اور ہمنے اوسمین سے چند کو بیان کیا ہے
لیکن اگر بنا بر مزید تحقیق وہ فورت دقیق کسی صاحب کو اسے زیادہ اثبات کے
حاجت ہو تو اوسکو کہ ہم ان ورقونمین پورا پورا بتفصیل رفع نہین کرسکتے
مگر ہان بیان شافی اور کلام کافی مختصراً ہدیہ ناظرین اطیاب خاطر عن الاطناب
کرتے ہین۔ اور جانتے ہین کہ من لایکفیہ القلیل لایکفیہ الکثیر۔ مین اول
اوس بدعت کو جناب ابن خطاب سر پرآرائے خلافت و مسند نشین
امارت کے بیان کرتا ہون جو آج تک ما بین دیار و امصار بغایت اشتہار بدعت تراویح
جاری اور معمول یہ ہے یعنے نماز تراویح جو ماہ رمضان مین شب کو بیس
رکعتین پڑہی جاتے ہین یہ جماعت محض اختراع صاحب کرو فر او ابداع
جناب عمر کا ہے کہتے ہین کہ حضرت رسول اللہ یہ سنت نماز ین رات کو
رمضان کے پڑہا کرتے تہے اور تین روز تک جماعت سے بہی پڑہا ئے
اسیوقت سے یہ شایع ہے چنانچہ مولوی شیخ عبد العزیز دہلوی نے
تحفہ کے باب مطاعن مین زیر طعن ہنم اسکو لکہا ہے مگر جب اس مسئلہ کے
تحقیق و تنقید کیجاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ معاملہ کچہہ اور ہی ہے کب سے
ثابت ہے کہ نہ تو حضرت کے زمانہ مین یہ تہے اور نہ خلافت جناب ابوبکر
مین اور نہ تہوڑے عرصہ تک خلافت حضرت عمر مین بہی لیکن بعد چندین
تو حسب خواہش خاطر فیض ماثر تراویح کو مروج فرمایا اور پہلے پہل یہ ہے

کہ بار ہا اپنے ہی زبان سے اسکو بدعت حسنہ بتلایا جناب رسول مقبول سے جانب اس نماز کے نسبت و نیا دعوی ثانی ہے فی الحقیقت اختراع جناب خلیفہ ثانی سے ہے صحیح بخاری مین کہ جو اہلسنت کے نزدیک بعد کتاب جناب باری سے ہے اور جسکا درس و تدریس برابر جاری ہے صحاح ستہ مین وہ افضل ہے اور مابین کتب حدیث امثل باب فضل من قام رمضان من کتاب الصوم مین ابوہریرہ سے مذکور ہے یہان محصلاً ترجمہ مسطور ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ ماہ رمضان مین از روی ایمان و احتساب قیام کرے تو اسکے گذشتہ گناہ بخشے جائنگے ابن شہاب کہتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور یہ معاملہ ایسا ہے رہا اور خلافت ابی بکر مین بھی ایسا ہے تھا اور اول اول عمر کے بھی خلافت مین یون ہی تھا انتہے اور صحیح مسلم جو اخت صحیح بخاری سے ہے اور بعض کے نزدیک اوسنے سے بہی زیادہ ہے جیسا کہ تدریب سیوطی مین ہے اوسمین بہی اسی مضمون کے باب الترغیب فے قیام رمضان من کتاب الصلوۃ مین مسطور ہے کہ شیخ الاسلام محی الدین نووی نے جنکے نسبت یافعی نے وقایع ۶۷۶ ہجری مین فقیہ امام شیخ الاسلام مفتی انام محدث متقن محقق مدقق نجیب حبر مفید ولی کبیر صاحب محاسن عدیدہ و سیرہ حمیدہ و تصانیف مفیدہ اور بہت سے تعریف لکھی ہے منہاج شرح صحیح مسلم مین اوسمقام پر جہان صحیح مسلم مین ہے لکہا ہے جسکا محصل ہم بیان کرتے ہین کہ بعد وفات رسول مقبول تا حین خلافت ابوبکر و شروع خلافت عمر ایسا ہے رہا یعنے ہر شخص ماہ رمضان مین اپنے گھر تنہا نماز پڑہتا رہا

جب تک شروع زمانہ خلافت عمر کا گذرا پہر عمر نے لوگونکو ابی بن کعب کے ساتہ جمع کیا اور انہوں نے انکی جماعت کرائی اور پہر ہمیشہ کے لئے جماعت ہو گئے انتہے یہ روایت اسپر دلالت صریح رکہتی ہے کہ عہد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عہد ابی بکر اور صدر خلافت عمر مین ماہ صیام کے قیام مین جماعت نہ ہوئی بلکہ ہر شخص اپنے گہر مین تنہا نماز پڑہ لیتا تھا اور بعد اسکے خلافت مآب نے مقرر فرمایا لیکن وہ عذر بارد جو کیا جاتا ہے کہ حضرت رسول مقبول نے بہی یہ نماز بجماعت پڑہی سو اسکے دفع مین ملا علی قاری جنکے مدائح ارباب حدیث اہلسنت پر مخفی نہین ہین سے شرح موطا مین جواب شافی دیتے ہین اور یہ شرح بقول خاتم المحدثین شاہ عبد العزیز دہلوی معتمد و مستند ہے چنانچہ بستان المحدثین مین شاہ صاحب ذکر نسخہ موطای محمد بن الحسن مین فرماتی ہین و این نسخہ موطارا ملا علی قاری از متاخرین شرح کردہ اند و ہو مروج و مشہور رفتہ ہذہ الدیار انتہے علی قاری باب قیام رمضان مین لکہتے ہین جسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت نے وفات پائی اور تراویح مین جماعت نہوئے اور اسکو حافظ ابن حجر نے کہا ہے اور بعد آپکے زمان خلافت ابی بکر وصدر خلافت عمر مین ہمیشہ ایسا ہی رہا یعنے ہر شخص ماہ رمضان مین اپنے گہر تنہا نماز پڑہ لیتا تہا جبکہ زمانہ شروع خلافت عمر کا گذر گیا تو انہون نے اسمین جماعت کرائے اور یہ جو ابن وہب نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ اسوقت باہر تشریف لائے جب ماہ رمضان مین لوگ مسجد مین نماز پڑہ رہتے تہے اور کہا کہ یہ کیا ہے کہا گیا کہ لوگ ابی بن کعب کے ساتہ نماز پڑہتے ہین تو حضرت نے جواب دیا کہ انہون نے بہت اچہا کیا

اور اسکو عبد البر نے ذکر کیا ہے راوت اسمین مسلم بن خالد ہے اور وہ ضعیف ہے
اور محفوظ یہ امر ہے کہ عمر وہ شخص ہے جسنے لوگو نکے جماعت ابی بن کعب سے
کرائی ابن حجر نے اسکو لکھا ہے اور سیوطی نے اسکا ذکر کیا ہے انتہی پس
روایت بالا سے کالشمس فی رابعۃ النہار باعتراف محقق عالی وقار ظاہر
و باہر ہے کہ وہب کی روایت جو ابو ہریرہ سے متضمن وقوع جماعت تراویح ہے
تو مقدوح و قبیح ہے اور راوی اسکا ضعیف ہے لہذا یہ قول سخیف ہے
اور نہ معلوم کہ یہ بیس رکعتین کہا ں سے آگئین حالانکہ جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گیارہ رکعت سے زیادہ رمضان اور غیر
رمضان مین حسب روایت عائشہ صدیقہ جو کہ صحیح بخاری کے باب فضل
من قام من کتاب الصوم مین ہے نہین پڑہین اور صحیح مسلم مین ہے
باسانید کثیرہ یہ روایت ماثور ہے کہ ابو سلمۃ بن عبد الرحمن نے عائشہ سے
سوال کیا کہ نماز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماہ رمضان مین کیونکر تہے
جواب دیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت سے رمضان وغیر رمضان مین
زیادہ نہین پڑہتے تہے انتہی اور اگر خوب تصریح اسکے منظور ہے تو مین
قسطلانی کے عبارت کا خلاصہ جو ارشاد الساری مین لکھی ہے بیان کرتا ہون
اوّل تو قسطلانی نے روایت عائشہ لکہی ہے یعنے حضرت صلعم رمضان
اور غیر رمضان مین گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑہتے تہے بعد اسکے
کہا ہے کہ ابن ابی شیبہ نے جو ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت
رسول اللہ صلعم ماہ رمضان مین بیس رکعتین اور وتر پڑہتے تہے پس اوسکے
سند ضعیف ہے اور یہ حدیث عائشہ کے مخالف اور معارض ہے

ور وہ صحیحین مین ہے اور عائشہ حضرت کا حال شب کا بہ نسبت اور ونکے بہت
جانتی ہین تھین یہ روایت پر افادت بصدائے بلند بغرہ زن ہے کہ روایت
حضرت کے بیس رکعت اور وتر پڑھنے کی ضعیف الاسناد اور مخالف حدیث
حضرت عائشہ صاحب صدق وسداد ہے اور بوجہ عائشہ صدیقہ کے اعلم
ہونیکے اس معاملہ مین کسے صورت سے سماعت اس روایت کی نہین ہوسکتی
اور اعلمیت سے صدیقہ کے ظاہر ہے کہ اگر روایت ابن ابوشیبہ کی ضعیف بھی
نہ ہوتے تو بھی حضرت عائشہ کی روایت پر ترجیح نہ پاتے علاوہ برآن خود
جناب مستطاب عمر بن الخطاب کا اقرار واعتراف نماز تراویح کی بدعت ہونے پر
ثابت او متحقق ہے اور جب کہ یہ ثابت ہو جاوی تو کچھ ضرورت کسی روایت
اور کسی حدیث کے استدلال کے نہین ہے صحیح بخاری مین جسپر عمل کرنیکے
لئے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موافق تصریح شاہ ولی اللہ صاحب
دہلوی کے رسالہ در ثمین فی مبشرات النبی الامین مین اجازت دے ہی باب
فضل من قام رمضان من کتاب الصیام مین ایک حدیث مذکور ہے جسکا
خلاصہ درج تحریر ہے کہ عبد الرحمن بن عبد القاری کہتے ہین مین ایک
راتکو رمضان کے عمر بن الخطاب کے ساتھ مسجد مین آیا دیکھا کہ لوگ علحدہ علحدہ
متفرق نماز پڑھتے تھے عمر نے کہا کہ اگر یہ سب ایک قاری پر جماعت کرین
تو اچھا ہوگا پھر اسکا عزم کیا اور انکی جماعت ابی بن کعب سے کرائی پھر
مین عمر کے ساتھ دوسری رات آیا اور لوگ اپنے قاری کے ساتھ
نماز پڑھ رہے تھے عمر نے کہا کہ نعم البدعۃ ہذہ کیا اچھی بدعت ہے یہ الخ
ستھے اور کرمانی نے شرح صحیح بخاری مین اس مقام پر کہا ہے

کہ اوسکو بدعت اسوجہ سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو
لوگون پر سنت نہین کیا تہا اور نہ یہ ابوبکر کے زمانہ مین تہے انتہے اور امام
محی السنہ بغوی جنکو جناب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رسالہ اصول حدیث
مین جملہ شراح وموجہین احادیث اپنی سے پسندیدہ او برگزیدہ اور محل اعتماد
بتاتے ہین اور اوسکی کتاب شرح السنہ کے نسبت لکہتے ہین کہ خصوصًا شرح
السنہ بغوی در فقہ حدیث وتوجیہ مشکلات کافی وشافی آنست وگویا شرح
مفاتیح ومشکوۃ ازان کتاب حاصل است انتہے اپنی اوسی کتاب شرح السنہ مین
بعد ذکر حدیث عمر کے لکہتے ہین کہ اسکے قول نعمت البدعۃ ہذہ مین یعنے یہ کیا
اچہی بدعت ہے اسکو اسوجہ سے بدعت بتایا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے
لوگون پر اسکو سنت نہین کیا تہا اور نہ یہ زمانہ ابوبکر مین تہے انتہے عاقل نقاد و
تارک تعصب ولداد وسالک مسلک رشاد پر محتجب نرہا ہوگا کہ جو حضرات
اہلسنت کے اس بارہ مین دعوی تہے اونکی قلع وقمع بروایات صریحہ
واحادیث صحیحہ ہوگئی گرم تر روایت اقرار بدعت نماز تراویح جناب خلیفہ صاحب
سے محل تامل وغور ہے کہ جناب بانی مبانی نماز رمضانی خلیفہ ثانی تو خود
باقرار لسانی اوسکو بدعت او رخلاف فعل محبوب سبحانی فرماوین اور مشتہین
محققین اور عائد محدثین بہی اونکے اعتراف کے موافق روایتین معرض بیان
مین لاوین لیکن حضرت شاہ صاحب مولف تحفہ ومترجم صواقع کا سبلے
اسمین توجیہ رکیک اور تاویل ضعیف درمیان لاکر یہ جرات وجسارت
تحریر کرین کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا تین شب رمضان مین جماعت تراویح
کو ادا فرمانا جمیع کتب حدیث اہلسنت مین بشہرت وتواتر ثابت ہوا ہے

سبحان اللہ۔ رسالہ اصول حدیث مین تو امام محی السنہ کی یہ توصیف
وتعریف اور اتنا اعتماد واعتبار اور یہان اتنا بے وقعت و بے مقدار
فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اور سوا اسکے معلوم نہین کہ صحیح بخاری اور
صحیح مسلم اور شرح موطا ملا علی قاری اور ارشاد الساری قسطلانی اور
شرح صحیح بخاری کرمانی اور تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی و شرح السنہ
امام محی السنہ بغوی کس فرقہ کی کتابین ہین اور خدا جانے کتب مصنفہ شاہ صاحب
ہین کسنے ان محدثون اور تصنیفون کے توصیف و تعریف بہر وی سے ہے
الحق حب الشئی یعمی و یصم سچ محبت شئے کی کر دیتی ہے اندھا۔ خلافت مآبکا
اقرار بدعت اور شاہ صاحب وغیرہ کا اس سے بری کرنا عجیب تماشا ہے
مرحبا۔ جزاک اللہ۔ مدعی سست گواہ چست۔ ولکن قد حصحص الحق
ولاح ؁ وظہر وباح ؁ واتضح غایۃ الاتضاح ؁ ان الخلیفۃ الثانی مبدع
لقیام الرمضانی ؁ باقرار لسانہ ؁ وابراز بیانہ ؁ مع ان رسول اللہ النہار
منعہم من الجماعۃ نہایۃ الاظہار ؁ کما صرح فی الاخبار ؁ فعلیک
ایہا الناظر المتین ؁ ذا الفکر الرصین ؁ بسلوک مسلک الانصاف ؁ وحذر طریق
الاعتساف ؁ والان تحاشینا الاملال ورمنا الاختصار ؁ فاقتصرنا علی ہذہ
الاخبار ؁ وہی کافیۃ لاولی الشعور ؁ ۔ وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا
لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ ؁ دوسری بدعت حضرت خلیفہ ثانی کے یہ ہے کہ دو متعہ
عورتون اور حج کے جو زمانہ رسول خدا صلوات اللہ علیہ وآلہ اور عہد خلافت
ابی بکر مین جاری تھے خود حرام فرمائے اور کلام ربانی اور احادیث محبوب
سبحانی پر کچھ خیال نکیا قرآن مین آیہ فما استمتعتم بہ منہن اجورہن فریضۃ

صریح موجود ہے کہ متعہ جائز و روا ہے تفاسیر مین محدثین اہلسنت سے
گواہی دی ہے کہ متعہ زمان پیغمبر و خلافت ابی بکر مین برابر ہوتا رہا اور
خاص خلیفہ ثانی نے اسے منع کر دیا لیکن اگر بنا بر توثیق و تحقیق روایات
مستندین اور اقوال معتمدین کے حاجت نہو تو ہم وہی کلام علامہ سیوطی کا
جو مذکور ہوا بس جانتے ہین کہ اول خلیفہ عمر نے متعہ کو حرام کیا زیادہ تفصیل سے
معذور ہین لیکن اسپر اکتفا کرنے سے بہی مجبور ہین کیونکہ بحث طوالت
چاہتا ہے لہذا کچہہ تہوڑا اسا لبسط دیگر مرویات کتب معتمدہ و رسائل
مستندہ سے اسکو بیان کرتے ہین اس تحریر سے ظاہر ہوجاویگا
کہ کیسے کیسے صحابہ جلیل القدر اور کیسے کیسے تابعین وغیرہم برابر متعہ کرتے رہے
انہین روایات مین یہ بہی تصریح ہوجائیگی کہ خود حضرت ثانی نے اپنے
رائے سے اسکو حرام ٹہرایا اور اگر زیادہ تحقیق منظور ہو تو کتب علماء اعلام
شیعہ شکر سعیہم رب البریہ مثل ضربت حیدریہ و شعلہ ظفریہ و تشئید المطاعن
وغیرہا کے جو ان مباحث مین نہایت مسکت و مفحم ہین ملاحظہ فرماوین
اور در مقصود و دامن مراد مین لاوین پہلی دلیل یہ ہے کہ صحیح مسلم
کے باب نکاح متعہ مین کتاب النکاح سے صفحہ ۴۵۱ پر یہ روایت لکہی ہے

حدثنا حسن الحلوانی قال نا عبد الرزاق قال نا ابن جریح قال قال عطاء

قدم جابر بن عبد اللہ معتمرا فجئناہ فی منزلہ فسالہ القوم عن اشیاء ثم

ذکروا المتعۃ فقال نعم استمتعنا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وابی بکر و عمر مطلب اسکا یہ ہے کہ عطا وغیرہ نے جابر بن عبد اللہ سے
انکے منزل مین آکر چند چیزون کا سوال کیا اور بعد اسکے متعہ کا ذکر آگیا

سبحان اللہ۔ رسالہ اصول حدیث میں تو امام محی السنہ کی یہ توصیف
وتعریف اور اتنا اعتماد واعتبار اور یہاں اتنا بے وقعت و بے مقدار
فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اور سوا اسکے معلوم نہیں کہ صحیح بخاری اور
صحیح مسلم اور شرح موطا ملا علی قاری اور ارشاد الساری قسطلانی اور
شرح صحیح بخاری کرمانی اور تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی و شرح السنہ
امام محی السنہ بغوی کس فرقہ کی کتابیں ہیں اور خدا جانے کتب مصنفہ شاہصاحب
میں کسنے ان محدثوں اور تصنیفوں کے توصیف وتعریف بھری ہے
الحق حب الشئی یعمی ویصم ۔ محبت شے کی کر دیتی ہے اندھا۔ خلافت مآبکا
اقرار بدعت اور شاہصاحب وغیرہ کا اس سے بری کرنا عجیب تماشا ہے
مرحبا۔ جزاک اللہ۔ مدعی سست گواہ چست۔ ولکن قد حصحص الحق
ولاح ۞ وظہر وباح ۞ واتضح غایۃ الاتضاح ۞ ان الخلیفۃ الثانی مبدع
لقیام الرمضانی ۞ باقرار لسانہ ۞ وابراز بیانہ ۞ مع ان رسول اللہ تحاشا
منعھم من الجماعۃ نہایۃ الاظہار ۞ کما صرح فی الاخبار ۞ فعلیک
ایہا الناظر المتین ۞ ذا الفکر الرصین ۞ بسلوک مسلک الانصاف ۞ وحذر طریق
الاعتساف ۞ والان تحاشینا الاملال ورمنا الاختصار ۞ فاقتصرنا علی ہذہ
الاخبار ۞ وہی کافیۃ لاولی الشعور ۞ ۔ وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا
لَهُ مِن نُّورٍ ۞ دوسری بدعت حضرت خلیفہ ثانی کے یہ ہے کہ دو نو متعہ
عورتوں اور حج کے جو زمانہ رسول خدا صلوات اللہ علیہ و آلہ اور عہد خلافت
ابی بکر میں جاری تھے خود حرام فرمائے اور کلام ربانی اور احادیث محبوب
سبحانی نے پر کچھ خیال نکیا قرآن میں آیہ فما استمتعتم بہ منہن اجورہن فریضۃ

صریح موجود ہے کہ متعہ جائز و روا ہے تفاسیر مین محدثین اہلسنت سے
گواہی دی ہے کہ متعہ زمان پیغمبر و خلافت ابی بکر مین برابر ہوتا رہا اور
خاص خلیفہ ثانی نے اسے منع کر دیا لیکن اگر بنا بر توثیق و تحقیق روایات
مستندین اور اقوال معتمدین کے حاجت ہو تو ہم وہی کلام علامہ سیوطے کا
جو مذکور ہوا بس جانتے ہین کہ اول خلیفہ عمر نے متعہ کو حرام کیا زیادہ تفصیل سے
معذور ہین لیکن اسپر اکتفا کرنے سے بہی مجبور ہین کیونکہ بحث طوالت
چاہتا ہے لہذا کچھہ تہوڑا اسا لبسط دیگر مرویات کتب معتمدہ و رسائل
مستندہ سے اسکو بیان کرتے ہین اس تحریر سے ظاہر ہو جاویگا
کہ کیسے کیسے صحابہ جلیل القدر اور کیسے کیسے تابعین وغیرہم برابر متعہ کرتے تہے
انہین روایات مین یہ بہی تصریح ہو جائیگی کہ خود حضرت ثانی نے اپنے
رائے سے اسکو حرام ٹہرایا اور اگر زیادہ تحقیق منظور ہو تو کتب علمائے اعلام
شیعہ شکر سعیہم رب البریہ مثل ضربت حیدریہ و شعلہ ظفریہ و تشئید المطاعن
وغیرہا کے جوان مباحث مین نہایت مسکت و مفحم ہین ملاحظہ فرماوین
اور در مقصود و دامن مراد مین لاوین پہلی دلیل یہ ہے کہ صحیح مسلم
کے باب نکاح متعہ مین کتاب النکاح سے صفحہ ۴۵۱ پر یہ روایت لکھی ہے

حدثنا حسن الحلوانی قال نا عبد الرزاق قال نا ابن جریج قال قال عطاء
قدم جابر بن عبد اللہ معتمرا فجئناہ فی منزلہ فسالہ القوم من اشیاء ثم
ذکروا المتعۃ فقال نعم استمتعنا علی عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

وابی بکر و عمر مطلب اسکا یہ ہے کہ عطاء وغیرہ نے جابر بن عبد اللہ سے
اسکے منزل مین اگرچند چیزون کا سوال کیا اور بعد اسکے متعہ کا ذکر آگیا

پس جابر سے کہا کہ ہان ہم نے عہد رسول اللہ اور ابی بکر و عمر مین متعہ کیا اور اس
روایت سے ظاہر ہے کہ جابر اور اور لوگون نے حضرت کے وقت اور ابی بکر
و عمر کے خلافت مین برابر متعہ کیا اگر متعہ حرام ہوتا تو عیاذاً باللہ ایسے صحابہ کرام
یہین مرتکب زنا و حرام ہوتے سے چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ۰ دوسری دلیل
دلیل اوسے کتاب صحیح مسلم مین اوسی مقام و صفحہ پر یہ ہے کہ حدثنی محمد بن
رافع قال نا عبد الرزاق قال نا ابن جریج قال اخبرنے ابو الزبیر قال سمعت
جابر بن عبد اللہ یقول کنا نستمتع بالقبضۃ من التمر والدقیق الایام علی عہد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وابی بکر حتی نہی عنہ عمر فے شان عمرو بن حریث
حاصل اسکا یہ ہے کہ ابو زبیر کہتے ہین مین نے جابر بن عبد اللہ کو کہتے سنا ہے کہ ہم
ایک مٹھی چھواری آور آٹے سے زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وابی بکر
مین عورتون سے متعہ کرتے تہے حتی کہ عمر نے شان عمرو بن حریث مین منع
کر دیا انتہے اور اس سے واضح ہے کہ اسکا اجراء برابر ہر عہد مین رہا او ر جابر
بن عبد اللہ صحابی جلیل القدر اور اکابر و اعاظم صحابہ سے ہین اور جابر کا
اطلاع دینا لوگون کو اپنے فعل کے اور پھر نہی ہونے اوسکے رسول مقبول سے
صاف اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ صرف نہی عمری متعہ کو ناجائز نہین
کر سکتے بلکہ نہی خدا و رسول پر موقوف ہے اور اوسکا حال خود اوسنے اپنے
فعل سے بیان کیا ہے تیسری دلیل کنز العمال مین صفحہ ۲۲۵ پر ترجمہ
متعہ مین کتاب النکاح کے حرف نون کے قسم افعال سے یہ لکھی ہوئی ہے
عن جابر قال کنا نستمتع بالقبضۃ من التمر والدقیق علے عہد النبی صلے اللہ
علیہ وسلم وابی بکر حتی نہی عمر الناس وکنا نعتد من المستمتع منہن بحیضۃ

ہے اور اسکا بھی وہی حاصل ہے کہ جابر نے خود اپنا اور اور لوگون کا متعہ کرنا
عہد نبی صلے اللہ علیہ وسلم و ابی بکر مین بیان کیا اور کتاب کنز العمال تالیف
علے متقی کی ہے جسمین اوسنے جمع الجوامع سیوطی کے تبویب کی ہے اسکے
نسبت مولوی غلام علے آزاد بلگرامی سبحۃ المرجان مین یون لکھتے ہین کہ مولانا
شیخ علے متقی اعاظم اولیاء و اکابر اتقیا سے ہے چوتھی دلیل کنز العمال کے
صفحہ ۲۹۴ پر اسی نشان سابق سے یہ مسطور ہے عن جابر قال تمتعنا متعۃ الحج
و متعۃ النساء علی عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلما کان عمر نہانا فانتہینا
ابن جریر یعنی جابر کہتے ہین کہ ہم عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین متعہ
حج و متعہ نساء کرتے تھے لیکن جب عمر نے منع کیا تو باز آئے پانچوین دلیل کنز العمال
صفحہ ۲۹۵ پر اسی پتہ سے اس مضمون کے لکھی ہے کہ جابر سے متعہ کا سوال
کیا گیا اوسنے جواب دیا کہ ہم نے زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و ابی بکر
مین متعہ کیا پہر عمر نے اوسے منع کر دیا ان روایتون اور اور روایتون سے
صحیح مسلم و کنز العمال و صحیح بخاری و جامع ابن اثیر وغیرہا کے نہایت
لائح ہے کہ جابر بن عبد اللہ جو اجلہ صحابہ سے تھے بیان کرتے تھے کہ مین نے
اور اور لوگون نے عہد رسالت مآب اور ابو بکر مین متعہ کیا اور معلوم ہے
صحابہ کے فعل کے خبر اہلسنت کے نزدیک اوس حدیث کے مرفوع
ہونے پر دلالت کرتی ہے اور اوسکے خبر درست ہوگی کیونکہ وہ حضرت کے
زمانہ مین تھا لیکن بیان اسکا کہ خبر دینا صحابی کا فعل صحابہ سے حکم حدیث
مرفوع مین ہے پس اکثر کتب معتمدہ اہلسنت مین درج ہے از انجملہ ابن حجر
مکی کی تصنیف ہے علامہ سیوطی کی کتاب حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ مین

ان الفاظ سے رطب اللسان ہے کہ قاضی القضاۃ ابن حجر امام الحفاظ اپنے زمانہ کا تھا اور جمیع فنون میں متقدم ہوا اسکے وقت میں کوئی حافظ سوائے اسکے ایسا نہ تھا بہت سی کتابیں اسکی تصنیف سے ہیں انمیں سے نخبتہ اور اسکی شرح وغیرہ ہیں انتہے اپنی کتاب نخبتہ الفکر میں کہتے ہیں کہ مثال مرفوع تقریر سے حکماً یہ ہے کہ کوئی صحابی خبر دی کہ وہ زمانہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں ایسا کرتے تھے پس اسکو حکم رفع کا ہے اس جہت سے کہ ظاہر یہ ہے کہ اسپر حضرت نے اطلاع دی ہوگے۔ اور کتاب مواہب لدنیہ کی مقام اباحت لحوم خیل میں بھی ابن حجر کے فتح الباری سے نقل کرکے بیان کیا ہے کہ الراجح ان الصحابی اذا قال کنا نفعل کذا علے عہد رسول اللہ کان لہ حکم الرفع لان الظاہر اطلاعہ صلے اللہ علیہ وسلم علے ذلک وتقریرہ حاصل یہ کہ مذہب راجح یہ ہے کہ کوئی صحابی جسوقت کہے کہ ہم عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں فلان چیز کو کرتے تھے اسکو حکم رفع کا ہے یعنے وہ حدیث مرفوع ہوویگی کیونکہ ظاہر اطلاع حضرت کی ہے اس فعل پر اور مقرر کرنا آنحضرت کا اس فعل کو انتہے اور محمد بن امام بالکاملیہ نے بھی شرح منہاج الوصول کے فصل ثالث ماظن صدقہ وہو خبر العدل الواحد میں باب ثانی اخبار سے صفحہ ۵۶ پر اسے مضمون کو بیان کیا ہے چھٹی دلیل یہہ ہے کہ سوائے جابر بن عبد اللہ صحابی کے ابوسعید خدری اور دیگر صحابہ نے بھی یہی روایت کی ہے چنانچہ کنز العمال ملا علے متقی میں صفحہ ۵۱۴ پر نشان سابق سے یہہ تحریر ہے عن ابی سعید قال کنا نتمتع علے عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالثوب ابن جریر اور اسی کی بابت ہے

کہ ابوسعید خدری و دیگر صحابہ عہد حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
مین متعہ کرتے تھے اور دوسری روایت بہی ملا علے متقی نے اسی
مضمون سے لکھی ہے اور ابہی ثابت ہوچکا ہے کہ خبر دینا صحابی کا فعل
صحابہ سے دلیل صحت کی ہے پس متعہ کا مشروع ہونا درست رہیگا اور نہی
عمری اسمین کچہہ اثر نہ کرسکے گی ساتوین دلیل یہہ ہے جو ملا علی متقی نے
کنز العمال مین نشان سابق پر لکھی ہے اور ۲۳۸۵ صفحہ پر مسطور ہے عن
ابن مسعود قال کنا نغزو مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقلنا یارسول
اللہ الا نختصی فنہانا ورخص لنا ان نستمتع احدنا بالمراۃ بالثوب الی اجل ابن جریر
اس روایت کو ائمہ اعلام ومشائخ فخام سنیہ نے نقل کیا ہے اور نہایت صحیح
وثابت ہے شیخین نے بہی اسکو صحیحین مین ذکر کیا ہے اور اس سے دلالت
صریحہ ہے کہ ابن مسعود نے صرف جائز کرنا متعہ کا جناب رسالتمآب سے
نقل کیا اور ناسخ کا مطلق ذکر نہین کیا اور جلالت ابن مسعود کے نزد
اہلسنت بغایت ہے اصحاب عدول سے گنتی مین احتیاج بیان کے نہین
ابن مسعود کے نزدیک متعہ کے جائز ہونیکی روایت نووی نے منہاج شرح
صحیح مسلم مین بہی باب نکاح متعہ مین کتاب نکاح سے لکھی ہے۔ اور ملا یعقوب
لاہوری نے خیر جاری اور طیبی نے شرح مشکوۃ اور قسطلانی نے ارشاد
الساری مین لکھا ہے کہ ابن مسعود قائل جواز متعہ کا تہا آٹہوین دلیل یہہ ہے
کہ خود خلیفہ ثانی نے وقت تحریم بیان کیا کہ دو متعہ جو عہد رسول مقبول مین تہے
مین انسے نہی کرتا ہون چنانچہ کنز العمال ملا علے متقی مین مسطور ہے عن
ابی قلابہ ان عمر قال متعتان کانتا علے عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

وانا انہی عنہما واضرب علیہما ابن جریر کرا ور پہرا وسی کنز العمال مین یہہ ہے
عن عمر قال متعتان کانتا علے عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہی عنہما واعاقب
علیہما متعۃ النساء ومتعۃ الحج ابن صالح کاتب اللیث فی نسخۃ والطحاوی سے
اور احکام القرآن تصنیف ابو بکر علی بن احمد جصاص رازی مین مذکور ہے
قال عمر بن الخطاب متعتان کانتا علی عہد رسول اللہ انا انہی عنہما واضرب علیہما
متعۃ الحج ومتعۃ النساء اور شمس الائمہ محمد بن احمد بن ابی سہیل سرخسی جو اکابر
ائمہ حنفیہ سے ہے اور مجاہد اور مناقب اوسکے جواہر مضیہ عبد القادر وغیرہ مین
مذکور ہین کتاب مبسوط کے ذکر متعہ حج مین کہتے ہین و قد صح ان عمر رضی اللہ عنہ
نہی الناس عن المتعۃ فقال متعتان کانتا علے عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
وانا انہی عنہما متعۃ النساء ومتعۃ الحج ان سب روایات کا حاصل یہ ہے کہ جناب
عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ دو متعہ نساء و حج کے جو زمانہ رسول اللہ مین ستھے
مین انکی نہی کرتا ہون اور جو کوئی ایسا کریگا اوسپر عقاب کرونگا کیا خوب
انصاف کی حجت طائفہ اہلسنت سے ابن قیم نے زاد المعاد کے فصول غزوۃ
الفتح سے ایک فصل مین لکہا ہے کہ وایضا فلم یصح لم یقل عمر انہا کانت علی عہد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وانا انہی عنہا واعاقب عنہا بل کان یقول ان
صلے اللہ علیہ وسلم حرمہا ونہی عنہا یعنے اگر یہ امر صحیح ہو تو عمر یہ نہ کہتے کہ متعہ
عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین ہوتا تہا اور مین اوسے منع کرتا ہون
اور عقاب دونگا بلکہ یہ کہتے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو
حرام کیا ہے اور اسسے نہی کی ہے الحمد للہ رب العالمین کہ حق ظاہر ہوا
اور مدعا ثابت ہوا [illegible]

الغرض جواز متعہ پر ارشاد باسداد جناب امیر المومنین علیہ السلام کا ہے حضرت نے
فرمایا کہ اگر عمر متعہ کو منع نہ کرتا تو کوئی زنا نکرتا مگر شقی اس روایت کو بتفاوت
یسیر اعلام حذاق و مشاہیر آفاق و ائمہ محدثین و افاخم متقدمین و ارکان
دین اہلسنت نے مثل عبد الرزاق و ابو داؤد و جوارباب صحاح ستہ سے ہین
اور ابن جریر طبری اور ثعلبی اور فخر رازی اور نیشاپوری اور سیوطی اور ملا علی
متقی وغیرہ کے بیان کیا ہے دو ایک روایتین مین بھی بیان کرتا ہون ملا علی
متقی نے کنز العمال مین کتاب النکاح کے حرف نون مین لکھا ہے عن علی قال

لولا ما سبق من رائے عمر بن الخطاب لامرت بالمتعۃ ثم ما زنی الا شقی عب
ای رواہ عبد الرزاق فی جامعہ و ای ابو داؤد فی ناسخہ و ابن جریر یعنے
جناب امیر سے ہے کہ فرمایا اگر وہ چیز نہ سبقت کرتی جو رائے عمر بن خطاب سے
ہوئی تو مین البتہ متعہ کا حکم کرتا اور پھر کوئی زنا نکرتا مگر شقی اب غور سے دیکھنا چاہیے
کہ جناب امیر فرماتی ہین عمر نے اپنی رائے سے متعہ کو حرام کیا اور حضرت کی
یہ رائے ہی کہ متعہ کا حکم فرماتی تا کہ لوگ فعل زنا اور ارتکاب حرام سے محفوظ
رہتے حدیث الحق مع علی و علی مع الحق مشہور ہے انا مدینۃ العلم و علی بابہا بھی
ماثور ہے۔ کلام امیر انا قران ناطق و ہذا قران صامت مین کسکو کلام ہے
انکی اطاعت مین کونسا شک کا موقع اور ریب کا مقام ہے۔ علامہ سیوطی بھی
نوین صدی مین درست کہنے والے گنے جاتے ہین جیسا کہ فتح المتعال مین ہے
تفسیر در منثور مین اسی روایت کو فرماتے ہین اور تفسیر در منثور کے نسبت جناب
شاہ عبد العزیز صاحب نے بھی رسالہ اصول حدیث مین تصریح فرمائی ہے
کہ جامع تفاسیر مشہورہ کی ہے اوسمین لکھا ہے کہ اخرج عبد الرزاق

وابوداؤد فے ناسخہ وابن جریر عن الحکم انہ سئل عن ہذہ الایۃ منسوخۃ قال
لا وقال علی لولا ان عمر نہی عن المتعۃ مازنی الا شقی یعنے اس آیت سے
سوال کیا گیا کہ منسوخ ہے یا نہین کہا نہین اور جناب علی نے فرمایا ہے کہ
اگر متعہ کی نہی عمر نکرتا تو کوئی زنا نہ کرتا مگر شقی انتہے تفسیر ثعلبی اور تفسیر کبیر فخر الدین
رازی مین بہی روایت ہے بخوف تطویل قلم انداز ہوئی جسکو تحقیق منظور ہو
وہ تشئید المطاعن ملاحظہ کری۔ دسوین دلیل یہ ہے کہ امام مالک بہی
نجواز متعہ کے قائل ہوگئے چنانچہ برہان الدین علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل
فرغانی نے ہدایہ مین لکہا ہے ونکاح المتعۃ باطل وہو ان یقول لامراۃ اتمتع
بک کذا مدۃ بکذا من المال وقال مالک رحمہ اللہ ہو جائز لانہ کان مباحا
فیبقی الی ان یظہر ناسخہ یعنے نکاح متعہ باطل ہے اور وہ یہہ ہے کہ عورت سے
کہی مین تجہ سے اتنی مدت کے لئے اتنی مال پر متعہ کرتا ہون اور امام مالک
رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہ جائز ہے کیونکہ وہ مباح ہتا پس وہی رہیگا جبتک
کوئی منسوخ کرنیوالا ظاہر ہو انتہی اور قول مالک باباحت جواز متعہ فتاوا سے
قاضی خان اور محیط رضی الدین محمد بن محمد سرخسی سے اور کنز الدقائق ابو البرکات
النسفی اور شرح کنز الدقائق فخر الدین ابو محمد عثمان بن علی بن محجن زیلعی اور
شرح کنز الدقائق ابو محمد محمود بن احمد عینی و سراج وہاج شرح مختصر قدوری
وحدائق الازہار شرح مشارق الانوار وجیہ الدین عمر بن عبد المحسن الانـ
نجاتی مین موجود ہے تفصیل وتشریح اسکے مصنفات علمائے اعلام مثل
استقصاء الافحام وتشئید المطاعن وتقلیب المکائد وبارقہ ضیغمیہ ونزہت
حیدریہ وشعلہ ظفریہ مین موجود ہے تلک عشرۃ کاملۃ والحمد للہ

رب العالمین علے ما اجری الحق علے السنۃ المخالفین ولنعم ما قیل ہے عدو شود
سبب خیر گر خدا خواہد ٭ خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است ٭ تیسری بدعت
حضرت موصوف کے یہ ہے کہ حی علے خیر العمل کو جو اذان کا ایک جزو ہے
جناب نے نہایت دلیری اور غایت جرأت سے نکلوا دیا اور اس امر کے
بابت اہلسنت کسیطرح سے انکار نہین کر سکتے اور کیونکر کچھ کہہ سکین جب علماء
معتمدین و ائمہ دین حضرات متسنین نے صاف صاف لکھدیا کہ یہ فعل حضرت
خلیفہ ثانی سے سرزد ہوا اگرچہ بعض علماء اس حرکت کے جواب مین سرگرم
ہوتے ہین لیکن کچھ ہو نہین سکتا کبھی تاویل رکیک اور توجیہ سخیف کو آگے
لاتے ہین کبھی معترف ہو کر اجتہاد خلیفہ کے حیلہ سے خاموش ہو جاتے ہین
شمس الدین محمود بن عبد الرحمن بن احمد اصفہانی تشئید القواعد مین مطاعن
عمر کے مقصد پنجم امامت مین کہتے ہین ومنہا انہ حرم المتعتین فانہ صعد المنبر
وقال ایہا الناس ثلث کن فے عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انا انہے
عنہن واحرمہن واعاقب علیہن وہی متعۃ النساء ومتعۃ الحج وحی علی خیر العمل
یعنے بعض مطاعن سے یہ ہے کہ اوسنے متعون کو حرام کیا کہ وہ منبر پر چڑھے
اور کہا کہ ایہا الناس تین چیزین عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین تہین
مین اونسے منع کرتا ہون اور حرام کرتا ہون اور اونکی وجہ سے عقاب کرونگا
اور وہ متعہ عورتون اور حج کا اور حی علے خیر العمل ہے اور جواب مین اس
طعن کے کہا ہے کہ انہ کان حرم المتعتین ومنع حی علے خیر العمل لانہ ظہر
عندہ المحرم لذلک بعد الجواز والمجتہد تابع لہ لما اوجبہ ظنہ یعنے اوسنے
متعون کو حرام اور حی علے خیر العمل کو منع اسوجہ سے کیا کہ اوسپر بعد جواز کے

بدعت اخراج حی علے خیر العمل از اذان

یہ حکم حرام کرنا ظاہر ہوگیا تہا اور مجتہد اوس شئے کا تابع ہے جسکو او ستکا
ملن واجب کردے اور علاءالدین علی بن محمد قوشجی نے بہی شرح تجرید کے
مطاعن عمر مین اسی مضمون کے روایت لکہی ہے اور علامہ تفتازانی نے
جنکے مناقب اور محامد بیان ہوے شرح مقاصد مین کہتے ہین وقد کان
معتبر فالبشریعة المتعتین سفے عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ما روے
عنہ انہ قال ثلث کن علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا انہی عنہن واحر
مہن وہی متعة الحج ومتعة النساء وحی علی خیر العمل یعنے خلیفہ ثانی اس
امر کے معترف ہین کہ رسول خدا کے وقت مین دونو متعہ مشروع ستہے
کیونکہ اونسے مروی ہے کہ کہا تین چیزین عہد نبی مین تہین مین اونسے
منع کرتا ہون اور اونکو حرام کرتا ہون اور وہ متعہ حج اور متعہ النساء
اور حی علی خیر العمل مین ہے اور جواب مین سوائے توجیہ وتاویل کے
کوئی شئے نہین بیان کے اور چونکہ مقام تفصیل اور موقع تطویل نہین ہے
لہذا اونہین روایات پر اختصار ہوتا ہے جسسے بوضوح ثابت ہوگا کہ حی
علی خیر العمل جز و اذان ہے اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے وقت مین کہا جاتا تہا یہ بات تو ظاہر ہے کہ آنحضرت کے
عہد مین جناب بلال موذن ستہے اور تتبع کتب احادیث وتفحص روایات
معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بلال اذان مین حی علی خیر العمل کہتے تہے
چنانچہ کنز العمال مین جسکے مدح اور اوسکے مصنف کے توثیق مبحث
متعہ مین گذری مسطور ہے عن بلال کان بلال یوذن بالصبح
فیقول حی علی خیر العمل طب یعنے بلال سے منقول ہے کہ بلال صبح کو

اذان دیتے تھے اور حی علی خیر العمل کہتے تھے اسکو طبرانی نے روایت کیا ہے
تھے اور غایہ شرح ہدایہ میں ابن حبان سے نقل کرکے لکھا ہے عن بلال رضی
اللہ عنہ انہ کان ینادی بالصبح فیقول حی علی خیر العمل یعنے بلال رضی اللہ عنہ سے
ہے کہ وہ صبح کو اذان دیا کرتے تھے اور حی علی خیر العمل کہتے تھے انتہی اور
غایہ شرح ہدایہ تصنیف احمد بن ابراہیم سروجی سے ہے جو نہایت ثقہ اور معتمد
و معتبر تھا ابن حجر عسقلانی نے درر کامنہ نے اعیان المائۃ الثامنہ میں انکے
بہت تعریف لکھی ہے اور علاوہ اسکے کہ خود موذن بلال اذان میں اسکو
کہتے تھے یہ بھی خوب ثابت ہے کہ جناب امام زین العابدین صلوات اللہ علیہ
و علی آبائہ الطاہرین اذان میں حی علی خیر العمل فرماتے تھے چنانچہ مصنف
ابو بکر بن ابی شیبہ میں مسطور ہے حدثنا ابو بکر ثنا حاتم بن اسمعیل عن جعفر عن
ابیہ و مسلم بن ابی مریم ان علی بن الحسین کان یوذن فاذا بلغ حی علی الفلاح
قال حی علی خیر العمل ویقول ہو الاذان الاول محصل اسکا یہ ہے کہ جناب
امام زین العابدین علیہ السلام جب اذان کہتے تھے اور حی علی الفلاح
پہنچتے تھے تو حی علی خیر العمل زبان مبارک پر جاری فرماتے تھے اور
کہتے تھے کہ یہ اذان اول ہے اور یہی روایت کافی و وافی ہے کہ یہ جزو اذان
ہے اور زمان رسالت میں ہوا جناب امام زین العابدین علیہ السلام کے نسبت
کسیکو کچھ شک نہیں کیونکہ وہ حضرت بموجب حدیث ثقلین وغیرہ واجب
الاتباع تھے اسی روایت کو تلویح شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے اور احمد
بن ابراہیم بن عبد الغنی الحنفی شمس الدین ابو العباس سروجی نے
کتاب الغایہ فی شرح الہدایہ میں بھی امام زین العابدین علیہ السلام سے

حی علی خیر العمل کے کہنے کو ذکر کیا ہے باقی تفصیل کتب بسوطہ سے ظاہر ہے من شاء الاطلاع علیہا فلیرجع الیہا۔ چوتھی بدعت حضرت ثانی کے اذان مین داخل کرنا الصلوٰۃ خیر من النوم کا ہے اور اسکے نسبت بہی کسی کو اہلسنت سے مجال نہین ہے کہ انکار کرسکے نہایت معتمدین و معتبرین سے اس روایت کو نقل کیا ہے کہ خلیفہ ثانی نے اذان مین اسکے داخل کرنیکا حکم کیا از انجملہ موطائے مالک ہے اول اوسکے مناقب علیہ اور محامد سنیہ دیکھا چاہئین اور بعد اسکے روایت ملاحظہ کرائی جاوے گی سب موثقین کو اور پر ذکر جناب شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی عبارت جو بستان المحدثین مین فرمائی ہے ذکر کرتا ہون اور وہ یہہ ہے کہ ابو زرعہ رازی کہ رئیس محدثین است گفتہ کہ اگر شخصی بطلاق زن خود سوگند خورد کہ انچہ در موطاست بلاشبہ و شک صحیح است حانث نشود واین وثوق و اعتماد بر کتب دیگر نیست انتہے اور بعد اسکے اشعار سعدون شاعر کے جو موطا کے مدح اور ترغیب علم امام مالک مین ہین اشعار قاضی عیاض سے لکھے ہین اور بعد اسکے لکھا ہے باید دانست کہ موطا را از حضرت امام در زمان ایشان قریب ہزار کس شنیدہ و فرا گرفتہ و نسخ آن بسیارست و از طبقات مردم فقہا و محدثین و صوفیہ و امرا و خلفا بطریق تبرک از آن امام عالیمقام آنرا سند کردہ اند انتہے اور جناب شاہ ولی اللہ والد صاحب تحفہ فرماتے ہین کہ موطا اصل اور مادہ صحیحین سے ہزار آدمیون نے علمائے عصر امام مالک سے اُسی سے روایت کی ہے اور عدالت او ضبط رجال اوسکا مجمع علیہ ہے بعد اسکے کہا ہے کہ صحیحین اگرچہ بسط و کثرت مین موطا سے وسیع ہین لیکن طریق روایت اور تمیز رجال

بدعت اذان الصلوٰۃ خیر من النوم در اذان

اور راہ اعتبار و استنباط کے موطا ہی سے سیکھے ہے اور سالم بن محمد نے
تیسیر الملک الجلیل شرح مختصر الشیخ خلیل مین ذکر مالک مین لکھا ہے
تاالیفہ رحمہ اللہ کثیرۃ منہا کتاب الموطا الذی لم یسبق الی مثلہ ابن مہدی ما کتاب بعد کتاب
اللہ انفع للناس من الموطا ولا اصح بعد القران منہ الشافعی ما فی الارض کتاب
فی العلم اکثر صوابا من کتاب مالک وفی روایۃ افضل منہ احمد بن حنبل
ما احسنہ لمن تدین بہ وقد کثر مدح العلماء لہ نثرا و نظما واعتنا وہم بہ شرحا و کلا
ما علیہ یہاں اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب موطا سے بڑہ کر
اور نفع والی سوائے قرآن کے کوئی کتاب نہین ہے اور نہ بعد کلام اللہ کے
کوئی اسسے زیادہ صحیح ہے پس اسی کتاب کے بیان ماجاء فی الصلوۃ مین
لکہا ہے مالک انہ بلغہ ان المؤذن جاء عمر بن خطاب یوذنہ بصلوۃ الصبح فوجدہ
نائما فقال الصلوۃ خیر من النوم یا امیر المومنین فامرہ ان یجعلہا فی نداء الصبح
یعنے مالک سے یہ معلوم ہوا ہے کہ موذن عمر بن خطاب کے پاس نماز صبح کے
خبر دینے گیا اور انکو سوتا پایا پس کہا کہ الصلوۃ خیر من النوم یعنے نماز بہتر ہے
نیند سے اے امیر المومنین جناب عمر نے حکم کیا کہ اسکو صبح کے اذان مین داخل
کروانتہے معاذ اللہ شریعت کو ایک عجب مضحکہ اور خود رائے کا فعل سمجھ
رکہا تہا یہ جرات و جسارت تو حضرت افضل عالمیان باعث خلق کون و مکان
رسول اکرم محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بہی نہ تہے ایک شخص نے آکر
کچہہ کہا اور کہدیا اجی یہ نماز مین پڑہنے لگو اسکو اذان مین مقرر کردو جناب
خلافت مآب تابع دین نبوی ضرور تہے نبی نہ تہے انکو اتنی قدرت نہ تہے
کہ اپنی رائے سے کچہہ دین مین گہٹا بڑہا دیتے کیونکہ باعتراف حضرات

متسنین آیہ الیوم اکملت لکم دینکم الخ نے اس احتیاج کو پورا کر دیا تہا بلکہ یہی آیت
بوقت طلب قرطاس وقلم جناب رسول اکرم مانع آئی تہی۔ اور یہ بہی معلوم ہو چکا ہے
کہ کوئی چیز اپنی رائے سے دین مین بڑہانا یا گہٹانا کیسا ہے بلکہ یہانتک
کہ کوئی مسئلہ درصورت عدم علم بتانا کیا حکم رکہتا ہے پس جب یہ سب معلوم ہے
تو حضرت خلیفہ ثانی کن لوگون مین محسوب ہونگی سے خدا محفوظ رکہے ہر بلا سے
دوسری روایت سابق کے موئد سنئے موطا مین محمد بن حسن شاگرد امام
اعظم اہلسنّت نے کہا ہے کہ اخبرنا مالک بلغنا ان عمر بن جارہ المؤذن یوذنہ
بصلوۃ الصبح فوجدہ نائما فقال المؤذن الصلوۃ خیر من النوم فامرہ ان
یجعلہا فے ندا الصبح اور اسکا بہی وہی مطلب ہے جو اسکے پہلے بیان ہوا
تیسری روایت بہی موطا سے مشکوۃ مین نقل کی گئی ہے چنانچہ مشکوۃ کے
کتاب الصلوۃ کے باب اول کی فصل ثالث مین ہے عن مالک بلغہ ان
المؤذن جاء عمر بن الخطاب یوذنہ بصلوۃ الصبح فوجدہ نائما فقال الصلوۃ خیر
من النوم فامرہ عمر ان یجعلہا فے ندا الصبح رواہ فے الموطا اور اسکا بہی
بعینہ وہی مفہوم ہے جو مذکور ہوا پس جب کہ ایسے معتبر اور معتمد کتابون مین
یہ امر لکہا ہے تو کیا شک وریب کا مقام ہے اور اسکے صحت مین کیا کلام
ہے اور لیجئے مصنف ابن ابی شیبہ مین موجود ہے ثنا عبدۃ بن سلیمان عن
ہشام بن عروۃ عن رجل یقال لہ اسمعیل قال جاء المؤذن یوذن عمر بصلوۃ
الصبح فقال الصلوۃ خیر من النوم فاعجب بہ عمر وقال للمؤذن اقرّہا
فے اذانک اسکا حاصل یہ ہے کہ مؤذن عمر کو نماز صبح کی خبر دینے آیا اور کہا
الصلوۃ خیر من النوم نماز نیند سے بہتر ہے پس عمر اس قول سے متعجب ہوا

اور موذن نے کہا کہ اسکو اپنی اذان مین پڑہا نشتہے اور اگر اسنے پڑہ کر سنے
تو خود جناب شاہ ولی اللہ صاحب کو بہی ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین مالک ان
عمر علم موذنہ ان یقول الصلوٰۃ خیر من النوم یعنے مالک کے نزدیک یہ ہے کہ عمر نے
اپنے موذن کو سکہایا کہ الصلوٰۃ خیر من النوم الصلوٰۃ خیر من النوم کہے اور اگر
منظور ہو کہ یہ امر حضرت عمر ہی کے زبان سے بدعت ثابت ہوجاوے تو یہ
بسم اللہ بہی کنز العمال مین جسکے توصیف و توثیق پہلے گذری یہہ لکہا ہے
عن ابن جریج قال اخبرنی عمر بن حفص ان سعدا اول من قال الصلوٰۃ
خیر من النوم فی خلافۃ عمر فقال عمر بدعۃ ثم ترکہ وان بلالا لم یوذن لعمر حب
حاصل اسکا یہ ہے کہ سعد اول وہ شخص ہے جسنے کہ الصلوٰۃ خیر من النوم خلافت
عمر مین کہا پس عمر نے کہا کہ یہ بدعت ہے اور بلال نے عمر کے وقت مین
اذان نہ دی اشتہے اور صحیح مسلم مین جو بعض کے نزدیک صحیح بخاری سے
بہی زیادہ ہے جیساکہ تدریب میوطی مین ہے جہان اجزاء اذان و اقامت
کو حضرت نے شمار کرایا ہے الصلوٰۃ خیر من النوم کا پتا بہی نہین نہ کنز العمال
مین شمار کیا پہر جو کچہ کسی نے بیان کر دیا ہے غیر معروف اور کذاب راویونسے
بیان کیا ہے ورنہ جن کتب سے ہمنے بیان کیا ہے وہ غلط ہونگے اور حالانکہ
اونکی صحت کے نسبت حضرات اہلسنت کو ایساہی یقین ہے جیساکہ کلام
باری کے نسبت اب بدعت پر بدعت خلیفہ صاحب کی دیکہی ۔ کاش
حضرات اہلسنت عوام شیعہ کے ایک ہی بدعت کے برابر سب بدعات
خلیفہ کو شمار کرین اب بدعت خوب ظاہر ہوئی ہو گی اور معلوم ہوا ہو گا
کہ بدعت کے کیا معنے ہین اور کن کن سے سرزد ہوی ہے مقتضائے

انصاف یہی ہے کہ اگر طعن عوام شیعہ سے نہ ہٹایا جاوے تو جہان بدعت
اور بدعت کا کرنیوالا پایا جاوے وہ بہی اسے زمرہ مین محسوب ہوا اور اگر
صورت مذکورہ نامنظور ہے پہر تشنیع عوام بہی عقل سے دور ہے اور تہمت
بیجا نزد اہل شعور ہے سه من انچه شرط بلاغ است باتو میگویم * تو خواه از
سخنم پند گیر و خواه ملال * چونکہ تسطیر بدعات خلفاء و صحابہ ممدوحین اہلسنت
مین خروج از مرام و تطویل کلام کا خوف ہے لہذا چند اوراق پر اختصار کیا گیا
است پر غور کرکے سب حضرات کے حال کو خیال فرمالین سه قیاس کن
زگلستان من بہار مرا * **باب سوم** اہلسنت کے ان اعتراضات کے
جواب مین کہ باجہ سننا اور راگ مین مرثیہ پڑہنا و سننا اور تعزیہ کے
غایت تعظیم حتے کہ سجدہ وغیرہ اوسکے آگے کرنا اور ہر سال محرم کو ماہ غرا
ٹہرانا۔ اور کپڑون کو سیاہ رنگنا اور تعزیہ کے آگے دعا مانگنا اور اوسپر
عرضیان وغیرہ چڑہانا اور نعرہ یاحسین کہنا اور عورتون کو محرم کی راتون مین
تعزیون کے زیارت کے لئے باہر پہرنے کی اجازت دینا اور محرم کے دسوین
دن فاقہ کرنا اور امام باڑہ وغیرہ کے غایت تعظیم بجالانا اور بہس اور خاک اڑانا
اور علم و شدتی گہوارہ دلدل وغیرہ بنانا اور شربت کے گہڑے تعزیونکے
آگے لیجانا اور تعزیہ کو بعد بنانیکے دفن کرنا اور ایام محرم ہی مین حاضرے
وغیرہ ہونے اور اوسمین ظالمون پر تبرا کہنا وغیرہ شیعونکے نزدیک بدعت
ہین یا سنت یا واجب اور کس وجہ سے اول ہم اسمقام پر بتوضیح
ان امور کو بیان کرتے ہین اور ہر ایک کو علحدہ علحدہ لکہکر بتاتے ہین
بگوش جان سنئے **اول** یہہ اعتراض کہ شیعہ ایام محرم وغیرہ مین

باجہ وراگ

راگ اور باجا سنتے ہین پس یہ امر انکا کیسا ہے اقول وانا مولف الکتاب عون الملک
الوہاب مخفی نہین ہے کہ راگ کا سننا فرقہ حقہ شیعہ اثنا عشریہ کثرہم اللہ رب البریہ
حرام اور ناجائز ہے الا ما استثنی جیسا کہ کتب معتمدہ و مستندہ سے ظاہر ہے نہ کوئی ائمہ
معصومین علیہم السلام سے معاذ اللہ اسکا مرتکب ہوا اور نہ اس فعل کے سماع و استماع
کے نسبت جناب رسول مقبول سے پناہ بخدا کسی روایت شیعہ مین پائی جاتی ہے
بالتصریح آیات سے احادیث سے روایات سے اقوال سے آثار سے علما
معتمدین کے اقرار سے حرمت ثابت ہوتی ہے ومن ادعی خلافہ فعلیہ البیان وعلینا
التسلیم والرد بالبرہان اب بعد اسکے جو کوئی واقفیت یا ناواقفیت سے اسکا
مرتکب ہوگا ماخوذ ہوگا کیونکہ حرمت پایۂ ثبوت پہونچ گئی ہے علاوہ اسکے نظر عبادت
ایسے امور کا واقع ہونا نامعلوم ہے لیکن مرثیہ اس طریقہ متعارفہ سے پڑھنا جسکو سوز
کہتے ہین جبکہ ترجیع یعنے گٹکری سے خالی ہو اور حد غنا تک نہ پہونچے یعنے بول چال مین
وہ گانا نہ بولا جاوے تو فقہا رضوان اللہ علیہم نے جائز سمجھا ہے وہ غنا نہین کیونکہ غنا کسکو کہینگے
غنا اور راگ وہ ہے جسکو عرف مین غنا اور راگ کہین اور اسکے فاعل کو
گانے والا بتاوین ــ مرثیہ پڑھنے والی کو گانے والا اور پڑھنے کو گانا کوئی نہین بتا
خیر یہ تو اطلاق اور عرف کے بابت قول محقق ہے اور اگر غنا مد صوت اور درازی
آواز سے مراد ہے تو مطلق تو مراد ہو ہی نہین سکتی ضرور کوئی قید ہوگے ورنہ
اسسے بچنا محال ہے اور کم سے کم اذان اور تلاوت قرآن وغیرہ وغیرہ ناجائز ٹھہرتے
ہین پس اسکے واسطے بعض فقہا نے یہ حد مقرر کی ہے کہ گو عرف مین گانا نہ کہلائے
مگر ترجیع یعنے گٹکری سے خالی ہو وہ درست ہے پس جب پڑھنا ان دونو
امرون سے خالی ہو اسکا سننا حرج نہین رکھتا کیونکہ وہ غنا نہین ہے

تا جسکو کہتے ہین کوئی متقین سے نہین سنتا ۔ عوام البتہ ماہ محرم الحرام میں
یا غیر جسمین تخصیص نہ شیعہ کی نہ سنی کے اسکے مرتکب ہوتے ہین اور علی ہذا
باجہ شرع مین شیعونکی ہان حرام اور ناجائز ہے کسی مقام سے اسکا جواز
نہین نکلتا اور نہ کوئی علماء متدینین سے اسکا مرتکب ہوتا ہے والعوام کالا
نعام لایفرقون بین الحلال والحرام ۔ پس یہی جواب باصواب کافی ہے خود شاہ
عبد العزیز صاحب اپنے تحفہ مین فرماتے ہین کہ ہر فرقہ کے عوام نے اپنی لئے
چیزین پیدا کر لیں ہین اور چونکہ اونکے علماء اسکے قائل نہین اسلئے طعن سب سے
ساقط ہے انتہٰی پس طعن اہلسنت جو عوام شیعہ کی جانب راجع ہی سارے
شیعون سے باعتراف اونکے خاتم المحدثین دستون وین مبین شاہ
عبد العزیز دہلوی کے ساقط ہے اور کیون کر ساقط نہو عوام اہلسنت مین
وہ وہ زیادتیان اور بدعتین پائی جاتی ہین کہ معاذ اللہ اور استغفر اللہ
مدار و میران غوث پیر دستگیر وغیرہ کے تعظیمین اجمیر شریف کی زیارت
پیرونکے قبرونکی قربانی اور تصدق ہونا پانچ رنگ اور اتا بارہ وفاتو نمین
دہلی کے مشہور کیفیت بڑے اعتراض اور سخت طعن ہین ان سے ہم بھی
اعتراض کرتے ہین لیکن جب نظر غور سے دیکھا جاتا ہے تو چہ عوام وچہ خواص
اہلسنت سب ایسے امور کے مرتکب ہوئی ہین اور ہوتے ہین شیعونکے
عام لوگ اور اہلسنت کے خاص اور عمائد بلکہ بڑے بڑے پیر
اور مشائخ او خود خلفاء ثلاثہ اس طعن مین برابر ہین اور خواص شیعہ
و متدینین و ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین بلا شک وریب
ان منہیات و معاصی سے بری اور پاک ہین اسے حضرات اہل سنت

وجاہت وصاحبان نصفت وعدالت ذرا انصاف کرنا اعتساف نہایت
بیجا شی ہے شریعت نے انا وجدنا علیہ آبارنا او عصبیت کو درست نہیں کہا
آپ کا یہ اعتراض شیعون پر نہین ہو سکتا مگر ہان سب سے پہلے مشائخ صوفیہ
اور اعاظم فرقہائے واصلیہ وثمر اخیہ کے جانب راجع ہے بلکہ یہ تو ایک
ذرا سا امر ہے وہ تو عجیب عجیب بدعات کے مرتکب ہوتے ہین انکا اسطرح سے
حال وقال لانا اور گانا سننا ناچ دیکھنا اشعار عاشقانہ پڑہ پڑہ کر بے
زمین پہ گر پڑنا اور کبھی اوٹہنا لڑکون سے بوس وکنار کرنا ایک لباس نئے
ہئیت کا پہننا بدعت اور خلاف شریعت نہین تو کیا ہے کسی مقام پر
شرع شریف مین ان امور کے حلت نہین پائی جاتی اور نہ رسول مقبول سے
کبھی ایسا صادر ہوا نہ اہلبیت طاہرین العیاذ باللہ مرتکب ان امور کے
ہوئے نہ کوئی اصحاب اخیار سے اسکو عمل مین لایا نہ مقتیان دین نے
اسکے جواز کا فتوی فرمایا بلکہ اسکے خلاف پر حکم دیا ہے اور اہل تشیع کے
علاوہ خود صوفیہ کے عمائد نے انکی بدعت ہونے کا اعتراف کیا ہے مولوی
عصمت اللہ سہارنپوری نے ایک رسالہ مبسوطہ مذمت مین انکی بعض
فعلون سے کے تصنیف کیا ہے اوسکے دیباچہ مین لکھا ہے جسکا حاصل یہ ہے
کہ راگ کے حرام ہونے پر اجماع واقع ہوا ہے اور یہ امر خاقت مین
بعد گذرنے قرون ثلثہ یعنے صحابیون اور تابعون اور تبع تابعون کے
ظاہر ہوا ہے کہ پیغمبر خدا نے اسکے اچہے ہونیکی گواہی دی ہتی پس یہ جو کہتے ہین
معترض اعتبار سے ساقط ہے کہ راگ اوسکے لوگون کو مباح ہے اور
غیرون پر حرام اور وہ لغیرہ حرام ہے نہ کہ بعینہ ۔ یعنے حرمت

اوسکی عارضی سے نہ ذاتی جیسا کہ آج کل متصوفہ ہین جو طریق شرع سے
جاہل ہین مشہور ہے خدا ای تعالی اونکو صراط مستقیم کی ہدایت کرے
اونہون نے گانا سننے اور ناچ دیکہنے کو طاعت و عبادت قرار دی ہے
اور دین قویم ٹہرایا ہے اور متقی لوگون پر تشنیع کرتے ہین کہ وہ اس امر سے جو میان
خلق شائع ہے پرہیز کرتے ہین اور ان پر طعن کرتے ہین کہ یہ لوگ خالی البواطن
اور خشک طبیعتون کے ہین اور اپنی لیئے درباب ناچ اور گانا سننے کے جسکے
جانب اونکے نفسون نے اونکو بلایا ہے جو مقتضا ساری امور شیطانیہ کا ہے
دعوی کرتے ہین کہ اس سے اسرار و معارف اور اذواق و لطائف اور
حالات و مقامات اور علو مراتب و کمالات و کرامات حاصل ہوتے ہین
اس سماع کے حیلہ سے اہنون نے جال مکر و خداع اور حیلہ انگیزی کا برپا
کرر کہا ہے اور عوام جہال کو اس سے دام مین لاتے ہین اپنے حال کا لقا
وفنا اور ارتکاب امر شنیع رقص و غنا سے ملمع کیا ہے افتروا علے اللہ کذبا
ام بہم جنۃ یعنے خدائے تعالے پر کذب سے افترا کرتے ہین کیا اونکے لئی جنت ہے
اہنون نے راہ ہدایت اور سنت نبویہ کو گم کر دیا ہے پس وہ گمراہ ہوئی اور بہت سے
لوگون کو گمراہ کیا اور بڑی خطا اور بڑے عصیان کے مرتکب ہوی اولئک
الذین اتخذوا دینہم لعبا و لہوا یعنے یہ وہ لوگ ہین جنہون نے اپنے دین کو
لہو و لعب سمجا ہے انتہے مرحبا اے فاضل سہارنپوری وجبذا شاید مراد
عبارت بالا سے ظاہر او رعاقل کے لئیے باہر ہے کہ محافل حال و قال کا برانگیختہ
کرنا اور اوسمین تالی بجانا۔ ناچنا گانا۔ اور سب افعال صوفیہ بدعات
عظیمہ سے ہین اور نامشروع ہین اور کیونکر نامشروع ہہون جب کہ اونہون نے

ان امور محرمہ کو عبادت جاننا او صوم و صلوۃ سے فارغ ہوگئے چنانچہ فرقہ شمراخیہ کا
انہیں سے قول ہے کہ جب صوفیون کے صحبت قایم ہوتی ہے اور حال اون کے
دل مین راہ پاتا ہے تو فوراً سب تکلیفین شرع کی باطل ہوجاتی ہین اور دف
بجانا ناچنا و گانا سننا سرود طنبور و طبل سے دل خوش کرنا اور مینا بیکام تکب
ہونا حلال ہوجاتے ہیں اور لوگون کے جورو اور لڑکے بہی روا ہو جاتے ہین چنانچہ
جنید کا قول ہے کہ راگ سننے سے جب حق نظر آتا ہے تو حق حق اور ہو ہو کہتے مست
اور مدہوش ہوجاتے ہین حورین جنت کی آگر بغل مین لیتی ہین اور عشاقیہ کا
انہیں سے مقولہ ہے کہ یہ لوگ جب خدا پر عاشق ہوجاتے ہین تو سب عبادتین
اور ساری تکلیفین ان سے ساقط ہوجاتے ہین کیونکہ عبادتون مین حق کے
دیکہنے سے باز رہتے ہین اور خوب تفصیل تصفیۃ القلوب و مونس الابرار مین
مسطور ہے نفحات الانس وغیرہ مین بہی بالاجمال مذکور ہے فخر الاسلام کا کلام
بزدوی مین جو ماثور ہے قابل ہدیہ اہل شعور ہے پس علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ مین افادہ فرماتی ہین کہ کتاب مذکور مین تحریر ہے الصوفیۃ اکثرہم اہل
السنۃ والجماعۃ ومنہم من یکون صاحب الکرامۃ ومنہم الحبیبیۃ یقولون ان
اللہ تعالے اذا احب عبدا یرفع عنہ الخطاب فیحل لہ کل النعم ویسقط عنہ
کل العبادات ولا یبقی فی حقہ حظر ولا یصلون ولا یصومون ولا یسترون
العورۃ ولا یتبعون عن الزنا ولا عن اللواطۃ ولا عن شرب الخمر ولا عن
محظور ومنہم الاباحیۃ یقولون الاموال کلہا علے الاباحۃ وکذا الفروج وبعض
الحلال الاعجر والاصابۃ وعجز الاکتساب ویستبیحون اموال الغاصبین وفروج
نساءہم ومنہم الحوریۃ یقولون باستحباب الرقص والغنا وبیالغۃ فی الرقص

حتے یسقطون علی الارض من کثرۃ الالتعاب ثم یقومون ویغتسلون ومنہم
المتجاھلہ وہم قوم یضربون المزامیر ویشربون الخمر ویاتون ببعض الفواحش
ویلبسون ثیاب الفسقۃ ومنہم المتکاسلۃ وہم قوم رضوا بملاء بطن من الطعام
حراماً کان او حلالاً یاکلون کثیراً ان وجدوا ویرقصون ان وجدوا قاریا واغناہ
والکسل لایتعلمون شیئا ولا یتزوجون ولا یعتقدون مذہبا ولا ینازعون احداً انتہی

مختصراً یعنے صوفیہ جنمین سے اکثر اہلسنت وجماعت ہین بعضے اونمین سے
صاحب کرامت ہین اور بعضی اونمین حبیبیہ ہین سو کہتے ہین کہ جب خدا اسکے
بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اوسے خطاب کو اوٹھا لیتا ہے پس سب نعمتین
اوسکو حلال ہوجاتی ہین اور سب عبادتین اوسے ساقط ہوجاتی ہین اور اوسکے
حق مین کوئی ممانعت اور کوئی حرمت باقی نہین رہتے اور نہ تو نماز ادا کرتے ہین
نہ روزہ رکھتے ہین نہ اپنی شرمگاہ کو روکتے ہین اور زنا لواطہ شراب کے
پینے اور سب حرام چیزون سے پرہیز نہین کرتے ہین۔ اور بعضی اباحیہ ہین
سو کہتے ہین کہ سارے مال مباح ہین اور اسیطرح عورتین۔ اور حلال نہین سمجھتے
مگر صرف اضافت واکتساب اور لوگون کا مال اور انکی عورتین مباح جانتے
ہین اور بعضی اونمین سے حوریہ ہین جو ناچ اور غنا یعنے راگ اور سرود کے
قائل ہین اور ناچ مین اسقدر زیادتے کرتے ہین کہ کثرت لعب سی زمین پر
گر گر پڑتے ہین اور پھر اوٹھتے ہین اور غسل کرتے ہین اور بعضے اونمین سے
متجاھلہ ہین اور وہ وہ قوم ہین جو مزامیر بجاتے ہین اور شراب پیتے ہین
اور بعض فواحش کے مرتکب ہوتے ہین او فاسقون کا لباس پہنتے ہین
اور بعضے اونمین سے متکاسلہ ہین اور وہ ایک قوم ہین جو اپیٹ بھرے پر راضی ہوتے ہین

کہ اپنے پیٹ کو کہانے سے بہرین خواہ وہ حلال ہو خواہ حرام ۔ بہت کہاتے ہین
اگر پاتے ہین ۔ اگر کسے گانے والی کو پاتے ہین تو رقص کرتے ہین اور انہون
نے کسل اور کاہلی کو اختیار کیا ہے نہ علم سیکہتے ہین نہ تزویج کرتے ہین اور
کسی مذہب او کسی ملت کا اعتقاد نہین رکہتے اور نہ کسی سے جہگڑا کرتے ہین
انتہے او باوجودیکہ خود بہت سے علماء اہلسنت نے غنا و راگ کو حرام جانا ہے
جیساکہ بیان ہوا اور جسکی شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح سفرالسعادۃ مین
تصحیح کی ہے اور تنبیہ الجاہلین مین ہے کہ صرف راگ کا سننا یا مع آلاتکے
مطلقاً حرام ہے اور ابتک اہلسنت مین خلاف نہین ہے انتہے او بہت سے
رسالے اسبارہ مین تصنیف و تالیف ہوئے ہین لیکن با اینہمہ بڑے بڑے
مشائخ اور کبراء صوفیہ نے اسکو سنا ہے اور اوسکے جواز کے فتوے دے ہین ۔
اور اہلسنت نے اونکی تحریرون اور تقریرون پر آمنا و صدقنا کہا ہے جیساکہ کچہ تو
حال اباحت غنا و سرود و رقص زنا ابہی بیان ہوا ہے علاوہ اسکے امام غزالے
جنکے مدائح اور مناقب اگر تحریر کئے جائین تو ایک کتاب مبسوط تصنیف ہو
لیکن اتنا ہی کافی ہے جو حیوۃ الحیوان دمیری مین بسند صحیح ابوالحسن شاذلی سے
مروی ہوا ہے یعنے اونہون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکہا
کہ حضرت نے موسے اور عیسی علیہ وآلہ وعلیہما السلام پر بسبب امام غزالی کے
فخر ومباہات کے اور مولوی حیدر علے صاحب اونکو حجۃ الاسلام سے موصوف
کرتے ہین ۔ تاریخ یافعی وغیرہ شاہد صادق ہین ۔ اور محمود بن سلیمان کفوے
جسکو خود مولوی حیدر علے ازالۃ الغین مین علماء سنیہ مین شمار کرتے ہین
اور اوسکی اس کتاب سے احتجاج اور استدلال فرماتے ہین کتاب

اعلام الاخیار میں فقہاء مذہب النعمان المختار میں نہایت مدح کرم مدح
غزالی سے اور کہتا ہے کہ وہ قطب وجد اور برکت عامہ پر موجود ہے انتہی
اپنی کتاب احیاء العلوم میں فرماتے ہیں جسکا ماحصل یہ ہے کہ راگ کا سننا
پہلا امر ہے جس سے ایک حالت قلب میں متغیر ہوتی ہے اور اوسکو وجد کہتے
ہیں اور وجد سے اطراف کا حرکت کرنا متمیز ہوتا ہے یا تو بحرکت غیر موزونہ جسکو اضطراب
کہتے ہیں اور یا موزونہ جسکو تالی بجانا اور ناچنا کہا جاتا ہے پس بحکم سماع تدبر کرنا چاہئے آئمہ
مذہبون کے اقوال میں پس قاضی ابو الطیب طبری نے شافعی اور
مالک اور ابی حنیفہ اور سفیان ثوری اور ایک جماعت علماء سے ایسے
الفاظ بیان کئے ہیں جس سے استدلال ہوسکتا ہے کہ اونسے حرمت کے
روایت ہے اور ابو طالب مکی نے ایک جماعت سے اوسکے سننے کے
اباحت نقل کی ہے اور کہا کہ صحابہ میں سے عبد اللہ بن جعفر اور ابن زبیر
اور مغیرہ بن شعبہ اور معاویہ وغیرہم نے اسکو سنا اور یہ بھی کہا کہ یہہ امر
بہت سے صحابیون اور تابعیون سے بہت سے منقول ہے اور کہا کہ ہمارے
پاس مکہ میں حجازی لوگ عمدہ دنون میں ہمیشہ گانا سنتے ہیں اور وہ وہ
دن گنے ہوئے ہیں جنمیں خدا نے حکم دیا ہے کہ اوسکا ذکر جاری مثل ایام تشریق
انتہی موضع الحاجۃ اور بھی زیادہ تر لطیف اور بہت خوب یہ معاملہ ہے
کہ خود جناب شیخ عبد الحق دہلوی نے اوسنے اپنی شرح سفر السعادۃ میں
فرماتے ہیں کہ کوئی قاطع دلیل ثابت نہ ورنیالت دین سے نہیں ہے جس سے
حرمت سماع علی الاطلاق ثابت ہووے چنانچہ صاحب کتاب
سفر السعادۃ نے تعاقب میں چہارانہ پہ لکھا ہے کہ در باب مذمت

سماع سے کوی حدیث صحیح نہین ہوے وہان اسکی شرح مین شیخ موصوف
فرماتے ہین کہ اب شاید تو یہ پوچھے کہ تیرا اسمین کیا اعتقاد ہے پس جان تو
کہ جو شخص راہ انصاف اور احتیاط کی چلے اور کذب و تعصب و مکابرہ سے منافی ہو
تو اوس مسئلہ مین جسمین کہ نزاع اور خلاف نے راہ پائی ہے قطع نظر راجح و مرجح
کے سوائے سکوت اور توقف کے کچھہ نکریگا اس مسئلہ مین بھی فقہا اور مشائخ
مین نزاع ہے اور مشائخ طریقت مین بھی باہم اختلاف ہے اور جو شخص احادیث
اور اقوال فقہا کا تتبع کریگا معلوم کریگا کہ متعارف اور مشہور جو ہے حرمت
اور کراہت ہے اور غایت توجیہ اور تطبیق اوسکی یہ ہے کہ اوسکی حرمت بوجہ
لہو و لعب ہونیکے مفید اور معلل ہو گی اس قرینہ سے کہ یہ فعل اس زمانہ مین
اہل فسق اور فجور و لعب والون کا شعار تہا اور جب کہ جماعت ارباب
ذوق و وجدان و ولہ و محبت بسبب گانے سننے کے اوس تاثیر کے جو اہل
خلوت کے نفوس تک پہونچتی ہے اور باعث وجد اور حال کا ہوتی ہے اسمین
پڑنے اور لہو و لعب اونکی افعال تک پہونچنے کے مجال نہین رکہتا ہے تو وہ
اس سے خارج ہو گئے انتہی حاصل جو کچہہ یہان پہ تنقیح ثابت ہوا یہ ہے کہ حرمت گانا سننے کی
علے الاطلاق کسے دلیل قاطع سے جو ضروریات دین سے ہو ثابت نہین ہوے
اشتہے اور جبکہ اس عالم کامل نے یہ بیان کیا تو کیا مجال ہے جو کوی کچھہ سخن سازی
کر سکے انتہی ہین مدارج شیخ عبد الحق کے تصنیف فاضل رشید نے ایضاح لطافۃ المقال مین
تو تصریح کی ہے کہ علم عروض از علوم آسمانی دانستہ و فن عروض بر ارجاء
عالم سایہ آمد گسترد گشتہ و عقلا نیز در علوم شرعیہ علم النبوت نزد علماے
اہل سنت و جماعت کلام شرعیت اتقانیت ثبوت و انصاف مستند اسماء

دیانت و براعت است انتہےٰ اور مولوی حیدر علے صاحب منتہی الکلام و ازالۃ الغین
وغیرہما نے بہی بیان کیا ہے کہ وہ اکابر محدثین سے ہین اور جنکے غلام علے
آزاد بلگرامی سبحۃ المرجان سے آثار ہندوستان مین نہایت مدح سرا ہین ــــ
صاحب عقل سلیم اور ذہین فہیم پر یہ ہے مخفی نرہے کہ صرف بیچارے مشائخ
اور کبار صوفیہ وغیرہی نے اپنی طبیعت سے یہ فعل نہین کیا بلکہ ایسے روایات
اہلسنت مین بہت وارد ہوئے ہین جنسے ثابت ہوتاہے کہ معاذ اللہ خود حضرت
رسول مقبول نے راگ سنا اور دف بجانیکے نہی نہ کی بلکہ اجازت دی اور جب
یہ ثابت ہو جاوے تو یہ اعتراض جو عوام شیعہ پر ہے بعینہ حضرت اور صحابہ معتمدین
سب پر وارد ہوگا بلکہ اس سے بڑھکر پس یا تو اہلسنت ان راویوں اور روایتون
اور اپنی کتابون کو معتمد جانکر فعل عوام شیعہ کو جسپر اونکا یہ اعتراض ہی سنت جانین
اور خود بہی اس ثواب بیحساب سے جو اونکے ہان سے ثابت ہوتا ہی محروم نرہین
اور اونکی شریک حال ہووین اور یا ان راویون اور روایتون کو غیر معتمد اور
لغو جانین علماء اہلسنت نے تنگ و دو تو بہت کی ہے کہ کسیطرح یہ اعتراض
رفع ہوجاوے لیکن ہم بہی باختصار بیان کرینگے کہ یہ کسیطرح سے رفع نہین ہو سکتا
بلکہ جبتک اون کتب قدیمہ پر عمل ہے اسپر بہی اعتقاد کرنا لازم ہوگا
مشکوۃ مین ربیع بنت معوذ سے مذکور ہے جسکا محصل یہ ہے کہ پیغمبر خدا میرے
یہان آکر فرش پر تشریف فرما ہوئے پس کچہہ لونڈیان دف بجا بجا کر ہماری
باپ دادا پر جو جنگ بدر مین قتل ہوئی تہے نوحہ کرنے لگین اور ایک نے
اونمین سے کہا کہ ہم مین نبی ہے جو جانتا ہے جو کچہہ کل ہوگا پس حضرت نے
فرمایا کہ یہ مت کہہ اور وہی کہہ جو پہلے کہتی تہے اسکو بخاری نے روایت کی ہے

انتہےٰ وہی شیخ عبدالحق دہلوی جنکے کچھہ مدائح ابہی بیان ہوئی ترجمۂ مشکوۃ مین کہتے ہین
کہ یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ دف کا بجانا اور اشعار کا پڑہنا ظاہر یہ ہے
کہ غنا اور راگ ہو اور مثل ایسے مقامون کے مباح ہے آنحضرت نے اسکو منع
نہ کیا بلکہ فرمایا وہی کہہ جو پہلے کہتی تہی اور اسمجہتے ہے کہ ان لوگون کے نزدیک
جو راگ کو حلال جانتے ہین مرد یا عورت سے سننے مین کچھہ فرق نہین انتہےٰ
جو اعتراض اہلسنت کا نسبت اہل تشیع کے تہا کہ یہ راگ کو مطلقًا درست
جانتے ہین وہ تو محض بے اصل تہا جیسا ثابت ہوا لیکن یہ محل تامل و مقام
تدبر ہے کہ اس حدیث سے کیا کیا ظاہر ہوتا ہے اول تو خود حضرت کا اوس شے کو
سننا جسے بارہا نہی فرمائی ہو اور دوسرون کو سنوانا عجیب امر ہے ع
چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی دوسری سبب تحریر صاحب مشکوۃ
و محدثین اس حدیث کے ثابت ہوا کہ نوحہ اور ندبہ کرنا وا اسکا بلکہ ان
چیزو منہیات سے جنکی حضرت نے اجازت دی تیسرے شیخ عبدالحق صاحب
کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دف بجا کر اور اشعار پڑہکر نوحہ کیا جاوے
تو بہی مباح ہے پس اس صورت مین سوچنا چاہیے کہ جب حضرت نے سب
حدیث مذکور مقتولین بدر کے نوحہ کے نسبت کچھہ نہ کہا اور دف بجا کر نوحہ
کرنے کی اجازت دی تو کیونکر ہوگا کہ اپنی جگر بند نور العینین امام حسین علیہ
الصلوۃ والسلام کے نوحہ کو جو مرثیہ پڑہکر ہو منع فرماوین اور مقتولین بدر کے
برابر بہی انکو نہ سمجہین چوتہے یہ معلوم ہوا کہ ان اہلسنت کے نزدیک
جو غنا کو حلال جانتے ہین گانا سننے مین مرد اور عورت سے کچھہ فرق نہین
سبحان اللہ ایک تو گانا سننا اور وہ دوسرے غیر عورت کے آواز پر

کان لگاتا اور پہر اوسکو سنت نبوی قرار دینا کار اہلسنت ہی سے آتی ہو چنانچہ
سنئے کتاب عوارف المعارف مین مسطور ہے عائشہ روایت کرتے ہین کہ
میرے پاس ایک لونڈی تہی جو مجہکو گانا سناتی تہی وہ گا رہی تہی کہ رسول
اللہ تشریف لائے اور پہر عمر آئے وہ لونڈی بہاگ گئے رسولخدا اسکو دیکہکر
ہنس پڑے عمر نے عرض کیا کہ آپ کے ہنسنے کا کیا باعث ہے حضرت نے قصہ لونڈی کا
سنا دیا عمر نے کہا کہ مین نہ ٹلونگا جبتک وہ نہ سن لوان جو رسول اللہ نے سنا ہے
پس رسولخدا نے اوس لونڈی کو حکم دیا اوسنے اونکو گانا سنایا اور شیخ ابوطالب
مکی بیان کرتے ہین کہ عطا کے پاس دو لونڈیان تہین جو گاتی تہین اور اوسکے
بہائی اونکو سنتے تہے اور کہتے ہین کہ ہم ابو مروان قاضی کے پاس گئے
اوسکے ہان لونڈیان تہین جو گانا سنایا کرتی تہین اور اوسنے اونکو صوفیوں کے
لئے رکہہ چہوڑا تہا اور یہ قول ہمنے قول شیخ ابوطالب سے نقل کیا ہے انتہی
اس حدیث مین صاف ہویدا ہے کہ رسول خدا نے گانیکا حکم لونڈی کو دیا
اور جناب عمر بن خطاب کو سنوایا حضرات اہلسنت کو کب یہ ہو سکتا ہے
کہ عوام شیعہ پر مرثیہ راگ مین بہی پڑہنے اور باجا بجانے پر اعتراض کر
سکین کتب اونکی مملو اور ماموریین کہ خود نبی تک سے یہ فعل صادر ہوے
اور گانا اور باجا سننا جیسا ابہی اسی روایت سے ظاہر ہوا اور اگر اسے
زیادہ منظور ہے تو وہ حدیث بیان کرتا ہون جسمین حضرت نے گانیکی بجانیکی
اجازت دی اور سنا اور سننے مین تنہا تہے بلکہ ابوبکر بہی علے بہی عثمان بہی
شریک تہے اور پہر عمر بہی آئی تفصیل ہے کہ اسکو سنکر اور انصاف ہاتہہ
نہ دیکر کبہی مائل ملامت عوام شیعہ نہو سکے اور سنت نبوی اور پیروی خلفا کر

پس تسلیم ہو کر اور اہلسنت سکے وجہ تسمیہ پر غور کر کے خود شریک عوام ہو کر اونکی افعال کو مسنون اور مندوب جانینگے یہ روایت جو مین بیان کرتا ہون نہ ایسی ہے کہ کسی غیر معتبر نے بیان کی ہو بلکہ ثقات اور معتبرین و محدثین اہلسنت سے منقول ہے بغوی اور ترمذی ایک شخص تھے جنکے مدح مین سب رطب اللسان ہین بریدہ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت پیغمبر خدا کسی لڑائی مین تشریف لیگئے جب واپس آئی ایک لونڈی حبشن خدمت مین حاضر ہوئی اور کہا کہ ای رسولخدا مین نے نذر کی ہے کہ جب آپ اس سفر سے بصحت مراجعت فرماینگے تو مین آپ کے آگے دف بجاؤنگی اور خوانندگے کرونگی یعنے گاؤنگی حضرت نے فرمایا کہ اگر نذر کی ہے تو بجا اور اگر نہین تو مت بجا پس اوسنے دف بجانا شروع کیا اتنے ہی مین ابو بکر آئی اور وہ دف بجاتی رہے پھر علے آئی اور وہ جب بھی دف بجانی مین مشغول رہی یہانتک کہ عثمان بھی داخل ہوئے اور ... دف بجائے گئی جب عمر داخل ہوے کنیز نے وہ دف اپنی مقعد کے نیچے رکھ لیا اور اوسپر بیٹھ گئی حضرت نے فرمایا بتحقیق ای عمر شیطان تجھسے ڈرتا ہے کیونکہ مین بیٹھا تھا اور یہ کنیزک دف بجاتی تھی اور ابو بکر و علے و عثمان سب آئے اور یہ دف بجاتی رہی جب تم آئے تو اسنے دف کو ڈالدیا اور اوسپر بیٹھ گئی انتہی دیکھنا چاہئے کہ ہیبت نبوی نے تو کنیز سیاہ کے دل پر کچھ اثر نکیا اور شوکت عمری نے اوسکی گانے اور بجانے کو بند کر دیا اور یہ بھی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالتمآب سے تو شیطان نہ ڈرا اور بقول انحضرت کے خلافت مآب سے شیاطین جن و انس ڈر گئے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اوس کنیز سیاہ کا

دف بجانا اور گانا امور شیطانیہ سے تہا کیونکہ شیطان کا حاضر ہونا امور شیطانیہ
مین ہے ہوتا ہے اور بقول حضرت کے ظاہر ہے کہ حضرت عمر کے آنے سے
شیطان بہاگ گیا اور اسی لئے وہ دف بند ہوگیا وہل ہذا الا بہتان صریح
وکذب فضیح بعض اہلسنت نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ غنا
حلال ہے کیونکہ پیغمبر نے سنا اور اصحاب کو سنوایا چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی
ترجمہ مشکوۃ مین فرماتے ہین بعض نے رسالہ حلیت غنا مین لکہا ہے کہ شرح
مشارق مین شمس الدین یحیی بن الوجیہ کے نزدیک یہ ہے کہ یہ قول حضرتکا
کہ اگر نذر کی ہے تو اسکو کر اسپر دلیل ہے کہ عورت کی آواز کا سننا حرام نہین
ہے کیونکہ گناہ مین نذر نہین ہوتے اور کتاب بیان مین جو فقیہ مین سے
یہ ہے کہ گانا سننے مین مرد اور عورت کو ہمارے اصحاب نے مساوی بیا
انتہے قرآن مجید و فرقان حمید مین صاف مسطور ہے کہ یہ امور ناجائز ہین
چنانچہ عوارف المعارف مین ماثور ہے کہ تفسیر مین اس قول اللہ تعالی ومن
الناس من یشتری لہو الحدیث یضل الایۃ کے عبد اللہ بن مسعود نے
کہا ہے کہ وہ غنا اور اوسکا سننا ہے اور اوسکے بعد اسی کتاب مین لکہا ہے
کہ عبد الرحمن بن عوف نے نبی سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا
مینے نغمہ کے آواز سے نہی کی ہے محرم مین عوام اہل تشیع کا باجا وغیرہ بجانا
اور نوحہ کرنا کب قابل طعن خواص وعوام اہلسنت ہے اونکی محدثونکے
قول سے اسکی اباحت بلکہ مسنونیت ثابت ہوتی ہے اپنر اعتراض کرنا
حقیقت فعل رسول مقبول اور اصحاب عدول اور عمل ام المومنین پر تشنیع
کرنا لازم آتا ہے جیسا بیان ہوا اور اگرچہ خوف طوالت طالب ایجاز

واختصار ہے لیکن باوجود اسکے بغیر اس روایت کے بیان کے بہی مین نہین
رہ سکتا جو میان اہلحدیث شائع وذائع ہے اور جسکو معتبرین اور معتمدین نے
لکہا ہے اوس سے خوب ثابت ہوتا ہے کہ سرور کائنات نے رقص دیکہا
اور اپنی پیاری بی بی عائشہ کو ایک بڑے نعمت اور الفت سے دکہایا
چنانچہ علامہ حلی علیہ الرحمہ نے کشف الحق ونہج الصدق مین افادہ فرمایا ہے
جسکا محصل یہ ہے حمیدی نے جمع بین الصحیحین مین روایت کی ہے کہ عائشہ نے
کہا ہے کہ مین نے رسولخدا کو دیکہا کہ مجکو اپنی چادر سے ڈہکتے تہے اور حبشیونکے
طرف دیکہہ رہے تہے وہ مسجد مین بازی کرتے تہے پس عمر نے اونکو منع کیا
انتہی بعد اسکے اور رواۃ اہلسنت کے تحریر کو ملاحظہ کرنا چاہئے صاحب
جامع الاصول نے ترمذی سے اور اوسنے اس حدیث کو عائشہ سے روایت
کیا ہے کہ رسول خدا بیٹہے ہوے تہے کہ ہمنے کچہہ آوازون اور بچونکے شور کو سنا
رسول خدا کہڑے ہوئے ناگاہ دیکہا کہ حبشی رقص کرتے ہین اور بچے اونکے گرد ہین
پس فرمایا کہ اے عائشہ آ اور دیکہہ مین آئی اور اپنے رخسارے کو کاندہے پر
رسول اللہ کے رکہکر دیکہنے لگے حضرت نے فرمایا کہ کیا سیر ہو چکے مینے کہا
نہین تاکہ اپنے مرتبہ کو حضرت کے نزدیک دیکہون اتنے ہی مین عمر آئے
لوگ وہان سے متفرق ہوگئے رسول اللہ نے کہا کہ مین دیکہتا ہون شیا
طین جن والنس کو عمر سے بہاگتے ہین عائشہ کہتی ہین کہ بعد اسکے مین پہرا
انتہی اور شیخ محدث مجد الدین لغوی نے بہی کتاب سفر السعادۃ مین لکہا
ہے وبر دوش مبارک وے تکیہ زدہ در حبشہ ورقص ایشان نظر کردے
انتہی جبکہ یہ روایات بیان ہو چکیں جنسے ثابت ہوا کہ راگ اور دف کا بجانا

دف بجانا اور گانا امور شیطانیہ سے تہا کیونکہ شیطان کا حاضر ہونا امور شیطانیہ
مین ہے ہوتا ہے اور بقول حضرتؐ کے ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ کے آنے سے
شیطان بہاگ گیا اور اسی لئے وہ دف بند ہوگیا و ہل ہذا الا بہتان صریح
وکذب فضیح بعض اہلسنّت نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ غنا
حلال ہے کیونکہ پیغمبرؐ نے سنا اور اصحاب کو سنوایا چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی
ترجمہ مشکوۃ مین فرماتے ہین بعض نے رسالہ حلیت غنا مین لکہا ہے کہ شرح
مشارق مین شمس الدین یحییٰ بن الوجیہ کے نزدیک یہ ہے کہ یہ قول حضرتکا
کہ اگر نذر کی ہے تو اسکو کر اسپر دلیل ہے کہ عورت کی آواز کا سننا حرام نہین
ہے کیونکہ گناہ مین نذر نہین ہوتے اور کتاب بیان مین جو فقیہ مین ہے
یہ ہے کہ گانا سننے مین مرد اور عورت کو ہمارے اصحاب نے مساوی بیا
انتہیٰ قرآن مجید و فرقان حمید مین صاف مسطور ہے کہ یہ امور ناجائز ہین
چنانچہ عوارف المعارف مین ماثور ہے کہ تفسیر مین اس قول اللہ تعالیٰ و من
الناس من یشتری لہو الحدیث یضل الایۃ کے عبداللہ بن مسعود نے
کہا ہے کہ وہ غنا اور اوسکا سننا ہے اور اوسکے بعد اسی کتاب مین لکہا ہے
کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے نبی سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا
مینے نغمہ کے آواز سے نہی کی ہے محرم مین عوام اہل تشیع کا باجا وغیرہ بجانا
اور نوحہ کرنا کب قابل طعن خواص و عوام اہلسنّت ہے اونکی محدثونکے
قول سے اسکی اباحت بلکہ مسنونیت ثابت ہوتی ہے اونپر اعتراض کرنا
حقیقت میں فعل رسول مقبول اور اصحاب عدول اور عمل ام المومنین پر تشنیع
کرنا لازم آتا ہے جیسا بیان ہوا اور اگرچہ خوف طوالت طالب ایجاز

واختصار ہے لیکن باوجود اسکے بغیر اس روایت کے بیان کے بہی مین نہین
رہ سکتا جو مین اہلحدیث شائع وذائع ہے اور جسکو معتبرین اور معتمدین نے
لکہا ہے اوس سے خوب ثابت ہوتا ہے کہ سرور کائنات نے رقص دیکہا
اور اپنی پیاری بی بی عائشہ کو ایک بڑے محبت اور الفت سے دکہایا
چنانچہ علامہ حلی علیہ الرحمہ نے کشف الحق ونہج الصدق مین افادہ فرمایا ہے
جسکا محصل یہ ہے حمیدی نے جمع بین الصحیحین مین روایت کی ہے کہ عائشہ نے
کہا ہے کہ مین نے رسولخدا کو دیکہا کہ مجکو اپنی چادر سے ڈہانکتے تہے اور حبشیونکے
طرف دیکہہ رہے تہے وہ مسجد مین بازی کرتے تہے پس عمر نے اونکو منع کیا
انتہی بعد اسکے اور رواۃ اہلسنت کے تحریر کو ملاحظہ کرنا چاہئے صاحب
جامع الاصول نے ترمذی سے اور راوی نے اس حدیث کو عائشہ سے روایت
کیا ہے کہ رسول خدا بیٹہے ہوے تہے کہ ہمنے کچہہ آوازون اور بچونکے شور کو سنا
رسول خدا کہڑے ہوئے ناگاہ دیکہا کہ حبشی رقص کرتے ہین اور بچے اونکے گرد ہین
پس فرمایا کہ اے عائشہ آ اور دیکہہ مین آئی اور اپنے رخسارے کو کاندہے پر
رسول اللہ کے رکہکر دیکہنے لگے حضرت نے فرمایا کہ کیا سیر ہو چکے مینے کہا
نہین تاکہ اپنے مرتبہ کو حضرت کے نزدیک دیکہون اتنے ہی مین عمر آگئے
وہان سے متفرق ہوگئے رسول اللہ نے کہا کہ مین دیکہتا ہون شیاطین جن والنس کو عمر سے بہاگتے ہین عائشہ کہتی ہین کہ بعد اسکے مین پہرا
انتہی اور شیخ محدث مجد الدین لغوی نے بہی کتاب سفر السعادۃ مین لکہا
ہے وبر دوش مبارک وے تکیہ زدہ در حبشہ ورقص ایشان نظر کردے
انتہی جبکہ یہ روایات بیان ہو چکیں جنسے ثابت ہوا کہ راگ اور دف کا بجانا

سنت کے نزدیک درست ہے تو اب یہہ بہی دیکھنا چاہئے کہ قطع نظر ان روایات کے کتاب خدا اور احادیث متفقہ رسول سے راگ حرام ہے یا حلال اور جناب عائشہ کا ان امور مین مرتکب ہونا کس بنا پر ہے پس بیان ہوچکا کلام مجید سے بقول عبداللہ بن مسعود کے کہ غنا حرام ہے اور موافق اوس حدیث کے جو عبدالرحمن بن عوف سے مروی ہے ناجائز ہے لیکن اسکو تسلیم کرکے بعض اہلسنت ام المومنین کے اس فعل مین عجیب عجیب توجیہین بیان کرتے ہین حالانکہ وہ توجیہ اونکی موافق اونکے صناودید کے تحریر کے بہی درست نہین ہوسکتی اور اونکے اکابر کے نزدیک ان امور مین مشغول ہونا ان امور کے اباحت ثابت کرتا ہے ماسواے اسکے حضرت عائشہ وغیرہا کا اسمین مرتکب ہونا اباحت ثابت کرے یا نکرے لیکن عوام شیعہ پر جو اعتراض تہا وہی جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ کے جانب راجع ہوا اور سوا راگ و دف سننے کے یہ امر ہے تو معلومات سے ہے کہ اجنبی مردون کو دیکھنا حرام ہے چنانچہ کلام الہی اور حدیث صحیح حضرت رسالت پناہی اسپر دلالت قاطعہ رکہتی ہے بلکہ جمہور اہلسنت کا بھی قول موافق نص قران و حدیث کے ہے شیخ عبدالحق دہلوی نے مشکوۃ شریف کے فارسی شرح مین لکہا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے قول صحیح جسپر جمہور ہین یہ ہے کہ حرام ہے بسبب قول حق سبحانہ تعالے للمومنات یغضضن ابصارھن کے اور بجہت حدیث ام سلمہ افعمیا وان انتما کے انتہی اور پوری حدیث مشکوۃ مین ان الفاظ سے ہے عن ام سلمۃ انہا کانت عند رسول اللہ اذ اقبل ابن ام مکتوم فدخل علیہ فقال رسول اللہ احتجبا منہ فقلت یا رسول اللہ الیس ہو اعمی لا یبصر فقال رسول اللہ افعمیا وان انتما الستما تبصرانہ رواہ احمد و الترمذی و ابوداؤد یعنے ام سلمہ سے روایت ہے کہ وہ رسول خدا کے

پاس اوسوقت نہین جب ابن مکتوم آیا اور انحضرت صلعم کے پاس داخل ہوا پس رسولخدا نے
کہا کہ تم دونو پردہ کرو بیٹے کہا کہ اے رسول خدا صلعم کیا وہ اندہا نہین ہے جو نہین
دیکھتا رسولخدا نے فرمایا افعمیاوان انتما یعنے کیا تم دونو نابینا ہو کیا تم ایسے
نہین ہو کہ اوسکو دیکہو اسکو احمد و ترمذی و ابو داؤد نے روایت کیا ہے انتہے
اور شیخ عبدالحق دہلوی نے بعد ترجمہ اس حدیث کے لکہا ہے کہ اس جگہہ سے
معلوم ہوتا ہے کہ جیسے دیکھنا مرد بیگانہ کا عورت بیگانہ کو حرام ہے برعکس کا بہی
یہی حال ہے انتہے لیکن جناب صدیقہ اسکی بہی مرتکب ہوئین بعض علماء اہلسنت
وجماعت نے اس طعن کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ قصہ قبل نازل ہونے پردہ کے
آیت کے ہے اوسوقت مین پردہ نہ تہا دوسرے یہ کہ اوسوقت مین عائشہ
لڑکی ہا اور غیر مکلفہ تہین اور ایسے حالت کا اون کا اس تماشے کو دیکہنا کچہہ خرابی
نہین رکہتا یہ احتمال نووی نے شرح صحیح مسلم مین بہی ذکر کئے ہین اور اسے
توجیہ کو شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ مین بیان کیا ہے جسکو کہ تفصیل جواب
شاہ صاحب دیکہنا منظور ہو وہ کتب مبسوطہ اجوبہ تحفہ کو بعین انصاف ملاحظہ
کرے لیکن یہان پر تخفیف چند روایات افادات علماء شکر اللہ سعیہم سی نقل کر کے
پیشکش حضرات منکرین کرتا ہے اور رفع تشکیک مین چند دلائل قاطعہ اور
براہین ساطعہ خوفاً عن الاطناب واحترازا من الاسہاب لکہتا ہے۔ اول توجیہ
وہ بطور یقینی اور قطعے نہین خود شاید کہکے نووی نے شرح صحیح مسلم مین
بیان کیا ہے گو کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے بطریق جزم ویقین لکہدیا ہو
مگر وہ خلاف واقع ہے دوسرے یہ کہنا کیسا ہے ہو لیکن اوسکے نقض مین
وہ روایت کافی ووافی ہے جو ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری

تحریر کی ہے اور مدائح قاضی القضاۃ ابن حجر عسقلانی کے بکثرت ہین چنانچہ علامہ
سیوطی نے حسن المحاضرہ فی اخبار مصر و القاہرہ مین بعد مدح کثیر کے لکھا ہے
کہ انتہا ریاست حدیث اوسکے جانب منتہی ہوی تہی اور کوئی اوسکے وقت مین
سوا اوسکے ایسا حافظ نہ تہا اور ابو سالم مغربی نے مفتاح کنز درایۃ المجموع
مین اوسکو امام ہمام خاتمۃ الحفاظ الاعلام قاضی القضاۃ اور بہت بڑی صفات
سے ذکر کیا ہے پس ابن حجر نے ابواب مساجد مین فتح الباری کے
کہا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ قول عائشہ کا یسترنی بردائہ یعنی حضرت
مجہکو اپنی رداسے ڈہکتے تہے دلالت کرتا ہے کہ یہ حدیث بعد نازل
ہونے پردہ کے آیت کے ہے یعنے اگر یہ نہ ہوتا تو چادر مین چہپانیکی
حاجت نہ تہی اور یہ اسپر دلالت کرتا ہے کہ عورت کو دیکہنا مرد کیطرف
جائز ہے اور بعضون نے اسکا جواب دیا ہے کہ عائشہ اسوقت مین صغیرہ
تہین اور اسمین نظر ہے بوجہ اوسکے جو ہمنے بیان کی ہے اور بہی ابن حجر نے
ابواب عیدین مین اسی کتاب مذکور کے لکہا ہے جسکا محصل یہہ ہے
کہ مسلم نے ابو سلمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا مینے رسولخدا
سے حبشہ کے رقص کے وقت کہا کہ شتابی نہ کیجئے حضرت ٹہر گئے پہر
فرمایا کہ کیا کفایت کیا تجہکو اسنے مینے کہا شتابی نہ کیجئے عائشہ نے کہا کہ مجہکو
اونکے دیکہنے کی محبت نہ تہی لیکن مین اسکو دوست رکہتی تہی کہ میرا مقام
جو حضرت کے نزدیک ہے اور بی بیون تک پہونچی اور میرا مرتبہ اوسکے
نزدیک بلند ہو بعد اسکے روایت زہری بیان کرکے لکہا ہے کہ حضرت
عائشہ نے اس قول سے اسبات کا اشارہ کیا کہ وہ اسوقت مین جوان تہین

اور اسیتے اوس شخص نے تمسک کیا ہے جو اس حکم کے نسخ کا دعوی کرتا ہے
اور تحقیقیکہ یہ قصہ اول اسلام مین تہا چنانچہ اسسے پہلے ابواب مساجد مین
گذرا کہ یہ قول عائشہ کا کہ مجہکو ردا سے ڈہکتے تہے اس معنے پر دلالت کرتا ہے
کہ بعد نازل ہونے آیہ حجاب کے یہ معاملہ تہا اور ایسے ہی قول اوسکا یہ ہے
کہ مین اسکو دوست رکہتی تہی کہ میرا مقام اوستک پہونچی اور میرا مکان بلند ہو
پس اسسے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ معاملہ اوسکو جب پیش آیا جب اوسکے لئے
ضرائر تہین اور اسسے اوسنے اون پر فخر کرنیکا ارادہ کیا تہا پس ظاہر یہ ہے
کہ یہ امر بعد اوسکے بلوغ کے جوانون کے حد مین واقع ہوا اور پہلے اسسے
روایت ابن حبان سے گذرا کہ یہ قصہ جب گروہ حبشہ کا آیا تہا ہوا تہا اور اونکا
آنا سنہ ساتہری مین تہا پس عمر عائشہ کی ان دنون مین پندرہ برس کی تہے
انتہے جب کہ ان تاریخون سے لائح اور واضح ہے کہ عمر حضرت عائشہ کی اوسوقت
مین پندرہ برس کی تہے اور ظاہر ہے کہ برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ہونا
اونکے بالغہ ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ عورت تو نوہے برس کے سن مین
بالغ ہو جاتے ہی جیسا کہ قبل اسکے گذرا علاوہ اسکے اگر حضرت عائشہ صغیرہ
اور غیر مکلفہ تہین تو جناب رسولخدا تو باجماع غیر مکلف نہ تہے اور خیال
کرنے کا مقام ہے کہ جب بچون کے تمرین اور نامشروع امور سے روکنا
واجب ہے تو کیونکر یہان اس کا عکس حضرت سے ظاہر ہوا اور کتف
مبارک پر حضرت عائشہ کو سوار کرکے رقص حبشہ دکہایا اور پہر یہ سببہ
پوچہتی تہی کہ سیری ابہی ہوئی یا نہ اور وہ بہی یہے فرمائی گئین کہ ابہی
سیری نہین ہے جلدی نکیجے زیادہ تفصیل کتب مبسوطہ مین مسطر ہے

سوئینہ یح

من شاء الاطلاع علیها فلیرجع الیها خلاصہ کلام یہ ہے کہ حسب روایات
حضرت عائشہ صدیقہ نے بحالت بلوغیت اور بعد نزول آیہ حجاب خود بناچ
دیکھا اور خود حضرت نے دکھایا اور سیر ہونے کا انتظار کیا پس حضرات اہلسنت
یا تو صاحب جامع الاصول و ترمذی اور شیخ مجد الدین صاحب کتاب سفر السعادہ
اور قاضی القضاۃ ابن حجر عسقلانی وغیرہم کو معتمد او معتبر جانکر فعل عوام شیعہ
پر طعن نکرین اور یا انکے طرف سے دست بردار ہون اور عوام پر اعتراض
کرین لیکن کچھ سے ہو جادہ مستقیمہ آئمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین پر
کسیطرح حرف نہین آسکتا عوام کو علماء شیعہ پہلے ہی سے منع کرتے ہین
اور اس فعل سے ناراض ہوتے ہین۔ مشہور ہے العوام کالانعام۔ عوام
کا طعن خواص پر کسی صورت سے منتقل نہین ہو سکتا بخلاف خواص و عوام
اہلسنت کے خواص کا حال مذکور ہوا۔ عوام کی بدعات ہزار ہا ہین جنکو
خود اہلسنت ہی خوب جانتے ہین۔ دوسرا طعن اہلسنت کا یہ ہے (جواب اعتراض ۲)
کہ تعزیہ کی تعظیم جیسے کہ سجدہ وغیرہ اوسکے آگے کرنا از روئے شرع کیا حکم رکھتا ہے
پس جواب اسکا یہ ہے کہ تعظیم تعزیہ کی واجب ہے اور ظاہر ہے کہ ایسے
چیزون کی تعظیم صرف اوس شئے کے منسوب الیہ کی وجہ سے ہوا کرتی ہے
اگر کوئی شئے کسی مقدس معظم کی ہے قابل تعظیم ہوگی اگر کسی حقیر و ذلیل
کی ہے تعظیم ضروری نہ ہوگی یہ امر ذرا ذرا سے چیزون مین جاری و ساری
ہے اگر پروانہ و شقہ شاہی ہو کتنی تعظیم کیجاتی ہے اگر خط کسی ذلیل کا ہو
خود ذلیل ہوگا علی ہذا التعزیہ کے نسبت کو خیال کرنا چاہئے پس اسکی نسبت
گوشوارہ عرش یعنی سبط رسول خدا سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کیطرف ہے

پہر اسکی تعظیم کیون داخل دین و ایمان ہوگی علاوہ اسکے یہ طاعت ایزدی یعنی بکاء تک پہونچاتا ہے اور کلام مجید مین خدای تعالی فرماتا ہے ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب یعنی جو شخص کہ شعائر خدا کے تعظیم کرے پس وہ تقوے قلوب سی ہے اور جوہری صحاح مین شعائر کے معنے لکہتا ہے کہ وہ اعمال حج مین اور ہر شئی جو علم طاعت ایزدی ہوانہین ہے اور فخر الدین رازی ذیل تفسیر آیہ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ مین لکہتا ہے کہ شعائر اللہ اعلام طاعت خدا ہین اور ہر شے جو علامات طاعت خدا سے علامت گردانی جاوے شعائر اللہ مین داخل ہے اور یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ تعزیہ طاعت خدا تک پہونچاتا ہے اور نوحہ و بکا پر جو اس مصیبت مین افضل طاعات سے معین ہوتا ہے۔ پس اسکے بہی تعظیم واجب ولازم ہے۔ لیکن تعظیم اوسی مقام تک جائز اور محدود ہے کہ جبتک خلاف شریعت بیضا لازم نہ آوے ورنہ کیا تعجب ہے کہ ثواب کے بدلے عذاب نازل ہو باقی رہا یہ امر کہ تعزیہ کی یہانتک تعظیم کرنی کہ اوسکے آگے سجدہ کیا جاوے پس شریعت مین سجدہ تعبدی کرنا سوائے خدا کے کسی اور کو جائز نہین اور نہ کوئی عوام وخواص سے یہ فعل کرتا ہے ہان قبور صوفیہ پر البتہ اس سے بڑہ کر بدعات ہوتے ہین اور اگر فرضا کوئی ایسا کری تو وہ جزا اعمال مین گرفتار ہوگا حسب شریعت اسکی اجازت نہین بلکہ تعزیہ کو معبود سمجہکر کوئی عبادت نہین کرتا اگر صرف سجدہ تعظیمی کری تو کری سو اسکو اہلسنت نے جائز اور روا کیا ہے کسی نوع کا حرج اسمین نہین ہے بلکہ سجدہ مطلق کو جائز جانا ہے چنانچہ لطائف اشرفی مین مرقوم ہے پیشانی رکہنا پیش شیوخ بعضے مشائخ نے روا جانا ہے اور اونکے اصحاب مین سے بعض ایسے ہین جنہون نے اس امر کا امتناع نہین کیا کہ اگر کوئی فرط محبت اور غایت

شفقت سے پیشانی آگے شیوخ کے رکہے آگی جا کے لکہتا ہے کہ اس امر کے
سے لئے بعض اصحاب روایت شرعی بہی لائی ہین یعنے ماتقط مین ہے کہ سجدے کے
دو قسمین ہین ایک تحیہ اور دوسری عبادت پس تحیہ تو آدم کے لئے تہا اور عبادت
اللہ کے لئے۔ ابن عباس نے کہا ہے کہ سجدہ تحیہ بمنزلہ سلام کے ہے اور آگے
شیوخ کے رخساروں کا رکہنا کچہہ مضائقہ نہین رکہتا اور سجدے دو ہین سجدہ عبادت
و سجدہ تحیت اول تو صرف اللہ تعالی کے واسطے ہے اور دوسرا بوجہ تکریم کے
پانچ مقام پر۔ امت کو نبی کے لئے اور مرید کو پیر کے لئے۔ رعیت کو بادشاہ کے
لئے۔ بیٹے کو والدین کے لئے۔ اور غلام کو آقا کے لئے۔ ہر حال مین اسکے
اجازت ہے۔ جبکہ انسان سجدہ تحیہ کرے تو کافر نہین ہوتا اور جب کہ امام وغیرہ کو
سجدہ کرے اور قصد اوسکا تعظیم اور تحیت ہو نہ کہ نماز جب بہی کافر نہین ہوتا
صدر شہید کہتا ہے کہ جو سجدہ سوائے خدا کے کسیکو کرے اور اسسے ارادہ اوسکا
تحیہ ہو نہ کہ عبادت تو کافر نہین ہوتا یہ سب فتاوای قاضی خان و صغیر خان
مین موجود ہے انتہے اور یہی لطائف اشرفی ہی مین ہے کہ حضرت قدوۃ الکبرے
میفرمودند چون زیارت قبور در آید از چپای قبر دخول کنند و سہ طواف کنند
یا ہفت طواف بعدہ بپایان قبر سر فرو آورد و بمقابلہ قبر روے میت راستاکے
قبر بالستد انتہے صاحبان انصاف ملاحظہ فرماوین کہ اہلسنت کے ہان یہی
امور جائز ہین کہ پیرون کو اور بادشاہ کو اور آقا کو سجدہ جائز اور درست ہے
اور قبورں کا طواف روا ہے اب اگر شیعون مین سے کوی ناواقف مسئلہ کا
شدت محبت اور فرط مودت سے گرد تعزیہ کے طواف کرے یا محض جہالت
سے سجدہ تعزیہ کے آگے کرے فوراً کافر سمجہا جاتا ہے ان ہذا الشی عجاب

ع
یہ صدر شہید کا قول
کافی میں بھی ہے جو کتب
معتبرہ فقہ حنفیہ سے ہے
اور شرح اشباہ و نظائر
میں بھی یہی مضمون ہے
۱۲ منہ

آقا اور پیر اور بادشاہ سے شان امام حسین علیہ السلام کے نہایت ارفع
سے اور باوجود یکہ شیعہ بنین یہ امر جائز نہین مگر اس تعصب اور اس مکابرہ کے
خدا ہی پاداش دیگا اگر شیعہ اسکے خدانخواستہ مرتکب بھی ہوتے تو کیطرح
اہلسنت کہ نہ ہو سکتا تہا کہ طعن کرین مگر اذا لم تستحی فاصنع ما شئت۔ اگر زیادہ
ثبوت اس امر کا منظور ہو کہ سجدہ پیرون کو اہلسنت کے ہان درست ہے
تو روایت فوائد الفواد کو جو کتب معتبرہ مشہورہ متداولہ سے ہے ملاحظہ کرین
اوسکو علامہ دہلوی علیہ الرحمہ نے تحفہ مین ارقام فرمایا ہے اور وہ یہ ہے
کہ بعد از ان فرمود کہ بر من خلق مے آیند و روے بر زمین مے آرند چون پیش
شیخ الاسلام فرید الدین و شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہما العزیز منع نبود من
ہم منع نمے کنیم درین میان بندہ عرضہ داشت کہ این کس کہ پیش مخدوم روے
بر زمین مے آرد ور آن او را مریدی حاصل میشود و نفس او مے شکند اما مخدوم
بزرگ کردہ خدا ایست بزرگی او بخدمت کردن مرید متعلق نیست بعد از ان
خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر درین باب حکایت فرمود کہ درین روز ہای گذشتہ یکے
آمدہ بود مردی بزرگ زادہ سیاحت کردہ شام و روم دیدہ چون بیامد
بنشست درین میان وحید الدین قریشی در آمدہ و چنانچہ رسم خداوندگاران
است خدمتی کرد و سر بر زمین نہاد این مرد کہ نشستہ بود بانگ برزد کہ مکن
سجدہ جائی نیامدہ است ازین بابت عربدہ کردن گرفت من خواستم
کہ با او جیب شوم چون بسیار درین غلو کرد این قدر گفتم کہ بشنو غلبہ مکن
ہر امر یکہ فرض بودہ باشد چون فرضیت بر خیزد استحباب باقے ماند چنانچہ
صوم ایام بیض و ایام عاشورا بر امم ماضیہ فرض بود در عہد رسول علیہ السلام

روزه ماه رمضان فرض شد آن فرضیت ایام عاشورا برخواست اما استحباب
باقی ماند آمدیم در سجده در میان امم ماضیه مستحب بود چنانچه رعیت مر بادشاه را
و شاگرد مر استاد را و امت مر پیغمبر را چون عهد رسول شد آن سجده برخواست
اگر استحباب رفت اباحت ماند اگر مستحب نباشد مباح باشد بر مباح نفی
و منع کجا آمده است یکے با من بگوید همین انکار صرف چه کار چون اینقدر گفتم
او بماند هیچ نتوانست گفت انتہے اس روایت مین تو دلیل جواز سجود بھی
مرقوم ہے اب کیا کلام ہے تاریخ بداؤنی مین شیخ عبد القادر احوال قاضیخان
مع توصیف و توثیق لکھکر کہتے ہین کہ اوّل کسیکه اختراع سجده پیش بادشاه
کرد در فتح پور او بود و ملا عالم کابلی بحسرت میگفت دریغ که من مخترع این
امر نشدم انتہے اس بیان سے کیا خوب جرأت و جسارت اور جواز سجده
بادشاه تک کے لئے بغیر کسی شرط کے ظاہر ہے۔ یہ تجویز سجده اکبر بادشاه کے
لئے کی گئی تھے اور تا جلوس شاہجہان جاری رہے۔ علماء مخترعین پر
کچھ بھی الزام نہین حالانکہ انہون نے یہ فعل مخترع کیا اور پھر بہ نیت تشریع
اوسپر عمل ہوتا رہا جہال و عوام شیعه وغیره پر تعزیہ کے تعظیم و تکریم مین اعتراض
پر اعتراض اور طعن پہ طعن خود رافضیت و دیگری را فضیحت کے یہی
معنے ہین اپنے علمائے اسلاف و اخلاف کے اقوال سے جہل ہے یا تجاہل ہے
بے جانے پوچھے اظہار قابلیت ضرور ہے۔ لاحول ولا قوة الا باللہ ۔
نویسیر الطعن اہلسنت کا یہ ہے کہ یہ لوگ ہر سال محرم کو ماه عزا ٹھہراتے
ہین حالانکہ شہادت امام حسین علیہ السلام سنه ۶۱ ہجری مین ہو چکی اور ہر سوین دن
مصیبت تازہ کرتے ہین اور اربعین یعنے چہلم کرتے ہین یہ رسوم خارج

اعتراض نہم

از دائرہ شریعت ہین پس اسکابہی جواب لکہا جاتاہے تازہ کرنا مصیبت کا
اور روز عاشوراکو یوم حزن سمجہنا اوسی قاعدہ سے ہے جیسے روز جمعہ عید
سمجہاجاتاہے اور جیسکے سبب سے بعض تاریخین نحس ہین اور بعض سعید
اور یہ قاعدہ ہردو فریقین جارے ہی کم سے کم یہ ہی ہے کہ اہلسنت روز ولادت
سرور کائنات کو آج تک باعث سرور و خوشی جانتے ہین اور اوسکے
خوشی کرنے مین مستحق ثواب ہونا کتب معتمدہ مین درج کرتے ہین چنانچہ
مولوی سید رؤف احمد رسالہ غایۃ المرام مین صفحہ ۳۶ پر لکہتے ہین الحاصل
حضرت ماراازز مان ومکان شرفی حاصل نیست بلکہ زمان ومکان را
از آنحضرت صلعم شرفی ہست قال الشیخ احمد بن الخطیب القسطلانی فی
المواہب اللدنیہ واذا کان یوم الجمعۃ التی خلق فیہ ادم خصص بساعۃ لا
یصادفہا عبد مسلم فسال اللہ فیہا خیرا الا اعطاہ ایاہ فما بالک بالساعۃ التی
ولد فیہا سید المرسلین ولم یجعل اللہ فی یوم الاثنین یوم مولدہ من التکلیف
بالعبادات ما جعل فی یوم الجمعۃ المخلوق فیہ ادم من الجمعۃ والخطبۃ وغیر
ذلک اکراما للنبیہ صہ بالتخفیف عن امتہ لسبب عنایتہ وجودہ قال اللہ تعالی
وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ومن جملۃ ذلک عدم التکلیف عن قتادۃ الا
انصاری انہ صہ سئل عن صیام یوم الاثنین قال ذلک یوم ولدت فیہ
وانزلت علی فیہ النبوۃ رواہ مسلم وفی المسند عن ابن عباس قال ولد
یوم الاثنین انتہی وکذا فتح مکۃ ونزول سورۃ المائدۃ یوم الاثنین حالا آن
روایات کہ در استحسان این عمل محمود در کتب معتمدہ مرقوم است نوشتہ میشود
قال القسطلانی فی المواہب اللدنیہ ناقلا عن ابن الجزری والشیخ عبد الحق

المحدث الدہلوی فیما ثبت بالسنۃ فی ذکر رضاعۃ صلعم ولا زال اہل الاسلام
یحتفلون بشہر مولدہ علیہ السلام ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات
ویظہرون السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقراءۃ مولدہ الکریم ویظہر
علیہم من برکاتہ فضل عظیم انتہٰی وقال الامام الحافظ ابو الخیر بن الجوزی ومن
خواصہ انہ امان فی ذلک العام وبشری عاجلۃ لنیل البغیۃ والمرام فرحم
اللہ امرءا اتخذ لیالی شہر مولدہ المبارک اعیادا لیکون اشد علتہ علی من
فی قلبہ مرض وعناد انتہٰی ان روایات سے ظاہر ہے کہ روز دوشنبہ جو روز
ولادت حضرت رسالت پناہ ہے تا قیام قیامت باعث سرور و فرحت ہے
بلکہ موجب استجابت دعا و سبب امان از بلا اب خیال کیجے کہ ولادت رسالت
پناہ تو اوس زمانہ میں ہو چکی اور علے ہذا وفات اب تک او سکا بقاء کیوں نہ ہے
دوسری وجہ روز عاشورا کو یوم حزن سمجھنے کی مرویات مستندہ بطریق آئمہ معصومین
علیہ السلام ہیں جنکے سبب سے قیام حزن کیا جاتا ہے اور اعمال عاشورا بجالائے
جاتے ہیں تیسرے یہ کہ خود علماء معتمدین اہلسنت نے روز عاشورا کو مصیبت
قائم کرنے اور یوم حزن سمجھنے کی اجازت دی بلکہ حکم کیا ہے چنانچہ ترجمہ صواعق
محرقہ ابن حجر مکی میں لکھا ہے چہارم آنکہ انچہ در روز عاشورا الحسین بن علی
رضی اللہ تعالے عنہما شہید چنانچہ تفصیل آن بعد ازین خواہد آمد نبو مگر شہادتے
کہ دال است بر مزید حظوت و رفعت درجہ آنحضرت نزد پروردگار و الحاق
وے بدرجہ آبا و اہل بیت مطہر خود پس باید کہ اگر کسے آنروز مصیبت یاد نماید
سزاوار است کہ در آن روز مشغول نشود مگر بصوم و طاعات و عبادات
و استرجاع بنا بر امتثال و اطاعت امر رب تا مترتب شود بر آن مغفرت

ورحمت نامتناہی کما قال اللہ تعالے وبشر الصابرین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا
انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولئک ہم المہتدون
انتہے اور ظاہر ہے کہ فقرہ پس باید کہ اگر کسے آنروز مصیبت را و یا بد سزاوار است
کہ در آن روز مشغول نشود مگر بصوم وطاعات الخ صاف دلالت کرتا ہے کہ ابن حجر
روز عاشورا کو ان چیزون کے کرنے کی اجازت دیتا ہے اور اسدن کا تقرر کرتا ہے
اب شیعون پر کونسا اعتراض ہے باقی رہا یہ اعتراض کہ شیعہ روز چہلم یعنے چالیسون
دن بعد دسوین محرم کے محزون ہوتے ہین اور مجالس کرتے ہین زیارات
پڑھتے ہین پس جواب اسکا یہ ہے کہ ذکر مصائب سید الشہدا کسی وقت مین
منع نہین اور نہ وقت ذکر حزن کرنا ممنوع ہے بلکہ رسالہ غایۃ المرام مین صفحہ ۲۶
پر لکھا ہے وقال القاضے ابو الفضل العیاض وفے فضل الخطاب صحابہ رض
چون یاد پیغمبر مے کردند خاشع وخاضع مے بودند وپوست بر تن ایشان مے جنبید
وگریہ مے کردند الخ پہلا جب رسالت پناہ کے صحابہ کا یہ حال تہا تو اب تابعین
شریعت کیون قیام حزن سے باز رہین ۔ لیکن خاص روز چہلم کے تخصیص
زیارت پڑھنے اور قیام اندوہ کے روایات علماء سے چند در چند مستفاد ہوتے
ہین ۔ جناب مولائے مجلسے علیہ الرحمہ زاد المعاد مین افادہ فرماتے ہین
وبدانکہ مشہور آنست کہ بسبب تاکید زیارت آنحضرت درین روز آنست
کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام با سایر اہلبیت درین روز بعد از
مراجعت بکربلا معلا وارد شدہ اند وبقبر ہائے مقدس شہدا رسیدہ وبا ہا
مطہر ایشان ملحق کردند واین بسیار بعید است از جہات بسیار کہ ذکر آنہا
موجب طویل است وبعضے گفتہ اند درین روز اہلبیت علیہ السلام وارد مدینہ

طیب شدند و این نیز بسیار بعید است و بعضے گفتہ اند کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام
یا باعجاز و طی الارض مخفی بکربلا رفتہ باشند از شام و سرہا را بہ بدنہا ملحق کردہ باشند
و این ممکن است اما روایتی درین باب بنظر نرسیدہ است بلکہ بعض از روایات
منافاتی فی الجملہ باین وارد وجہی کہ از احادیث ظاہر میشود آنست کہ اول کسیکہ
از اصحاب رسالت پناہ صلے اللہ علیہ و آلہ بزیارت آنحضرت مشرف شد جابر بن عبد اللہ
انصاری بود و او درین روز بکربلا رسید و آنحضرت را با شہیدان زیارت کردہ و چون
جابر از اکابر صحابہ بود اساس این امر عظیم را گذاشت مے تواند بود کہ بسبب مزید فضل
زیارت آنحضرت درین روز شدہ باشد و شاید وجوہ دیگر داشتہ باشد کہ برما مخفی
باشد و چون فرمودند کہ درین روز زیارت بکنیم باید کرد انتہی کلامہ اعلی اللہ مقامہ
پس تم علم ہوا کہ اربعین یوم زیارت ہی اور اوسکی وجہ کلام مجلسی علیہ الرحمہ سے معلوم ہوگئی
اور کلمات زیارت مشتمل حزن و اندوہ ہین علاوہ اسکے اگر کوئی انعقاد مجالس وغیرہ
اس تاریخ کرے کیا ہرج رکہتا ہے بتقریر یوم عاشورا و اربعین و روز ولادت
رسالت پناہ وغیرہ وغیرہ کی علت مشترک ہے پس ایک کو جائز اور دوسرے کو ناجائز
بنانا مکابرہ اور مباحثہ ہے سوا اسکے بہت شواہد جواز کے ہین طوالت مانع تحریر ہے
خلاصہ یہ کہ روز عاشورا و چہلم وغیرہ مین سوائے امور حزن و اندوہ کے اور کوئی
امر نہین ہوتا اور اسپر اعتراض کرنا صرف عداوت خاندان عصمت و طہارت ہے
چوتھا طعن یہ ہے کہ ماہ محرم مین کپڑون کو سیاہ رنگنا کیا حکم رکہتا ہے۔ پس پیروان
دین مین پر مخفی نہ ہے کہ لباس کا رنگنا اور سیاہ کرنا فعل خواص شیعہ سے نہین اور
ہر لوگ کہ باخبر ہین وہ اسکے مرتکب نہین ہوتے بلکہ احادیث سے سوائے عمامہ و عبا کے
سیاہ لباس کے پہنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے اور بنظر علامت بکا و حزن اسکا پہننا

اعتراض نمبر ۴ لباس سیاہ

تا معلوم ہے۔ بلکہ کتب [illegible] مین وارد ہوا ہے کہ جب کسیکا کوئی مرجاوے تو کوئے
تبدیلی لباس مین کرے تاکہ لوگون کو صاحب مصیبت معلوم ہو شاید کہ عوام نے
ایسے ہی امور سے یہ تبدیلی لباس مین ظاہر کے ہو اور چونکہ لباس سیاہ سامان
عزا سے شمار کیا جاتا ہے لہذا ماہ عزا مین اوسکا استعمال کرنا اور مخالفین اور
مالغین بکار سے اس علامت کے وجہ سے ممتاز ہونا کیا مضائقہ رکہتا ہے
علاوہ اسکے کتب فقہیہ اہلسنّت سے بہی مطلق حرمت لباس سیاہ کی نہین
ثابت ہوتے بلکہ فتاوی عالمگیریہ مین ہے ویکرہ للرجال تسوید الثیاب وتمزیقہا
للتعزیۃ ولا باس بالتسوید للنساء انتہے یعنی مردونکو لباس سیاہ کرنا اور پہاڑنا تعزیت مین
مکروہ ہے اور عورتون کو کچہ مضائقہ نہین اور معلوم ہے کہ فعل مکروہ پر حسب
قواعد اصول فقہ کوئی عقاب مترتب نہین ہوتا۔ اور عورتون سے تو کراہت بہی
رفع کردی گئے ہے۔ اور بعض مرویات شیعہ مین وارد ہوا ہے کہ محمل جناب فاطمہ
علیہا السلام وقت نزول بدشت کربلا بعد شہادت امام حسین علیہ السلام سیاہ تہے
پس اگر اس اتباع سے اور رسم زمانہ سے لباس سیاہ ماتم حسین علیہ السلام مین
کرین کب قابل تشنیع ہے ؎ سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجا ست ھد پانچوان
طعن یہ ہے کہ تعزیہ کے آگے دعا مانگنا اور اوسپر عرضیان چسپان کرنا اور نعرہ
یا حسین کہنا حسب شریعت نبوی کیسا ہے پس معلوم کرنا چاہئے کہ یہ بہی
اون امور سے ہے جنکی عوام مرتکب ہوتے ہین اور خواص اسکے تہدید کرتے
ہین نہ کہ ترغیب ماسوا اسکے یہ ہے کہ تعزیہ خانہ مین اگر مقام متبرک سمجھکر دعا مانگی
جاوے اور جناب امام حسین علیہ السلام سے اوس دعا مین امید شفاعت ہو تو کسیطرح سے
مضائقہ نہین۔ کتاب کشف الغطاء عن احوال الموتے مین ہے کہ امام شافعی نے گفتہ

ف۔ استعانت [illegible] یا حسین

که قبر امام موسی کاظم علیه السلام تریاق مجرب است مر اجابت دعا را و حجة الاسلام گفته هر که

استمداد کرده شود بوی در حیات استمداد کرده شود بوی بعد از ممات و امام رازی

گفته چون مے آید زائر نزد قبر حاصل میشود نفس او را تعلقے خاص بقبر چنانکه نفس

صاحب قبر را و بسبب این دو تعلق حاصل میشود میان هر دو نفس مقابلۂ معنوے

و علاقۂ مخصوص پس اگر نفس مزور قوی تر باشد نفس زائر مستفیض شود و اگر بالعکس بود

بر عکس شود و در شرح مقاصد ذکر کرده نفع یافته مے شود بزیارت قبور و استعانت

بنفوس احیا از اموات بدرستیکه نفس مفارقه را تعلقے هست ببدن و بتربتے

که دفن کرده است در آن پس چون زیارت میکند زنده آن تربت را و متوجه

میشود بسوے نفس میت حاصل میشود میان هر دو نفس ملاقات و فائضات

و اختلاف کرده اند در آنکه امداد حی قوی تر است از امداد میت یا بالعکس مختار

بعضے ثانی است و درین باب بعضے روایت کنند که فرمود آنحضرت صلے اللہ

علیه وسلم چون متحیر شوید شما در امور یعنے بر آمد کارها پس مدد جوئید از اصحاب قبور

شیخ اجل در شرح مشکوۃ گفته که یافته نمے شود در کتاب و سنت و اقوال سلف

صالح چیزے که مخالف و منافے این باشد و رد کند این را و بالجمله بعد از آنکه

ثابت شد که روح باقی است و او را تعلقے خاص باجزاء بدن بعد مفارقت

از وے و تغیر کیفیت وی نیز هست که بدان علم و شعور بزائران قبر و احوال

ایشان دارد و ارواح مکمل که در عین حیات ایشان بسبب قرب مکانت

و منزلت از رب العزت کرامات و تصرفات داشتند بعد از ممات چون

بهمان قرب باقے اند نیز تصرفات دارند چنانکه در عین حیات تعلق کلی بجسد

داشتند یا بیشتر از ان انکار استمداد را وجهی صحیح نمی ماند مگر آنکه از اول

امر منکر شوند تعلق روح را ببدن بالکلیہ و بجمیع وجوہ بعد مفارقت و زوال علاقہ حیاتے
و آن خلاف منصوص است و برین تقدیر زیارت و رفتن بقبور ہمہ لغو و بیمعنی گردد
و آن امرے دیگر است کہ عامہ اخبار و آثار دال بر خلاف آنست و نیست صورت
استمداد مگر ہمین کہ محتاج طلب کند حاجت خود را از جناب عزت الٰہی بتوسل بروحانیہ
بندہ مقرب مکرم درگاہ والا و خداوند ببرکت این بندہ کہ تو رحمت و اکرام کردہ
او را برآوردہ کردان حاجت مرا یا ندا کند آن بندہ مقرب و مکرم را کہ ای بندہ
خدا و ولی وے شفاعت کن مرا و بخواہ از خدائے تعالیٰ مطلوب مرا تا قضا کند
حاجت مرا پس نیست بندہ درمیان مگر وسیلہ و قادر و معطی و مسئول پروردگار
آنست تعالیٰ شانہ و در وے ہیچ شائبہ شرک نیست چنانکہ منکر وہم کردہ
و آن چنان ہست کہ توسل و طلب دعا از صالحان و دوستان خدا در حالت
حیات کنند و آن جائز است باتفاق پس این چرا جائز باشد و فرقے نیست
در ارواح کاملان در حین حیات و بعد از ممات مگر بتحقیق کمال و شرح و بسط
این مبحث چند در شرح مشکوۃ است خصوص در باب حکم اسرٰی کہ آنجا داد
تحقیق دادہ سیوطی در شرح صدور نیز مفصل ذکر کردہ و سرہ احادیث بالعزم
طرق نمودہ انتہیٰ اس بیان تحقیقے سے ظاہر ہے کہ استمداد اور استشفاع
عام اہل قبور مومنین و مسلمین سے کچھ حرج نہین رکھتا بلکہ باعث اجابت دعا کے
اور فقرہ یا ندا کند آن بندہ مقرب و مکرم را سے صاف معلوم ہے کہ یا حسین
اور یا علی کہنا کسے صورت سے مضائقہ نہین رکھتا اور جس ارادہ سے ممانعت ہے
اوسکا کوئی مرتکب نہین ہوتا اور اگر ہو تو اپنے اپنے اعمال سے اپنا حاجت روا کے
نہین مدد چاہنا امام حسین علیہ السلام سے کس مقام سے ممنوع ہے

اور حاجت عام ہے خواہ وہ زبانی ہو یا تحریری جسکو عرضی کہدیا ہے یہ مضمون
جو کشف الغطا سے لکھا گیا ایسا ہی مظہر العجائب اہلسنت مین مسطور ہے
استمداد کے ممانعت کہین نہین علے ہذا النعرہ یا حسین ع سے غرض استمداد
واستشفاع ہے اور وہ جائز بلکہ استشفاع تو عموماً ذی قدر سے جائز ہے ترجمہ
صواعق محرقہ مین صحیح بخاری سے نقل کرکے لکھا ہے کہ عمر در وقتیکہ قحط و کم
بارانی می شد بہ عباس رض دعاء استسقاء نمود و میگفت اللہم انا کنا
نتوسل الیک بنبینا محمد صلعم اذا قحطنا فتسقینا و انا نتوسل الیک بعم نبینا
فاسقنا - بارخدایا ما قبل ازین بہ پیغمبر خود محمد صلوات اللہ وسلامہ علیہ متوسل
مے شدیم در ایام قحط پس بشفاعت آنحضرت باران عطا میفرمودی بحالی
عم پیغمبر خود عباس رض را وسیلہ مے سازیم و امید عطاء باران بدرگاہ تو
داریم بعد ازان خدای تبارک و تعالے رحمت بے نہایت مرحمت فرمود
انتہی جب عمر نے عباس عم رسول ص کے ذریعہ سے دعا درگاہ ایزدی مین
مانگی تو بذریعہ جناب امام حسین علیہ السلام طلب کرنا کیونکر ناروا ہے
فالجواب الجواب اور بہی شیخ عبد الحق مدارج النبوۃ مین صفحہ ۳۲۳ - پر
لکھتے ہین کہ ابو جعفر امیر المومنین مناظرہ کرد امام مالک را در مسجد رسول ص
پس فرمود ایشان را امام مالک رحمتہ اللہ علیہ پست کن آواز خود را
با امیر المومنین در مسجد زیرا کہ حق تعالی ادب آموختہ است قومے را گفتہ
لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الایہ و مدح کردہ است قومے دیگر را گفتہ
است ان الذین یغضون اصواتکم الایہ - و ذم کردہ است قومے دیگر را
وگفتہ ان الذین ینادون من وراء الحجرات الایہ و بدرستیکہ حرمت و عزت

رسول بعد از فوت ہمچو حرمت اوست در حالت حیات شریف پس زاری کرد
وخاموش ہو گیا ابو جعفر بعد از آن گفت ابو جعفر یا ابا عبد اللہ در دعا رو بقبلہ آرم
یا رسول خدا صلعم گفت مالک چرا روے میگردانی از حضرت وی صلعم
وحال آنکہ وی وسیلہ تست و وسیلہ پدر تو آدم صفی اللہ بروز قیامت از وے
شفاعت طلب کن از وی انتہی اور استشفاع رسالتمآب سے اور استشفاع
امام حسین ؑ سے باہم فرق نہین رکھتے۔ آمدم بشاہد دیگر بر جواز نعرہ یا علیؑ
مدارج النبوۃ مین لکھا ہے کہ عبد اللہ بن عمر خواب کرد پای او پس گفتہ شد او را
یاد کن محبوب ترین مردم را نزد تو تا برود این آفت پس فریاد کرد یا محمداہ پس
بہ شد پای او انتہے خیال فرمائے کہ جب عبد اللہ بن عمر نے وقت اذیت رفع
اذیت کے یا محمداہ کہا تو اسے غرض سے یا حسین ؑ کہنا کیا مضائقہ رکھتا ہے
علاوہ اسکے حدیث حسین منی وانا منہ موجود ہے جہل اور تجاہل و تعصب کا
کچھ جواب نہین ہے اور اگر خاص تعزیہ ہی پر دعا مانگنے کا اعتراض ہے تو اوسکے
جواز مین بہت مرویات علماء معتمدین تسنین کافی ہین روضۃ الاحباب مین جو
جمال الدین محدث کی ہے ذکر کیفیت نعل و فضیلت تمثال نعل آنحضرت صلعم
مین لکھا ہے کہ از جملہ آنچہ مجرب شدہ از برکات تمثال این نعل شریف آن است
کہ ہر کس کہ آن را با خود دارد او را در میان خلق قبولی تمام باشد والبتہ پیغمبر را
زیارت کند یا آنحضرت را در خواب بیند و من راہ فقد راہ حقا و این تمثال شریف
در ہر لشکر یکہ باشد نگریزند و ہزیمت نیابند از لشکر دشمن و عاقبت بر دشمن
ظفر و نصرت یابند و در ہر قافلہ کہ باشد غارت نیابند و ہر کشتی کہ باشد غرق
نشود و در ہر متاعی کہ بود دزدان بر آن دست نیابند و توسل بجویند

بصاحب آن در ہیچ حادثہ و ہیچ واقعہ و ہیچ حاجتے الا آنکہ گذاردہ شود و توسل نجویند
در ہیچ ضیقی بآن الا آنکہ فرج حاصل شود بحرمت رسول ولے جب حضرت کی نعل مبارک کے
تصویر جو پوست گاؤ کی تھی باعث قبولیت دعا ہے اور اوسکے اتنے کثیر خواص ہین
تو خاص نقل قبر امام حسین علیہ السلام مین کچھ بھی برکت کیونکر نہوگی۔ چھٹا اعتراض
یہ ہے کہ شیعہ محرم کی راتون مین عورتون کو تعزیون کی زیارت کے لئے پہرنیکی اجازت
دیتے ہین پس یہ طعن بھی قابل سماعت نہین کیونکہ کسی ضعیف بھی روایت اہل تشیع مین
ماثور نہین کہ تعزیون کی زیارت کے لئے عورات کو پہرنا چاہئے معترض کو اول اپنا
دعوی کی دلیل سے قایم کرنا چاہئے بعد اسکے طالب جواب ہو کوئی باخبر اپنے
عورات کو اسکی اجازت نہین دیتا ہان عوام مین اگر کہین یہ رسم ہو تو ہو سو یہ چند
وجوہ سے قابل اعتراض معترض نہین اول تو یہ کہ خود علمای شیعہ کثرہم اللہ ذریہ
البریہ ہی اسکی سخت ممانعت فرماتے ہین اور وعظ و نصیحت سے ہزارون
رسوم کے درپے ہین کیونکہ اہل تشیع مین مرد اجنبی کو عورت اجنبیہ کا اور عورت
اجنبیہ کو مرد اجنبی کا دیکھنا ناجائز ہے دوسرے یہ کہ عورت کا جانا مردون کے
مجمع مین حسب تصریح علماء اہلسنت مضائقہ نہین رکھتا بلکہ حسب طریقہ جیسے
کہ عورات موافق گمان معترض پہرتی ہین یعنے اس طریقہ سے کہ خود تو مردو
صورتین دیکھین اور مرد اونکے صورت بوجہ پردہ چادر و برقع کے نہ دیکھین
سو اسکی حرمت اہلسنت مین ثابت نہین کیونکہ بی بی عائشہ نے حبشی
لوگون کا ناچ ملاحظہ فرمایا اور حبشی مرد اجنبی تھے بلکہ خود پیغمبر نے دکھایا
جیسا کہ پہلے بیان ہوا اور خود شاہ عبد العزیز صاحب اس موقعہ پر تحفہ مین
فرماتے ہین و نیز تحریم نظر کردن بمردان اجنبی کہ عورت شان مکشوف نباشد

اعتراض ششم

ہو نہیم در شریعت بالاجماع ثابت نیست اختلاف است انتہی اور جب
بالاجماع ثابت نہین اختلاف ہے تو اول اہلسنت اپنا اختلاف رفع کرلین
اور مجوزین کو ضعیف اور مبطل حق ٹہرالین بعد اسکے عورات عوام شیعہ پر
اعتراض کرین تیسرے یہ کہ اگر بنا بر کثرت حزن اگر کسی سے ایسا ظہور مین آوے
تو معترض تحریر الشہادتین کی روایت کو دیکہی جسمین لکہا ہے کہ جناب ام سلمہؓ
اور تمام اہل مدینہ جزع والیسی اہلبیت عـ سنکر شہر سے باہر آی اور بعد گریہ و بکا کے
متوجہ روضہ رسالتمآب کے ہوی چوتہے یہ کہ پردہ کا مسئلہ جو آج اہلسنت اظہار
کرتے ہین حضرت عائشہ صدیقہ کے نزدیک قابل اعتقاد نہ تھا کیونکہ حین حیات
رسالتمآب مین تو ناچ حبشیون کا دیکہا اور بعد وفات حضرت صـ جنگ جمل مین
ہزارہا لوگون کے مجمع مین شریک ہوکر ہنگامہ قتال و جدال سرگرم کیا پانچوین
یہ طعن بعینہ اہلسنت کی عورات کی طرف پہرتا ہے جو پیرون کے صحبت پاتی ہین
اور پیرون کے قبرونکی مجاور بنی رہتی ہین فالجواب الجواب ساتوان اعتراض
یہ ہے کہ محرم کی دسوین فاقہ کرنا شیعونکے ہان کسوجہ سے ہے حالانکہ اس روز
روزہ رکہنا سنت ہے۔ پس پیروان دین مبین و تابعان شرع متین پر
مخفی و محتجب نہی کہ جسوقت تتبع اخبار و تفحص احادیث کیا جاتا ہے تو دربارہ
صوم عاشورا معلوم ہوتا ہے کہ اکثر حدیثین روزہ روز عاشورا کے منع ہونی پر
دلالت کرتے ہین اسیوجہ سے پیروان ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین
اسکے روزہ کامل اور مسنون ہونے مین کلام رکہتے ہین ہان بعض احادیث
سے استحباب بہی معلوم ہوتا ہے جنکے باعث سے اوسکے منع اجماعی مین
اختلاف واقع ہوا چنانچہ وہ لوگ جو اکثر احادیث یعنے منع روزہ روز

عاشورا پر عمل کرتے ہین اول تو اون بعض حدیثون کے نسبت جنمین آیا ہے کہ روزہ عاشورا
مستحب ہے کہتے ہین روز دہم محرم کا حکم تو منع کا آچکا اوس عاشورا سے مراد نہم محرم ہے
جیسا کہ شیخ جلال الدین سیوطی نے بھی جامع صغیر ابن عباس سے روایت کی ہی اور یہ بھی
کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے کہ عاشورا یوم التاسع یعنی عاشورا نوین محرم کی ہے انتہی
اور مناوی نے فیض القدیر شرح جامع صغیر مین لکھا ہے وقیل ہو یوم الحادی عشر یعنی
بعض کہتے ہین کہ وہ گیارہوین محرم کی ہے انتہی و اذا قام الاحتمال بطل الاستدلال
جب کوئی نوین کہتا ہے کوئی گیارہوین اور کوئی دسوین - اور دسوین کے منع
صوم پر اکثر احادیث وارد ہو چکی ہین لہذا اسکا ترک بنا بر اکثر اولی سمجھا گیا -
دوسری یہ کہ امر دائر ہے درمیان تحریم و استحباب کے اور ظاہر ہے کہ ترک مستحب مین
اتنی عقوبت نہین جتنی کہ فعل حرام کے کرنے مین عقوبت و معصیت ہے - پس اولے
و احوط عند الشیعہ ترک صوم یوم عاشورا یعنے دہم محرم ہے تیسرے یہ کہ جمع بین الاخبار
کے لئے بعض علماء نے اور صورت نکالی ہے اور وہ یہ ہے کہ احادیث منع مین صوم سے
مراد صوم کامل مع نیت ہو اور احادیث استحباب مین صوم ناقص بے نیت - اور
معنے لغوی سے صوم اس مراد لینے مین بھی خارج نہین ہوتا - اور یہی مراد فاقہ سے ہے
چوتھے یہ کہ بنا بر ارشاد معصوم صلوات اللہ الملک القیوم علیہ و علے آبائہ اس روز کا پورا
روزہ نہ رکھنا اولی ہے چنانچہ اہل التشیع مین شیخ ابو جعفر طوسی نے کتاب مصباح مین عبداللہ
بن سنان سے روایت کی ہی - قال دخلت علی ابی عبد اللہ علیہ السلام فی یوم
عاشوراء فالفیتہ کاسف اللون ظاہر الحزن و دموعہ ینحدر من عینیہ کاللؤلؤ المتساقط
قلت یا ابن رسول اللہ مم بکاءک لا ابکی اللہ عینیک فقال لی او فی غفلۃ انت
اما علمت ان الحسین بن علی اصیب فی مثل ہذا الیوم فقلت یا سیدی فما قولک

فی صومہ فقال علیہ السلام صمہ من غیر تبئیت وافطرہ من غیر تشمیت ولا تجعلہ یوم صومہ کملا ولیکن افطارک بعد العصر ساعۃ علے شربۃ من ماء فانہ فی ذلک الوقت من ذلک الیوم تجلت الہیجا عن آل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وانکشفت الملحمۃ عنہم۔ پانچوین یہ کہ وجہ فاقہ کے اون لوگون مین جو اسکے قائل ہین اسی حدیث سے ظاہر ہے اور وہ یہ ہے کہ جب جگر گوشہ رسول خدا خامس آل عبا جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا مع یار وانصار اسدن کے سے دینین بھوکے پیاسے رنج ومحن وظلم وستم مین گرفتار تھے لہذا اونکے پیرو کو بھی لازم ہے کہ اونکی پیروی مین گرسنگی وتشنگی رکھے علاوہ اسکے امور مسنونہ کے ترک مین کچھ اتنی خرابی نہین جتنی کہ ارتکاب حرام مین۔ بر سبیل تنزل کہتے ہین کہ شیعہ ترک سنت کے مرتکب ہین لیکن اہلسنت بجائے گرسنگی وتشنگی وحزن والم روز عاشورا کو مسرور وفرحان ہوتے ہین اور بجائے گریہ وزاری کے عید کرکے کوفیان بیحیا وشامیان پرجفا کی ارواح خبیثہ کو مسرور کرتے ہین اور عید کی اجازت شیخ عبد القادر جیلانی وغیرہ اپنی غنیہ مین فرماتے ہین۔ آٹھوان اعتراض یہ ہے کہ امام بارہ کی تعظیم شیعہ کس وجہ سے کرتے ہین حالانکہ اوسمین سوائے اینٹ اور مٹی کے کچھ نہین ہے اور اپنی ہی بنائی ہوئی شے ہے۔ پس مخفی نرہے کہ پہلے بیان ہوچکا کہ ان چیزونکی تعظیم صرف منسوب الیہ کی معظم ہونے سے کیجاتی ہے عام اسسے کہ وہ شے خود دستکاری کی ہو یا کسی اور نے بنایا ہو اور ظاہر ہے کہ امام بارہ مقام گریہ وبکا وتذکرہ احوال شجاعت ومصیبت خاصان خدا از ائمہ وانبیا ہے اور جب کہ حسب تصریح اہلسنت بنا پل وسرک وچاہ جنسے دنیاوی فائدہ حاصل ہوتا ہے سنت ہے

تو بنیاد امام باڑہ جسّے فوائد دینی صد ہا طرحکے متصور ہین بدرجہ اولے
سنت ہوگا۔ اجتماع مومنین جو حسب روایات سابقہ نزول رحمت ہے
اور تذکرہ تفسیر و احادیث جو باعث اکتساب حسنات ہے امام بارہ سے
سراسر ہے کوئی چیز شریعت مین ایسی نہین پائی جاتی جسّے بناء امام بارہ
ممنوع ہو اور اگر اہلسنت بدعت ہونیکا اسکے دعوی کرین اور کہین کہ عہد
رسالت پناہ مین یہ نہ تھا تو مین کہتا ہون کہ بہت ایسی چیزین ہین کہ زمانہ
رسالت مآب مین نہ تہین جیسے مدرسے پل سڑک چاہ وغیرہ
اور وہ اہلسنت کے نزدیک گو بدعت ہین مگر سنت اور اونکے کرنے سے
امید ثواب واثق ہے جیسا کہ کتب معتمدہ اہلسنت سے ثابت ہو پس امام بارہ
کا بنانا ہی لااقل مباح ٹہریگا بلکہ نہ سنت کہ ممنوع اور غور کرنا چاہئے کہ امام بارہ
مقدمہ گریہ کا ہے اور اسیوجہ سے اسکی بنا کا مستحسن ہونا ظاہر ہے
اور انہین وجوہ سے اسکی تعظیم لازم سمجھی جاتی ہے اور سوا اسکے خود علماء
اہلسنت نے تعظیم امام بارہ واجب بتائی ہے چنانچہ حکیم سلامت علی بنارسی
ولد شیخ محمد عجیب معروف بحذاقت خان جو اہلسنت کے نزدیک معتمدین ہین
اور مولوی حیدر علی صاحب منتہی الکلام جنکو بار بار حکیم مخدوم لکھتے ہین اور مستند
بتاتے ہین اپنی کتاب تبصرۃ الایمان مین فرماتے ہین شک نیست کہ امام بارہ
ونقل تربت شریف بعد مرتب شدن واجب التعظیم است انتہے اس بیان سے
واجب التعظیم ہونا امام بارہ اور تعزیہ کا ظاہر ہے پس اہلسنت پر واجب اور
لازم ہے کہ امام بارہ اور تعزیہ کی تعظیم مین کسیطرح کمی نکرین ورنہ ترک
واجب مین حسب افادہ اپنے علماء معتمدین کے گرفتار جرائم و عصیان ناگزیر

شریعت نبی آخر الزمان ہونگے سہ بر رسولان بلاغ باشد وبس ہو توان
اعتراض یہ ہے کہ ایام محرم مین وقت ماتم وغیرہ شیعہ خاک اڑاتے ہین
اور بہوسہ وغیرہ اوڑانیکا رواج رکہتے ہین عندالشرع یہ کیسا ہے سو اسکا
جواب یہ ہے کہ خاک وغیرہ اوڑانا دو حال سے خالی نہین یا عین رقت وزاری مین
بسبب شدت الم ایسا فعل کرین یا عمداً بغیر رنج و الم خواہ مخواہ اسکا ارتکاب ہو
اگر دوسری صورت کہین پائی جاوی تو یہ فعل کسے خواص کا شیعہ سے
ہرگز نہ ہوگا عوام کا اعتبار نہین اور اگر پہلے صورت ہے تو وہ جائز ہے
بلکہ حسب روایات معتمدہ اہلسنت مسنون اول تو یہ کہ خود رسالت مآب
صلعم کو دیکہا گیا کہ غم حسین علیہ السلام مین سر و ریش مبارک حضرت پے
خاک پڑی ہوئی تہی چنانچہ باب اول کے فصل اول مین صواعق محرقہ ابن
حجر مکے وسر الشہادتین مولوی عبدالعزیز دہلوی و مدارج النبوة شیخ عبد
الحق محدث دہلوی واسعاف الراغبین علامہ محمد صبان سے بوضاحت ثابت
ہوا کہ ام سلمہ اور ابن عباس نے خواب مین دیکہا کہ جناب رسالت پناہ کے
سر و ریش مبارک پر خاک ہے اور ہاتہ مین ایک شیشہ پر از خون ہے یہانتک جب
رسالت مآب خاک وڑائین اور فرط الم مین ریش مبارک گرد آلودہ ہو
پہر امت محمدی کا سر اور اونکی ڈاڑہی کیا اوسسے بہی زیادہ ہے اسروایت
سے سنت ہونا اس فعل کا واضح ولائح ہے دوسری روایت ایسی ہے
جسکو اہلسنت ضرور ہے مانینگے چاہئیے پہلے مین توجیہ و تاویل کرین
اور وہ یہ ہے کہ ابن عبدالبر نے کتاب استیعاب مین ترجمہ حفصہ
دختر عمر کے درمیان لکہا ہے عن عقبة بن عامر قال لما طلق رسول اللہ صلعم

حفصہ بن عمر فبلغ ذلک عمر فحثی علی راسه التراب انتہی عقبہ بن عامر سے روایت ہے
کہ جب رسول خدا نے حفصہ دختر عمر کو طلاق دی تو یہ خبر عمر کو پہونچی پس اپنی سر پر
خاک ڈالی انتہی ای اہلسنت صاحبان جب عمر صاحب نے بیٹی کے طلاق کی
سنکر سر مین خاک ڈالی تو مصیبت کبری اور داہیہ عظمی نمونہ قیامت کے
خبر سننی سے کیون سر کوبی اور ماتم اور خاک ڈرانا جائز نہ ہوگا حفصہ کے
طلاق بہتر کی ذبح ہونیکے برابر نہ تہے افسوس فعل عمر ذرا سے خرابی کے خبر سننے
مین جائز اور فعل مومنین خبر شہادت نور دیدہ فاطمہ ع کے سننے سی حرام اور ممنوع
بے انصاف سے ہوگیا زمانہ خالی ہ دسوان اعتراض یہ ہے کہ علم شدے
گہوارہ دلدل وغیرہ بنانا جو شیعونمین ایام محرم مین مروج ہے کیا حکم رکہتا ہے
پس واضح ہو کہ یہ سب امور جنکا اعتراض مین ذکر ہوا کسی شرع کے خلاف امر پر
ملتی نہین اور نہ کسے نص سے حرمت وکراہت ثابت ہے ہان اباحت بلکہ سنیت
کی دلیلین شریعت سی انکے نسبت اخذ ہوتی ہین ـ اور یہ مقدمات گریہ وزاری بہ نیت
نقل ضریح یعنی تعزیہ اور یہ امور ایک حکم رکہتے ہین اور وجود دلائل کہ باب
دوم مین نقل ضریح کے اثبات جواز مین گذرے اکثر او نمین سے انکی مثبت ہین
شرعا انمین بہی نہی وارد نہین ہوئی ـ ومن ادعی خلافہ فعلیہ البیان وعلینا
التسلیم او الرد بالبرہان علاوہ اسکے ارباب تاریخ پر ہویدا ہے کہ خاص نشان
وشدی بنانیکے ہدایت تیمور بادشاہ کو باجازت امام حسین علیہ السلام
تربت حر رضی اللہ عنہ سے ہوئی ہے بلکہ اسیکے صلہ مین فتح ہند کے اوسکو
بخشی گئی ـ نسخہ کیفیت شاہان ہند مین ذکر تیمور مین مرقوم ہے وو در کربلای
معلی بروضہ حضرت امام حسین علیہ السلام باریاب گردید ارشاد شد

و از ہاتف غیب ندا بر آمد کہ بر تربت حضرت حر علیہ الرحمہ رفتہ تبرک بگیرد
و آنچہ ارشاد شود بجا آرحسب الامر عالی بر تربت آنحضرت رسیدہ و نشان و یک
رومال عنایت شد و حکم فرمودند کہ در ہندوستان ببرد و از غرہ محرم این ہرد و
نشان را ایستادہ کردہ تا تاریخ دہم محرم سال بسال فاتحہ کردہ باشی فتح ہند
بتو بخشیدہ شد از آنجا مرخص گردیدہ در ہندوستان آمدہ سکہ و خطبہ بنام خود
جاری کردہ بر تخت دہلی نشست ازان روز رواج تعزیہ مشہور است انتہی

یعنے جب تیمور کربلاء معلی مین روضہ امام حسین علیہ السلام پر باریاب ہوا
تو ارشاد ہوا اور ہاتف غیب سے ندا آئی کہ حضرت حر علیہ الرحمہ کے قبر پر جا کر
تبرک لیوی اور جو کچہ وہان سے ارشاد ہووی اوسکو بجالاوی حسب الحکم
حضرت حر کی قبر پر جب گیا تو ایک نشان اور ایک رومال وہانسے عنایت ہوا
اور حکم ہوا کہ ہندوستان مین اسکو لیجاؤ اور محرم کے پہلی تاریخ سے ان دونو
کو ایستادہ کر کے دسوین محرم ہر برس وین دن فاتحہ دلایا کرو ہندوستان کے
فتح تمکو بخشی گئی وہان سے رخصت ہو کے تیمور ہندوستان مین آیا اور سکہ
و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور دہلی کے تخت پر بیٹہا اسیدن سے رواج
تعزیہ کا مشہور ہے انتہے جب بتصریح مولوی خاص امام حسین علیہ السلام
نے نشان قائم کرنے اور سال بسال فاتحہ دلانیکے اجازت تیمور کو فرمائے
تو پہر کیا کلام ہے۔ گیارہوان یہ بہی اعتراض بعض اہلسنت کرتے
ہین کہ شربت کے گہڑے ماہ محرم مین تقسیم کرتے ہین اور تعزیون کے آگے
لیجاتے ہین یہ عندالشرع کہان سے جائز ہے سو معلوم کرنا چاہئیے
کہ ایسے امور فی سبیل اللہ کئے جاتے ہین کوئی مانع شریعت مین کسے

مقام پر نہین ہے بلکہ ظہر الیقین مین حسنات خیرات و تقسیم کی روایتین موجود ہین تقسیم
شربت اور تبرک مین کوئی دلیل ممانعت ہنہین لا سکتا بلکہ اہلسنت مین تو بڑے بڑے
پیرون نے شربت کے گہڑے اور کوزے اپنے سرون پر لیجا کر ماہ محرم مین غربا کو تقسیم کئے
ہین۔ اخبار الاخیار شیخ عبد الحق دہلوی مین شیخ احمد محمد شیبانی کا حال یون
لکہا ہے وشیخ احمد محمد شیبانی بغایت محبت خاندان نبوت علیہم السلام
والتحیۃ موصوف بودہ بر طریقہ پیر خود گویند کہ در عشرہ عاشورا و دوازدہ روز
اول ربیع الاول جامہ نو وشستہ بنوشیدی و در لیالی این ایام جیز نجاک
نہ خفتے و در مقابر سادات معتکف شدی و ہر روز بقدر امکان بروح حضرت
رسالت و بارواح خاندان مطہر توسیع طعام میکردی و چون روز عاشورا
کوزہای نو از شربت پر کردی و بر سر خود نہادی و بدر خانہ سادات رفتے
ویتیمان و فقیران ایشان را نجورانیدی الخ جب کوئی ممانعت شرعی
نہین پائی جاتے اور صنادید سے یہ فعل صادر ہوا اور آج تک اونکی اس
فعل سے علما و فقہا مدح سرا ہین تو بغیر دلیل کسے کے غلط گوئی سے کیا ہو سکتا
ہے اور اگر تعزیہ کے آگے لانے پر اعتراض ہے تو یہ بہی لغو ہے تعزیہ پر کسے
نظر سے نہین لاتے محض تقسیم وغیرہ کے وجہ سے لاتے ہین اور علاوہ اسکے
کوئی وجہ ایسی نہین پائی جاتے جو ممانعت پر دلالت کرے۔ ومن ادعی
فعلیہ البیان ۔ و ہذا اخر ما اردت وعلیہ التکلان ۔ بارہوان طعن اہلسنت کا
یہ بہی ہے کہ تعزیہ بنانیکے بعد توڑنا کیا معنے اور مدفون کرنے سے کیا غرض
سو اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو تعزیہ کے لئے بعد ماہ محرم وغیرہ دفن کرنا
واجب و لازم نہین ہے کہ خواہ مخواہ وہ دفن کیا جاوے دوسری یہ کہ دفن

رنکی وجہ یہ ہی کہ تعظیم تعزیہ وغیرہ فریقین مین واجب ہے اور اکثر امتداد زمان
ور عدم احتیاطی سے اوسکی تعظیم مین خلل واقع ہوتا ہے اسوجہ سے اوسمقام
تعظیم اوسکی نہین ہو سکتی یہ مناسب سمجہا گیا ہے کہ زیر زمین دفن کر دیا جا
یا دریا مین ڈالدیا جاوی اور ایسے امور بنا بر پاس حرمت ایسی چیزون کے لئے
ہر دو فریق مین کئے جاتی ہین اور جن مقام پر اوسکی تعظیم و تکریم بدرجہ تمام ہوتی ہے
وہان باقی بہی رکہتے ہین اور سوائے محرم کے بہی وہ گہر یہ مین اعانت کرتا ہے اور
مجالس عزا مین رکہا جاتا ہے اور بوقت ضرورت دفن کیا جاتا ہے مگر اس دفن کو
توڑنا نہین کہتے اور نہ بہ نیت توڑنے اور شکستہ کرنے کے معاذ اللہ بے ادبی
تعزیہ شریف کی ساتہہ کیجاتی ہے اگر معترضین تحریر مولوی سلامت علی بنارسی
وغیرہ کو ملاحظہ کرین تو یقین ہے کہ پہر کوئی کلام سوء ادبی کا نسبت تعزیہ کے نہ کہین
اور گذشتہ پر توبہ کرین اور معنے دفن اونکے کلام سے سمجہین کہ دفن کرنا اوسکا
از روے تعظیم ضروری ہے یا باقی رکہنا ہر حالت مین جسمین تعظیم ہو سکے فتدبر
و تامل تیرہوان اعتراض بعض اہلسنت یہہ بہی کرتے ہین کہ ایام
محرم ہی مین حاضری وغیرہ ہونے اور اوسمین ظالمون پر تبرا کہنا شیعون کے
نزدیک کہانے روا ہے سوای حضرات معترضین اسکا جواب سنئے اور
اتباع انصاف سے نہ نکلئے ہر محمدی پر واجب و فرض ہے کہ جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اونکی اولاد امجاد صلوات اللہ علیہم اجمعین سے محبت
اپنے نفس سے زیادہ رکہے اور محبت کامل و خالص نہین متحقق ہوتے تاوقتیکہ اونکے
جمیع اعدا سے بیزار نہ ہو ورنہ دشمن کو دوست کے دوست رکہنا دوستی کے
دوستی مین ناقص ہونا بلکہ اوس دوست کے نزدیک دشمن بنتا ہے انہین معنونکو

مقام پر نہین ہے بلکہ فقہین مین حسنات خیرات و تقسیم کی روایتین موجود ہین تقسیم
شربت اور تبرک مین کوئی دلیل ممانعت نہین پا سکتا بلکہ اہلسنت مین تو بڑے بڑے
پیرون نے شربت کی گھڑے اور کوزے اپنے سرون پر لیجا کر ماہ محرم مین غربا کو تقسیم کئے
ہین۔ اخبار الاخیار شیخ عبدالحق دہلوی مین شیخ احمد محمد شیبانی کا حال یون
لکھا ہے و شیخ احمد محمد شیبانی بغایت محبت خاندان نبوت علیہم السلام
والتحیۃ موصوف بودہ بر طریقہ پیر خود گویند کہ در عشرہ عاشورا و دوازدہ روز
اول ربیع الاول جامہ نو و شستہ نپوشیدی و در لیالی این ایام جز بخاک
نخفتے و در مقابر سادات معتکف شدی و ہر روز بقدر امکان بروح حضرت
رسالت و بار فلاح خاندان مطہر توسیع طعام میکردی و چون روز عاشورا
کوزہای نو از شربت پر کردی و بر سر خود نہادی و بدر خانہ سادات رفتے
و یتیمان و فقیران ایشان را بخورانیدی الخ جب کوئی ممانعت شرعی
نہین پائی جاتی اور صنادید سے یہ فعل صادر ہوا اور آج تک اونکی اس
فعل کے علما و فقہاء مدح سرا ہین تو بغیر دلیل کسے کے غلط گوئی سے کیا ہو سکتا
ہے اور اگر تعزیہ کے آگے لانے پر اعتراض ہے تو یہ بھی لغو ہے تعزیہ پر کسے
نظر سے نہین لاتے محض تقسیم وغیرہ کے وجہ سے لاتے ہین اور علاوہ اسکے
کوئی وجہ ایسی نہین پائی جاتی جو ممانعت پر دلالت کرے۔ ومن ادعی
فعلیہ البیان ٭ و ہذا اخر ما اردت وعلیہ التکلان ٭ بارہوان طعن اہلسنت کا
یہ بھی ہے کہ تعزیہ بنانے کے بعد توڑ ناکیا معنے اور مدفون کرنے سے کیا غرض
سو اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو تعزیہ کے لئے بعد ماہ محرم وغیرہ دفن کرنا
واجب و لازم نہین ہے کہ خواہ مخواہ وہ دفن کیا جاوے دوسری یہ کہ دفن

ہرنکی وجہ یہہ ہی کہ تعظیم تعزیہ وغیرہ فریقین مین واجب ہے اور اکثر امتداد زمان
ور عدم احتیاطی سے اوسکی تعظیم مین خلل واقع ہوتا ہے اسوجہ سے اوسمقام کی
تعظیم اوسکی نہین ہوسکتی یہ مناسب سمجھا گیا ہے کہ زیر زمین دفن کردیا جائے
یا دریا مین ڈالدیا جاوی اور ایسے امور بنا بر پاس حرمت ایسی چیزون کے
ہر دو فریق مین کئے جاتی ہین اور جن مقام پر اوسکی تعظیم وتکریم بدرجہ تمام ہوتی ہے
وہان باقی بہی رکہتے ہین اور سوائے محرم کے بہی وہ گریہ مین اعانت کرتا ہے اور
مجالس عزا مین رکہا جاتا ہے اور بوقت ضرورت دفن کیا جاتا ہے مگر اس دفن کو
توڑنا نہین کہتے اور نہ بہ نیت توڑنے اور شکستہ کرنے کے معاذ اللہ بے ادبی
تعزیہ شریف کی ساتہہ کیجاتی ہے اگر معترضین تحریر مولوی سلامت علی بنارسی
وغیرہ کو ملاحظہ کرین تو یقین ہے کہ پہر کوئی کلام سوء ادبی کا نسبت تعزیہ کے نہین
اور گذشتہ پر توبہ کرین اور معنے دفن اونکے کلام سے سمجھین کہ دفن کرنا اونکا
از روئے تعظیم ضروری ہے یا باقی رکہنا ہر حالت مین جسمین تعظیم نہو سکے زیادہ تر
و تامل نہین ہوا۔ تیرہواں اعتراض بعض اہلسنت یہہ سب ہے کرتے ہین کہ ایام
محرم ہی مین حاضری وغیرہ ہوتے اور اوسمین ظالمون پر تبرا کہنا شیعون کے
نزدیک کہانے روا ہے سوای حضرات معترضین اسکا جواب سنئی اور
اتباع انصاف سے نہ نکلئی ہر محمدی پر واجب و فرض ہے کہ جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکی اولاد امجاد صلوات اللہ علیہم اجمعین سے محبت
اپنے نفس سے زیادہ رکہے اور محبت کامل وخالص نہین متحقق ہوتے تا وقتیکہ اونکے
جمیع اعدا سے بیزار نہو ورنہ دشمن کو دوست کے دوست رکہنا دوستی کے
دوستی مین ناقص ہونا بلکہ اوس دوست کے نزدیک دشمن بنتا ہے انہین معنونکو

اعتراض ۱۳

اخطب خوارزم نے اپنی کتاب مین لکہا ہے اور زبان سے اوس بیزاری کا اقرار کرنا اور اونکے افعال شنیعہ کو ستکر برا کہنا مقتضائے فطرت سلیمہ وطبیعت مستقیمہ ہے علاوہ اسکے اتباع کلام الٰہی ہے چنانچہ خداتعالی نے خود ہی اپنی اعدا پر لعنت فرمائی اور لوگون سے کہی لعنت اوسکے ساتہ شریک کی ہے جگہہ قران مین ایسا فرمایا ہے اور لعنة اللہ والملئکة والناس اجمعین اسکا مثبت ہے۔ اور ماہ محرم جسمین ظلم ظالمان اور شقاوت حاسدان خاندان نبوت بیان کیجاتے ہین تو ہر محب کو اون ملاعنہ سے جو ظالم اور غاصب حق تہے بوجہ اتحاد شعلہ عداوت اوٹہتا ہے جسکی وجہہ سے بی اختیار و با اختیار لعن وطعن اونکے نسبت ہر شخص کے زبان سے نکلتا ہے اور اسکے تخصیص کچہہ شیعہ ہی پر نہین جو منصف ومحب اہلبیت سنی ہو یا شیعہ اسطرحکے ظلم وستم جو خاندان عصمت وطہارت پہ گذرے سنے گا بے اختیار لعن وتبرا کریگا بہت کچہہ کلمات اونکے نسبت کہنے پہ مستعد ہوگا۔ اسمین کچہہ تخصیص کوفیان بیحیا وحاضرین معرکہ کربلا کے نہین ہے کیونکہ کلاخ ظلم کے باتے تو عہد آنحضرت مین ہی ہوئے اور الکفر ملة واحدة پس سب پر تبرا کہا جاتا ہے بلکہ اعدا اہلبیت پر لعن کہنا اور اونسے بیزار ہونا جزو ایمان ہے اور بغیر اسکی ایمان حاصل نہین ہوتا اور کیونکر مومنیت ہو سکے گی جبکہ ایک وقت تو محمد رسول اللہ کو حق سمجہی اور دوسری وقت مسیلمہ کذاب کی رسالت پر ایمان لاوی جو ایسا کریگا اوسکا ایمان بلکہ اسلام کجا سے گئے دو نوجہان سے وائے ستم نہ ادہر کے ہوئے نہ اودہر کے ہوئے باقی رہا یہ امر کہ باواز اظہار بیزاری کرنا چاہئے یا آہستہ سو جب احادیث متواترہ سے یہ امر ثابت ہی تو اسکی کسی صورت مین کہنے کی ممانعت نہین ہان جہان خوف ہو وہان دشمن اہلبیت کو کیا دشمن خدا ودشمن

رسول کو برا نہین کہہ سکتے اور ایسا ہی کلام ایزدی ولا تسبوا الذین سے مستفاد ہوتا ہے
احادیث بھی اسی جانب اشارہ کرتی ہین ۔ خاتمہ ہزاران ہزار شکر ہے پروردگا
کہ جس امر کا ارادہ کیا تھا وہ گویا اجمال ہوکر پورا ہوگیا یہ تو مین نہین کہہ سکتا کہ جملہ
اعتراض جو بابت عزاداری اہلسنت وغیرہ کرتے ہین سب مین اسطرح مندرج ہین کہ کچھ
بھی باقی نرہے کیونکہ حصر ممکن نہین مگر ہان یہ ہے کہ اگر ان ناظران سب مقامات کو
دیکھہ لیگا تو اونسی اکثر کا دفع اخذ کرسکتا ہی کہین روایات مین اگر بنا بر مزید توثیق
روایت کسی راوی کے توثیق کی ضرورت ہوی ہے وہ بھی مینی باختصار بعض
کتب علماء اعلام مثل استقصاء الافحام وغیرہ سے درج تحریر کردی ہے اور روا
یات کو حتے الامکان بصحت تمام وحوالہ کامل مثل جلد و باب و فصل بلکہ اکثر مقام پر
بقید صفحہ لکہا ہے تاکہ دیکہتے وقت اصل کتاب مین وقت واقع نہو بعض
رسالون مثل زاد عقبی و درۃ التحقیق و قول حق وغیرہا کے تالیف سے اس
رسالہ کے اتمام مین تعویق ہوگئی مگر پھر بہت جلد تسوید سے تبییض مین آیا کیا تعجب ہے
جو ہدیہ مومنین ہوا ور شایع ہوکر اپنی وضع کی علت غائی ظاہر کرے مقبول طباع ہو
مومنین پر لازم ہے کہ ہر شخص کے دل چسپ تحریر با مقفے اور مسجع دیکہکر ادہر یقین
نہ لاوین بلکہ اوسکی سقم اور توثیق کے جانب اول نظر کرین اگر خود وہ مسئلہ حل نہو سکے
تو علماء اعلام کے جانب رجوع کرین قران مین ہے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم
لا تعلمون ۔ اگر تم نہین جانتے تو اہل ذکر سے دریافت کرلو ورنہ بغیر تحقیق و تفتیش
کسی امر کو ماننا ہلاکت مین ڈالدیتا ہے ۔ اہلسنت وغیرہ سے فی زماننا ایسے
رسالے شائع ہوئے ہین کہ جنمین اہلحق کے نسبت بڑے بڑے بہتان ہین اور
اگرچہ علماء شیعہ نے برابر ہر وقت مین اونکا ابطال باجوبہ تفصیلی و الزامی کیا ہے

اخطب خوارزم نے اپنی کتاب مین لکہا ہے اور زبان سے اوس بیزاری کا اقرار کرتا اور اونکے افعال شنیعہ کو سنکر برا کہنا مقتضا فطرت سلیمہ و طبیعت مستقیمہ ہے علاوہ اسکے اتباع کلام الہی ہے چنانچہ خدا تعالی نے خود بہی اپنی اعدا پر لعنت فرمائی اور لوگون کے بہی لعنت اوسکے ساتہ شریک کی ہے کئی جگہہ قران مین ایسا فرمایا ہے اور لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین اسکا مثبت ہے۔ اور ماہ محرم جبمین ظلم ظالمان اور شقاوت حاسدان خاندان نبوت بیان کیجاتے ہین تو ہر محب کو اون ملاعنہ سے جو ظالم اور غاصب حق تہے بوجہ اتحاد شعلہ عداوت اوٹہتا ہے جسکی وجہ سے بے اختیار و با اختیار لعن و طعن اونکے نسبت ہر شخص کے زبان سے نکلتا ہے اور اسکے تخصیص کچہہ شیعہ ہی پر نہین جو منصف و محب اہلبیت سنی ہو یا شیعہ اسطرح کے ظلم و ستم جو خاندان عصمت و طہارت پہ گذرے سنے گا بے اختیار لعن و تبرا کریگا بہت کچہہ کلمات اونکے نسبت کہنے پر مستعد ہوگا۔ اسمین کچہہ تخصیص کوفیان بیحیا و حاضرین معرکہ کربلا کے نہین ہے کیونکہ کاخ ظلم کے بانی تو عہد آنحضرت مین ہی ہوئے اور الکفر ملۃ واحدۃ پس سب پر تبرا کہا جاتا ہے بلکہ اعدا اہلبیت پر لعن کہنا اور اونسے بیزار ہونا جزو ایمان ہے اور بغیر اسکے ایمان حاصل نہین ہوتا اور کیونکر مومنیت ہوسکے گی جبکہ ایک وقت تو محمد رسول اللہ کو حق سمجہی اور دوسری وقت مسیلمہ کذاب کی رسالت پر ایمان لاوی جو ایسا کریگا اوسکا ایمان بلکہ اسلام کجاسے گئے دونوجہان سے وای ستم نہ ادہر کے ہوئے نہ اودہر کے ہوئے باقی رہا یہ امر کہ باواز اظہار بیزاری کرنا چاہئے یا آہستہ سو جب احادیث متواترہ سے یہ امر ثابت ہی تو اسکی کسی صورت مین کہنے کی ممانعت نہین ہان جہان خوف ہو وہان دشمن اہلبیت کو کیا دشمن خدا و دشمن

رسول کو برا نہین کہہ سکتے اور ایسا ہی کلام ایزدی و لا تسبوا الذین سے مستفاد ہوتا ہے
احادیث بھی اسی جانب اشارہ کرتی ہین۔ **خاتمہ** ہزاران ہزار شکر پروردگار
کہ جس امر کا ارادہ کیا تھا وہ گو یا جمال ہو کر پورا ہو گیا یہ تو مین نہین کہہ سکتا کہ جملہ
اعتراض جو بابت عزاداری اہلسنت وغیرہ کرتے ہین سبمین سطرح مندرج ہین کہ ایک
بھی باقی نرہے کیونکہ حصر ممکن نہین مگر ہان یہ ہے کہ اگر ان ناظران سب مقامات کو
دیکھہ لیگا تو اونسی اکثر کا دفع اخذ کر سکتا ہی کہین روایات مین اگر بنا بر مزید توثیق
روایت کسی راوی کے توثیق کی ضرورت ہوی ہے وہ بھی مینے باختصار بعض
کتب علماء اعلام مثل استقصار الافحام وغیرہ سے درج تحریر کر دی ہے اور روا
یات کو حتے الامکان بصحت تمام وحوالہ کامل مثل جلد و باب و فصل بلکہ اکثر مقام پر
بقید صفحہ لکھا ہے تا کہ دیکھنے وقت اصل کتاب مین دقت واقع نہو بعض
رسالون مثل زاد عقبی و درۃ التحقیق و قول حق وغیرہا کے تالیف سے اس
رسالہ کے اتمام مین تعویق ہو گئی مگر پھر بہت جلد تسوید سے تبیض مین آیا کیا تعجب ہے
جو ہدیہ مومنین ہوا اور شایع ہو کر اپنی وضع کی علت غائی ظاہر کرے مقبول طبائع
مومنین پر لازم ہے کہ ہر شخص کے دل چسپ تحریر یا مقفے اور مسجع دیکھکر اوسپر یقین
نہ لاوین بلکہ اوسکی سقم اور توثیق کے جانب دل نظر کرین اگر خود وہ مسئلہ حل نہو سکے
تو علماء اعلام کے جانب رجوع کرین قران مین ہے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم
لا تعلمون۔ اگر تم نہین جانتے تو اہل ذکر سے دریافت کر لو ورنہ بغیر تحقیق و تفتیش
کسی امر کو ماننا ہلاکت مین ڈالدیتا ہے۔ اہلسنت وغیرہ سے فی زماننا ایسے
رسالے شائع ہوئے ہین کہ حنیمین اہلحق کے نسبت بڑے بڑے بہتان ہین اور
اگرچہ علماء شیعہ نے برابر ہر وقت مین اونکا ابطال باجوبہ تفصیلی و الزامی کیا ہے

ملکر عام مومنین تک انکا شائع ہونا اکثر رہ جاتا ہے لہذا دہوکا پڑتا ہے اور شیطان
جو النسل تکلے لئے دشمن ایمانی ہے ہر وقت اپنی کارروائی سے خالی ہنین ہوتا کچہہ نہ
کچہہ وسوسہ ڈالدیتا ہے علما و مجتہدین کیطرف جانب ہر مسئلہ مین عند الضرورت
رجوع کرین اور جواب باصواب حاصل کرکے آپ ہی مستفیض ہون اور لوگونمین
بہی شائع کرکے ثواب بیحساب پاوین اور اس رسالہ کو بہی پڑہے لکہے لوگ
پڑہکر اور ون کو سناوین اور اگر کوئی بات پسند آوے تو مصنف کو دعاے خیر سے
محروم نہ رکہین کیونکہ میرے پاس سوائی دعا مومنین و مدد ختم المرسلین اور کوئی
وسیلہ مغفرت ہنین ہے - وہذا آخر ما اردنا ایراده فی ذلک الکتاب بعون اللہ
الوہاب و قد فرغ من تسویدہ مشتت الاحوال متوزع البال محسن توفیق اللہ
المتعال فی یوم الاربعاء السادس العشرین من شہر الشوال سنۃ ثمان و تسعین ۱۲۹۸
بعد الف و مائتین من الہجرۃ النبویۃ علی ہاجرہا آلاف التسلیم والتحیۃ

قطعہ تاریخ از مصنف رحمہ مصقول عفی اللہ جرائمہ بحرمۃ
الرسول و ابنی البتول علیہ السلام - بابت سنہ ۱۲۹۸ھ

رحمۃ مصقول اہب منکر دین	شد مکمل باحسن ترتیب
زان کلامیکہ گفت نیم زبان	قلب دشمن شدہ دو نیم عجیب
طعن او دفع شد بطعن سنان	از کلام رشیق و نیک مصیب
زخم دلہای ریش اعدا را	غیر اقبال طعن نیست طبیب
شکر ایزد ہزار الحمد الحق	فتح و نصرت شدہ نصیب مجیب
بعد تبییض بہر تاریخش	چون زنخدان بجیب بردہ کئیب

لفت طبعم کہ از سر ایمان	بی تفکر بگو عجیب العرب ۱۲۹۸

قطعۂ تاریخ از ذکی متین سالک عز دین قبلہ سید حسین بسمل رئیس گستھہ ضلع مظفرنگر

ناصر دین و عالم و عامل	شیخ سجاد فاضل و عاقل
ان اولوالعزم از دلائل عقل	کرد دعوے مدعی باطل
از کلامش بغایت آگاہی	اہل اسلام را شدہ حاصل
ز دلیلش تمام اہل خلاف	باز مانند مثل خر در گل
ختم شد چونکہ این رسالۂ پاک	از عنایات داور عادل
داد بسمل نشان تاریخش	در جواز ضریح پاک بدل ۱۲۹۸

ولہ اخرے

چونکہ سجاد این رسالہ گفت	بہر یا بیر گزیدہ دارین
از عقول و نقول ثابت کرد	ساختن تعزیۂ شہ کونین
خاک انداز شد بچشم خلاف	این مضامین خاص عین العین
ہاتف غیب سالش از بسمل	گفت جای قیام داغ حسین

۱۲۹۸ھ

تمام شد

بتاریخ ۲۶ بیسوین ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۲۹۹ ہجری و سنہ ۱۰۴۴ مہدوی ۴ مطابق ماہ اگست سنہ ۱۸۸۲ء روز شنبہ بمقام لکھنؤ محلہ خراشخانہ وزیر گنج باہتمام کمترین دعاگوی مومنین سید عابد علی مہتمم و مالک مطبع اثنا عشری کے طبع ہوا



مگر عام مومنین تک انکا شائع ہونا اکثر رہ جاتا ہے لہذا و ہو کا پڑتا ہے اور شیطان ہو النساس نکلی لئی دشمن ایمانی ہے ہر وقت اپنی کار روائی سے خالی نہین ہوتا کچہہ نہ کچہہ وسوسہ ڈالدیتا ہے علما و مجتہدین کے جانب ہر مسئلہ مین عند الضرورت رجوع کرین اور جواب باصواب حاصل کرکے آپ ہی مستفیض ہون اور لوگونکو بہی شائع کرکے ثواب بیحساب پاوین اور اس رسالہ کو بہی پڑہے لکہی لوگ پڑہکر اورون کو سناوین اور اگر کوئی بات پسند آوی تو مصنف کو دعاء خیر سے محروم نہ رکہین کیونکہ میرے پاس سوائے دعاء مومنین و مدد ختم المرسلین اور کوئی وسیلہ مغفرت نہین ہے۔ وہو آخر ما اردنا ایرادہ فی ذلک الکتاب بعون اللہ الوھاب وقد فرغ من تبیضہ متشتت الاحوال متوزع البال بحسن توفیق اللہ المتعال فی یوم الاربعاء السادس العشرین من شہر الشوال سنۃ ثمان و تسعین بعد الف و مائتین ۱۲۹۸ من الھجرۃ النبویۃ علی ھاجرہا آلاف التسلیم والتحیۃ

قطعہ تاریخ از مصنف رحم مصقول غفر اللہ جرائمہ بحرمتہ الرسول وابنی البتول علیہ السلام بابت سنہ ۱۲۹۸ھ

رحم مصقول اہے منکر دین
زان کلامیکہ گفت نیم زبان
طعن او دفع شد بطعن سنان
زخم دلہای ریش اعدا را
شکر ایزد ہزار لاکہ الحق
بعد تبیض بہر تاریخش

شد مکمل باحسن ترتیب
قلب دشمن شدہ دو نیم عجیب
از کلام رشیق و نیک مصیب
غیر اقبال طعن نیست طبیب
فتح و نصرت شدہ نصیب مجیب
چون زنخدان بحبیب برد و کئیب

گفت طبعم کہ از سر ایمان بی تفکر بگو عجیب الغرب ۱۲۹۸

قطعۂ تاریخ از ذکی متین شاعر دین سید حسین صاحب انیس تخلص ساکن قصبہ تہٹوڑہ ضلع مظفر نگر

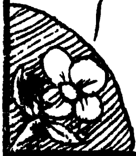
ناصر دین و عالم و عامل شیخ سجاد فاضل و عاقل
ان اولو العزم از دلائل عقل کرد دعوے مدعے باطل
از کلامش بعنایت آگاہی اہل اسلام را شده حاصل
وز دلیلش تمام اہل خلاف باز مانند مثل خر در گل
ختم شد چونکہ این رسالۂ پاک از عنایات داور عادل
داد بسمل انیشان تاریخش در جواز ضریح پاک بدل ۱۲۹۸

ولہ اخرے

چونکہ سجاد این رسالہ گفت بہر یا بر گزیده وارین
از عقول و نقول ثابت کرد ساختن تعزیہ شہ کونین
خاک انداز شد بچشم خلاف این مضامین خاص عین العین
ہاتف غیب سالش از بسمل گفت جای قیام داغ حسین
۱۲۹۸ھ

تمام شد

بتاریخ بیسوین ماه رمضان المبارک ۹۹ سنہ ۱۲ ہجری و سنہ ۱۰۸۴ مہدوی ۲۶
مطابق ماه اگست ۸۲ سنہ ۱۸ع روز شنبہ بمقام لکھنو محلہ خراشخانہ
وزیر گنج باہتمام کمترین دعاگوئے مومنین سید عابد علی مہتمم و مالک
مطبع اثنا عشری کے طبع ہوا



مگر عام مومنین تک ولکا شائع ہونا اکثر رہ جاتا ہے لہذا دہو کا پڑتا ہے اور شیطان جو النسان کے لئے دشمن ایمانی ہے ہر وقت اپنی کارروائی سے خالی نہین ہوتا کچہہ نہ کچہہ وسوسہ ڈالدیتا ہے علما و مجتہدین کے جانب ہر مسئلہ مین عند الضرورت رجوع کرین اور جواب باصواب حاصل کرکے آپ بہی مستفیض ہون اور لوگونین بہی شائع کر کے ثواب بیحساب پاوین اور اس رسالہ کو بہی پڑہے لکہی لوگ پڑہکر اورون کو سنا دین اور اگر کوئی بات پسند آوی تو مصنف کو دعاء خیر سے محروم نہ رکہین کیونکہ میرے پاس سوائی دعاء مومنین و مدد ختم المرسلین اور کوئی وسیلہ مغفرت نہین ہے۔ وہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ذلک الکتاب بعون اللہ

الوھاب قد فرغ من تسویدہ مشتتت الاحوال متوزع البال محسن توفیق اللہ المتعال فی یوم الاربعاء السادس والعشرین من شہر الشوال سنۃ ثمان وتسعین ۱۲۹۸ بعد الف ومائتین من الہجرۃ النبویۃ علی ھاجرہا آلاف التسلیم والتحیۃ

قطعہ تاریخ از مصنف رح مصقول عفی اللہ جرائمہ بحرمۃ الرسول وابنی البتول علیہ السلام ۔ بابت سنہ ۱۲۹۸ھ

رحمہ مصقول اجب منکر دین
زان کلامیکہ گفت نیم زبان
طعن او وقع شد بطعن سنان
زخم دلہای ریش اعدا را
شکر ایزد ہزار لاکہ ا لحق
بعد تبیض بہر تاریخش

شد مکمل باحسن ترتیب
قلب دشمن شدہ دو نیم عجیب
از کلام رشیق ونیک مصیب
غیر اقبال طعن نیست طبیب
فتح ونصرت شدہ نصیب محب
چون زنخدان بحبیب بردہ کثیب

گفت طبعم که از سر ایمان | بی تفکر بگو عجیب الغریب ۱۲۹۸

قطعهٔ تاریخ از ذکی متین شاعر دین سید حسین بسمل رئیس کتہوہ ضلع مظفرنگر

ناصر دین و عالم و عامل	شیخ سجاد فاضل و عاقل
ان اولو العزم از دلائل عقل	کرد دعوی مدعی باطل
از کلامش بغایت آگاهی	اهل اسلام را شده حاصل
وز دلیلش تمام اهل خلاف	باز مانند مثل خر در گل
ختم شد چونکه این رسالهٔ پاک	از عنایات داور عادل
داد بسمل نشان تاریخش	در جواز ضریح پاک بدل ۱۲۹۸

ولهٔ اخری

چونکه سجاد این رساله گفت	بهر یا بر گزیده وارین
از عقول و نقول ثابت کرد	ساختن تعزیه شه کونین
خاک انداز شد بچشم خلاف	این مضامین خاص عین العین
هاتف غیب سالش از بسمل	گفت جای قیام داغ حسین
	۱۲۹۸ھ

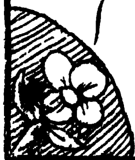
تمام شد

بتاریخ ۲۶ بیسوین ماه رمضان المبارک سنه ۱۲۹۹ هجری و سنه ۱۰۴۴ مهدوی ع

مطابق ماه اگست سنه ۱۸۸۲ع روز شنبه بمقام لکهنو محله فراشخانه

و زیر نگرانی اهتمام کمترین دعاگوی مومنین سید عابد علی مهتمم و مالک

مطبع اثنا عشری کے طبع ہوا +



اعلان

الحمد للہ والمنہ کہ اندنون بفضل حاکم حقیقی رسالہ ہذا خاص واسطے
مذہب شیعہ کے مطبع مین طبع ہوکر شایع ہوا اَور واضح ہو کہ اس
علاوہ کتب مذہب شیعہ وغیرہ ہر قسم کے قانون دیوانی و فوجداری
موجود ہین جن صاحبون کو ضرورت ہو بذریعہ خط پیڈ بعد دریا
راقم سے طلب فرماوین اور نیز ہر قسم کے کاغذات مثل پٹہ قبو
خسرہ جمع بندی روزنامچہ وغیرہ بھی اس مطبع مین بہ کفایت (دو
سے) مل سکتے ہین اور ہر قسم کے کتب عربی و فارسے
براے فروخت دکان مطبع ہذا مین بمقام محلہ وزیر گنج مو
علاوہ برین اشیاء ساخت لکھنؤ وغیرہ بھی جملہ اقسام کے ا
مطبع سے حسب طلب روانہ ہو سکتے ہین اور اوس مین
فیس فی روپیہ ا ر لیا جاتا ہے جن صاحبون کو ضرورت
ہوا کرے بارسال منی آرڈر طلب فرماوین فقط

ع بر رسولان بلاغ باشد و بس

العبد

سید عابد علی مہتمم و مالک
مطبع و دوکاندار محلہ
وزیر گنج شہر
لکھنؤ